65

۷۸۶

وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ تُوَفَّىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۲:۲۸۱

ترجمہ:- اور اس دن سے ڈرتے رہو جس میں تم (سب) اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے پھر ہر شخص کو اس کا معاوضہ پورا پورا ملیگا اور ان پر ظلم (ذرا بھی) نہ ہوگا۔

توشہ آخرت

(حصہ اوّل)

مشتمل بہ معلومات (چند) مضامین قرآن حکیم

مرتبہ

محمد عبدالمجید صدیقی (اڈوکیٹ)

۱۵۰-او-۲/ پی ای سی ایچ ایس

خالد بن ولید روڈ

کراچی ۲۹

فہرست مضامین توشۂ آخرت

حصہ اول

فہرست ۲ باب ۱۴ قرآن حکیم کی ضمنی فصلیں

فصل ۱۸ - اوصاف

فہرست ۳ ضمنی اوصاف قرآن حکیم

فہرست ۴ - باب ۱۷

اقوام سابق پر عذاب الہٰی نازل ہونے کے وجوہ اور اقسام عذاب

ضمنی فصلیں

ضرور ملاحظہ کیجئے

صفحہ ۱۰ - ۱۱ - ۱۶ - ۲۳ -
۱۷۹ - ۱۸۱ - ۱۸۶ - ۱۸۷ - ۱۸۸ - ۱۸۹ - ۲۹۰

○

غلط نامہ

گذارش:- براہ مہربانی کتاب کے مطالعہ سے قبل غلطیوں کی اصلاح ضرور کریجیے۔ کیونکہ کتابت کی بعض غلطیاں بہت اہم ہیں۔ خدا معاف فرمائے۔

نمبر صفحہ	سطر	غلط	صحیح یا اضافہ خواہ حذف طلب
۲۴	۱	تَعُوْمُ	تَقُوْمُ
۴۰	۱	امراد	بامراد
۰	۱۷	اٰتُوا الزَّکٰوۃَ	اٰتُوا الزَّکٰوۃَ
۴۳	۱۰	رَزَقْنٰهُمْ	وَرَزَقْنٰهُمْ
۴۶	آخری سطر	خزع	فَزَعِ
۴۸	آیت سطر ۲	....	مَا تَقُوْلُوْنَ کے بعد "وَلَا" اضافہ کیجیے
۴۹	سطر ۱۹	وَاَرْجُلَكُمْ	وَاَرْجُلَكُمْ
۵۸	سطر ۶	مَن	مَنْ
....	....	وَالْيَوْمِ الْاَخِرِ	وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ
۶۰	نیچے سے سطر ۵	اور جب تم نے	اور جب ہم نے
...	....	عبادت نہ کر	عبادت نہ کرنا
...	سطر ۶	وَاِذْ اَخَذْ نَا	وَاِذْ اَخَذْنَا
۶۴	نیچے سے سطر ۲	پہلا لفظ اور	زائد ہے حذف کردیجیے
۷۱	آیت سطر ۳	اَيْدِيكُمْ	اَيْدِيَكُمْ
....	نیچے سے آیت سطر ۲	وَالرُّمَّانَ	وَالرُّمَّانَ
۸۰	سطر ۱۰	لازم کردوں گا	لازم کردوں گا
۸۱	نیچے سے سطر ۲	مِّنْ	مِّنْ

نمبر صفحہ	سطر	غلط	صحیح یا اضافہ خواہ حذف طلب
۱۰۸	نیچے سے سطر ۵	"کے لئے" کے بعد	"حج کے لئے" اضافہ کیجئے
۱۲۴	سطر ۹	وہ وہ	ایک وہ زائد ہے حذف کیجئے
	سطر ۱۵	بیتی	بیتی
۱۲۷	آخری سطر	مُقَامُ	مَقَامُ
۱۲۸	۱۴	الْجَزَامَ	الْحَرَامَ
۱۴۳	آیت آخری سطر	غَفُوْرٌ	غَفُوْرً
۱۴۵	سطر ۱۳	وَاسْتَغْفِرُوْهُ	وَاسْتَغْفِرُوْهُ
۱۴۶	سطر ۲	وَاسْتَغْفِرْ	وَاسْتَغْفِرْ
۱۵۰	۱۲	وہ کیا	وہ کیا تھا
~~۱۶۵~~ ۱۷۵	۱۵	تخفیف	تخویف
۱۸۵	۹	کفار مکہ خود	کفار مکہ نے خود
۱۸۹	۹	تو	زائد ہے حذف کر دیجئے
۲۰۰	۱۴	"ایمان میں ترقی دی"	اسکے بعد "اور وہ خوش ہوتے ہیں" اضافہ کیجئے
۲۰۱	۴	گواہ اسی میں سے ہے	گواہ اسی میں ہے
۲۰۳	۵	"پیروی مت کرو"	کے بعد "کم ہی تم لوگ نصیحت قبول کرتے ہو" اضافہ کیجئے
۲۰۷	شمار نمبر ۴	.....	اضافہ کیجئے۔ آیت ۱۱ پر ج آیت ۱۲-۱۳-۱۴-۱۵ پر لا اور آیت ۱۶ پر ط
۲۰۷	شمار نمبر ۵ آیت ۲۲	مَحْفُوطٍ	مَحْفُوْظٍ
	ترجمہ آخری سطر	محفوظ ہیں	محفوظ ہیں

صفحہ نمبر	سطر	غلط	صحیح یا اضافہ خواہ حذف طلب
۲۱۸	نیچے سے سطر ۲	فاسدہ سے بچنے کا ہے	اس کے بعد اضافہ کیجئے "اس کو شِفَاءٌ لِمَا فِی الصُّدُورِ سے تعبیر کیا گیا"
۲۲۶ (~~۲۲۲~~)	سطر ۲	ذِیُ الذَّکْرِ	ذِی الذِّکْرِ
۲۲۹	سطر ۹	فِیْہِ	فِیْہِ
۲۳۶	سطر ۷	آیت ۳۰	آیت ۲۰
—	سطر ۱۰	مرتبہ	شانہ
۲۴۱	سطر ۱۲		کے بعد اضافہ کیجئے "(ترجمہ تھانوی) یہ (قرآن) ایک ایسی کتاب ہے کہ اس کی آیتیں (دلائل سے) محکم کی گئی ہیں پھر (اس کے ساتھ) صاف صاف (بھی) بیان کی گئی ہیں ایک حکیم باخبر کی طرف سے"
۲۵۱	سطر ۵	یہ کہ اللہ (فیصلہ کن)	یہ کہ اللہ کے (فیصلہ کن)
۲۶۲	آیت ۲۷، سطر ۲	مؤمنین	مُؤْمِنِیْنَ
۲۶۳	سطر ۶	بن آدم	بن اِرم
۲۷۵	آخری سطر	پ ۲۶ س ۵ آیت ۱۲	زائد ہے حذف کر دیجئے
۲۹۲	سطر ۴	وہ عالب	وہ غالب

مخاطب

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (پ ۲۰ س ۲۷)

فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۖ اِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِيْنِ (۷۹)

سو آپ اللہ پر توکل رکھئے بیشک آپ صریح حق پر ہیں

اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ

آپ مُردوں کو نہیں سنا سکتے اور نہ بہروں کو (اپنی پکار سنا سکتے ہیں)

اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ (۸۰)

جب کہ وہ پیٹھ پھیر کر چل دیں

وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِى الْعُمْىِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ۭ

اور آپ اندھوں کو ان کی گمراہی سے راستہ دکھانے والے نہیں

اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ (۸۱)

آپ تو بس انھیں کو سنا سکتے ہیں جو ہماری آیتوں پر یقین رکھتے ہیں پھر وہ انہیں مانتے ہیں

(یا اللہ! ہر مسلمان مرد و زن کو توفیق عطا فرما کہ وہ تیری آیتوں پر یقین رکھے اور اس پر کاربند بھی ہو) آمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض حال

(۱)

بعد حمد خالق ذوالجلال و نعت حضرت رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم عرض حال اینکہ توشئہ آخرت حصہ دوم کی طباعت و اشاعت کے بعد اب بفضل ایزدی حصہ اول کی طباعت کی بھی نوبت آ گئی ہے۔ یہ تقدم و تاخر کیوں ہوا اس کی وجہ حصہ دوم کے حرف آغاز میں لکھی ہے۔ اس موقع پر اس کا دہرانا غیر ضروری خیال کرتا ہوں نیز یہ کہ یہ سلسلہ شروع ہی کیوں کیا گیا اور اس کے لئے وجہ تحریک کیا تھی اس کی بابت بھی میں نے حصہ دوم کے حرف آغاز کے شروع میں کسیقدر تفصیل سے عرض کیا ہے مختصر الفاظ میں غرض و مقصد صرف اسی قدر ہے کہ قرآن حکیم کے ایک ہی قسم یا سلسلہ کے احکام و مضامین اس طور پر یکجا ہو جائیں کہ کسی متلاشی کو تیس پاروں میں ان کو تلاش کرنے کی زحمت نہ ہو۔ اور ساتھ ہی ساتھ مختصراً تفسیر سے بھی آگاہی ہو جائے بارگاہ رب العزت میں دست بدعا ہوں کہ میری یہ کوشش قبول و کامیاب ہو اور قارئین کرام باحسن وجوہ اس سے مستفید و مستفیض ہوں۔ آمین۔

(۲)

اس مجموعہ میں آیات قرآن حکیم کا ترجمہ اور ان کے متعلق مختصر تفسیر زیادہ تر تفسیر ماجدی سے نقل کی گئی ہے البتہ بعض بعض آیات کریمہ کی بابت تفسیر دیگر کتب سے بھی ماخوذ ہے۔ آخر میں حوالہ لکھ دیا گیا ہے۔

(۳)

اس حصہ اول کے چند ابواب یعنی طہارت۔ غسل۔ نماز۔ زکوٰۃ۔ روزہ۔ حج۔ قربانی

قرآن حکیم ۔ حصہ دوم میں بھی شامل ہیں جو بہت مختصر طور پر سرسری معلومات کے لیے شامل کیے گئے تھے ۔ چنانچہ اِس حصہ اول کی ہر چہار فہرست مضامین کے ملاحظہ سے ظاہر ہوگا کہ اس حصہ اول میں ان جملہ آٹھ ابواب کی بابت حتی الوسع ہر ممکن وضاحت پیش نظر رکھی گئی ہے تاکہ ان کی اہمیت اور افضلیت قرار واقعی طور پر واضح ہونا ممکن ہو۔ دراصل حصہ دوم صرف دنیوی معاملات کی بابت مرتب کیا گیا تھا۔ لیکن اس کی طباعت کے وقت ان آٹھ ابواب کا کچھ کچھ حصہ بھی بطور تبرک شامل کرنا مناسب خیال کیا گیا۔

(۴)

ادائے نماز کی پابندی کے سلسلہ میں توشۂ آخرت حصہ دوم کے صفحہ ۹۸ پر مولانا جوہر مرحوم اور سابق ریاست گوالیار کے ایک خاں صاحب کا ذکر ہے۔ خاں صاحب مرحوم کا اسم گرامی (SIR) حشمت اللہ خاں تھا جو سہواً لکھنے سے رہ گیا۔ اسی ذکر کی آخری سطور میں یہ بھی میں نے لکھا ہے کہ "ممکن ہے کہ ان کی اولاد میں سے کوئی صاحب پاکستان میں موجود ہوں۔ چنانچہ بعد کو میرے ایک محترم عنایت فرما کی زبانی مجھ کو معلوم ہوا کہ پارسا باپ کی دو پارسا دختران یہاں کراچی میں موجود ہیں قیصر جہاں بیگم، نفیس جہاں بیگم۔

(۵)

جناب لطاف حسن قریشی صاحب کی کتاب "مقابل ہے آئینہ" پانچ اہم انٹرویو پر مشتمل ہے ۔ ان انٹرویو میں چند جگہ پابندی ادائے نماز ۔ تلاوت قرآن مجید کے ذکر کے ساتھ ہی ساتھ ضمناً ایک صحیح مسلم معاشرے کی نشان دہی کی گئی ہے ۔ چنانچہ اس کتاب کے چند اقتباسات حسب ذیل ہیں

(۱) جسٹس حمود الرحمن صفحہ ۱۵۔

ہمارے زمانے میں یہ ہوتا تھا کہ ہم پڑھائی کا آغاز عربی کے قاعدے سے کرتے تھے گھر کی سب سے بزرگ اور ضعیف عورت ہماری استاد ہوتی تھی ۔ جب قرآن مجید کے

ایک دوبار ے ختم کر لیتے تھے تو پھر ہمیں کسی مدرسہ میں داخل کیا جاتا تھا۔ مدرسہ کی تعلیم کے دوران میں قرآن کی تدریس و تعلیم کا سلسلہ قائم رہتا تھا...... ہمارے چچا ہمیں باقاعدگی سے اپنے ساتھ مسجد میں لے جایا کرتے تھے۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ اس وقت مسجد سے جو ایک تعلق پیدا ہوا تھا وہ آج بھی موجود ہے۔

(۲) السلطان حسن قریشی صاحب صفحہ ۱۵:-

جسٹس صاحب کی باتوں نے مجھے اپنا ماضی یاد دلا دیا..... ہمارے گھر میں سب صبح سویرے اٹھ جایا کرتے تھے۔ والدہ صاحبہ تہجد کے لئے بہت خاموشی سے اٹھا کرتی تھیں۔ صبح کی اذان کے وقت وہ ہم بچوں کو جگا دیتی تھیں۔ سردی ہو یا گرمی۔ نماز کے لئے مسجد میں جانا ضروری تھا۔ نماز کے بعد ہم سب بھائی بہت ہی شفیق قاری صاحب سے قرآن پڑھتے تھے........ ہم پر ہمارے والدین نے کتنا بڑا احسان کیا ہے۔ جب یہ سوچتا ہوں تو بے اختیار آنسو نکل آتے ہیں۔ اگر بچپن اور لڑکپن میں ہمیں ان کی رہنمائی حاصل نہ ہوتی تو معلوم نہیں آج ہم کس ڈگر پر ہوتے۔

(۳) جسٹس محبوب مرشد صفحہ ۷۷:-

.... میں مقدمات کا فیصلہ کرتے وقت قرآن سے رہنمائی اور روحانی فیضان حاصل کرتا ہوں...... خدا کی قسم حب رسول کے بغیر ایمانی کیفیت اور دینی شعور بیدار نہیں ہو سکتا۔ اس ذات کی محبت میں ڈوبے بغیر زندگی کا صحیح مفہوم آشکارا نہیں ہوتا اور انسان اپنی حقیقی عظمت سے ناآشنا ہی رہتا ہے..... میں عدالتی فیصلوں میں قرآن سنت اور فقہ کے حوالہ دینا زیادہ پسند کرتا ہوں...... وہ اصول اور مبادی جن کا منصوص ہونا ثابت ہے ہم ان میں کوئی تغیر و تبدل نہیں کر سکتے...... میں نے عدل کا تصور قرآن کے ایک لفظ "میزان" سے اخذ کیا ہے...... میرے والد بزرگوار..... صبح کے وقت قرآن کی تلاوت کیا کرتے تھے...... میں بھی باقاعدگی سے قرآن کی تلاوت

کرتا ہوں.....

(۶)

اس موقعہ پر تصفیہ مقدمات کے تعلق میں کوئی اقتباس یا کوئی واقعہ تحریر کرنا گو قطعاً غیر متعلق بات ہے لیکن چونکہ عدل و انصاف کا تعلق بھی قرآنی احکام ہی سے ہے اور عوام کا فائدہ اس میں مضمر ہو سکتا ہے اس لئے جسٹس حمود الرحمٰن کے چند جملہ اور میری زمانہ ملازمت کا ایک واقعہ تحریر کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں خیال کرتا ہوں ملاحظہ ہو :-

(الف) جسٹس حمود الرحمٰن صفحہ ۱۲۶ :-

......مظلوم جب ہمارے پاس دادرسی کے لئے آتا ہے تو احترام انسانیت کا شعور چراغ کی لو بن جاتا ہے اس نوع کے مقدمات میں راتوں کی نیند حرام ہو جاتی ہے ایسے میں خدا کی رہنمائی حاصل کرنے کے لئے نگاہیں بار بار اوپر اٹھتی ہیں اور میں نے اکثر یہ محسوس کیا ہے کہ **خدا رہنمائی کرتا ہے۔**

(ب) جسٹس حمود الرحمٰن کے حوالہ کے بعد اپنا ذاتی حوالہ یا واقعہ لکھنا گو ناموزوں و نامناسب معلوم ہوتا ہے اور لکھتے ہوئے قلم رکتا ہے لیکن چونکہ واقعہ صحیح اور نتیجہ خیز ہے اس لئے لکھتا ہوں کہ سابق ریاست گوالیار کے ایک ضلع میں بحیثیت ڈسٹرکٹ و سشن جج میں مامور تھا، ۳۸ء یا ۳۹ کے دوران ایک سنسنی خیز قتل کے مقدمہ میں حسب معمول رات کے وقت میں نے تجویز لکھنا شروع کر کے جب ماخوذیت کے دلائل لکھنے کی ابتدا کی تو گو جاڑے کا موسم تھا میری پیشانی پر پسینہ آگیا۔ طبیعت گھبرانے لگی اور ہیبت سی طاری ہو گئی۔ میں نے تجویز لکھنا بند کر دی اور سو رہا۔ دوسری شب جب پھر تجویز لکھنے کی ابتدا کی تو کم و بیش پھر وہی کیفیت طاری ہوئی۔ اس مقدمہ کی ایک خصوصیت اور اہمیت اس وجہ سے بھی تھی کہ ملزم کی حقیقی بہن اور بھانجہ نے ملزم کے خلاف، چشم دید شہادت ادا کی تھی۔ چنانچہ بالتواتر جب دو مرتبہ یہ کیفیت

طاری ہوئی تو میں نے خیال کیا کہ کوئی خاص سبب ہے اور شائد ماخوذیت کی بابت میری رائے صحیح نہیں ہے۔ میں نے دوبارہ بحث سننے کے لئے نوٹس جاری کیا۔ اور اس معاملہ کا روزنامچہ خاص طلب کر کے بالکل شروع سے مطالعہ کیا۔ دوبارہ بحث سننے کے بعد میری رائے تبدیل ہو گئی اور پھر جب میں نے بریت کے دلائل لکھنا شروع کئے تو ایک خاص قسم کا سکون و اطمینان محسوس کیا چنانچہ میں نے ملزم کو بری کر دیا۔ پولیس کی اپیل پر ہائیکورٹ سے ملزم کو حبس دوام کی سزا ہوئی۔ لیکن ملزم کی اپیل پر جوڈیشنل کمیٹی نے میری رائے سے اتفاق کرتے ہوئے ملزم کو بری کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد مجھ سے میرے ایک دوست جوڈیشنل آفیسر نے بیان کیا کہ اس مقدمہ کے کمٹنگ مجسٹریٹ نے ان سے کہا تھا کہ کیا یہ شہرت صحیح ہے کہ ان کو (میرا نام لے کر) کوئی شخص اصل واقعہ بتا جاتا ہے کیونکہ فلاں قتل کے معاملہ میں ملزم بیگناہ تھا اور فلاں فلاں وجوہ کی بنا پر اس کے خلاف غلط الزام عائد کیا گیا تھا اور کہ فلاں جج (یعنی میں) صحیح نتیجہ پر پہونچے۔

میری گذشتہ نصف صدی کی زندگی کے سینکڑوں ایسے واقعات ہیں جن سے میں یہ نتیجہ اخذ کرتا رہا ہوں کہ نیک نیتی۔ اخلاص۔ راست گوئی۔ منصف مزاجی۔ خشیت الٰہی ایسے اوصاف ہیں جو صحیح اور سیدھے راستہ کی طرف ضرور رہبری کرتے اور روحانی سکون و اطمینان کا سبب ہوتے ہیں برخلاف اس کے میرا ذاتی مشاہدہ ہے محض لفاظی یا سخن پروری نہیں کہ بدنیت۔ منافق المزاج۔ دغابازی۔ فریب کاری بدکلامی دروغ بافی کے عادی۔ سازشی اور رشوت خور گو بظاہر کامیاب نظر آئے لیکن ان کا نتیجہ بد سے بدتر ہوا اور میرا تو یہ بھی خیال ہے کہ جو لوگ ان افعال قبیحہ کے عادی ہیں ان کا ضمیر خود ان کو ملامت کرتا ہوگا اور ان کو سکون قلب حاصل نہ ہوگا۔ یہ ایک ایسا موضوع درمیان میں آگیا جو خود ایک ضخیم کتاب کا محتاج ہے اور اس مجموعہ کے موضوع سے متعلق نہیں لہٰذا سخن کوتاہ باید والسلام۔

ف

(۷)

گذشتہ بیس سال سے میں اس کوشش میں مصروف ہوں کہ جہاں تک میری عقل و فہم رہبری کر سکے قرآن حکیم کا ہر مضمون خواہ دین سے متعلق ہو یا دنیا سے اسی طور پر جدا جدا ضبط تحریر میں آجائے چنانچہ اس وقت تک چودہ سو عنوانات کا میں نے انتخاب کیا ہے اور ان کے تحت آیات قرآن مجید یکجا کرنے کا سلسلہ جاری ہے ۔ چونکہ اس خدمت کی انجام دہی میں تن تنہا مصروف ہوں اور میری عمر بھی اوسط عمر سے متجاوز ہو گئی ہے اس لئے اس خدمت کی تکمیل کی امید تو نہیں کر سکتا ہوں البتہ اس خدمت میں تادم آخر مصروف رہنا ہی اب میرا نصب العین ہے ۔

آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم

فقط

۱۲ ستمبر ۷۲ء

کراچی

محمد عبد الحمید صدیقی

باب اوّل

پاکی۔ طہارت

(۱) پ ۲۔ س ۲۔ آیت ۲۲۲۔

......اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ ۲۲۲

ترجمہ:۔ بیشک اللہ محبت رکھتا ہے توبہ کرنے والوں سے اور محبت رکھتا ہے پاک صاف رہنے والوں سے

تفسیر:۔ صفائی و طہارت کی یہ روح قرآنی عام ہے۔ اور اس کے تحت میں جسمانی اور ظاہری صفائی پوری طرح آجاتی ہے۔ اسلام کی اس لطافت پسندی۔ نظافت پسندی۔ طہارت پسندی کے مقابلے میں دوسرے سرے پر وہ مذاہب ہیں جن میں قرب حق کا ذریعہ صفائی کو نہیں عین جسمانی گندگی۔ کثافت و غلاظت کو قرار دیا گیا ہے۔ مشرک قوموں میں جو فرقے اگھوری متی کے نام سے ہیں ان کے تفصیلی ذکر سے تو ان صفحات کو نجس کرنے کی جرأت نہیں۔ خود مسیحیت کی تاریخ میں صدیوں تک راہبوں کے لئے غسل یا جسم کی شست و شو ایک مستقل معصیت رہی ہے۔ ماجد

(۲) پ ۶ س ۵۔ آیت ۶۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ .... وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ؕ .... مَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیَجْعَلَ عَلَیْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ یُّرِیْدُ لِیُطَهِّرَكُمْ وَلِیُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَیْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۶

ترجمہ:۔ اے ایمان والو جب تم نماز کو اٹھو .... اور اگر تم حالت جنابت میں ہو تو (سارا جسم) پاک صاف کر لو .... اللہ تمہیں چاہتا کہ تمہارے اوپر کوئی تنگی ڈالے بلکہ (وہ تو یہ) چاہتا ہے کہ تمہیں خوب پاک صاف رکھے اور تم پر اپنی نعمت پوری کرے تاکہ تم شکر گزاری کرو۔

تفسیر:۔ سارا جسم پاک صاف کر و۔ یعنی غسل کر لو۔ یا سارے جسم کو پانی سے دھوڈالو۔ (ماجد)

(۳) پ ۱۱- س ۹- آیت ۱۰۸-

...... وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ۱۰۸

ترجمہ:- اور اللہ خوب پاک ہونیوالوں کو پسند کرتا ہے۔

(۴) پ ۲۹ س ۷۴- آیت ۴-

وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۴

اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھئے۔

تفسیر:- یعنی طہارت ظاہری کا اہتمام رکھئے۔ فقہی احکام و ہدایات کا نزول ابتدائے وحی ہی سے شروع ہو گیا تھا۔ اور یہ آیت احکام فقہی کی اولین آیات میں سے ہے (ماجد)

باب ۲

غسل۔ وضو۔ تیمم۔ مسح

پ ۶ س ۵- آیت ۶:-

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا

اے ایمان والو جب تم نماز کو اٹھو تو اپنے چہروں اور ہاتھوں کو کہنیوں

وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ

سمیت دھو لیا کرو اور اپنے سروں پر مسح کر لیا کرو اور اپنے پیروں کو ٹخنوں سمیت

وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ط وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ط

(دھو لیا کرو) اور اگر تم حالت جنابت میں ہو تو (سارا جسم) پاک صاف کر لو اور اگر تم بیمار

وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ

ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی استنجا سے آئے یا تم نے عورت سے صحبت کی ہو پھر تم کو

اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا
پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمم کر لیا کرو یعنی اپنے چہروں اور ہاتھوں
فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ؕ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ
پر اس سے مسح کر لیا کرو اللہ نہیں چاہتا کہ تمہارے اوپر کوئی تنگی
لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ
ڈالے بلکہ وہ (تو یہ) چاہتا ہے کہ تمہیں خوب پاک صاف رکھے
نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۔ (۶)
اور تم پر اپنی نعمت پوری کرے تاکہ تم شکر گذاری کرو۔

تفسیر۔ نوٹ ۱:۔ وضو پر وضو کرنے کے استحباب کے سب قائل ہیں۔

نوٹ:۔ ۲:۔ اسلام بہ خلاف دوسرے مذہبوں کے باطنی پاکیزگی کے ساتھ ساتھ ظاہری اور جسمانی صفائی کا بھی بہت قائل ہے اور اس نے اپنی مرکزی عبادت نماز سے قبل وضو کو لازمی ٹھہرایا ہے۔ کہ بغیر اس کے نماز درست ہی نہیں۔

نوٹ ۳:۔ وضو میں فرض صرف چار چیزیں ہیں۔

(۱) چہرہ کا دھونا (۲) ہاتھوں کا کہنیوں سمیت دھونا (۳) سر کا مسح کرنا یا پانی میں تر کیا ہوا ہاتھ سر پر پھیرنا (۴) پیروں کا ٹخنوں سمیت دھونا۔

نوٹ ۴:۔ ان کے علاوہ اور جو چیزیں ہیں۔ کلی کرنا۔ مسواک کرنا۔ ناک میں پانی لینا۔ غرغرہ کرنا۔ وقس علیٰ ہذا۔ ان میں سے بعض امور مسنون ہیں اور بعض مستحب ہیں۔

نوٹ ۵:۔ سردی لگ جانے کا خوف۔ بیماری بڑھ جانے کا اندیشہ۔ پانی لانے میں بہت زیادہ دشواریاں۔ یہ ساری چیزیں پانی نہ ملنے ہی کے حکم میں داخل ہیں۔

نوٹ ۶:۔ حنفیہ کے یہاں سردی کے عذر پر بجائے غسل کے تیمم کر لینا بالکل جائز ہے۔

نوٹ ۷:۔ تیمم:۔ ایسی مٹی پر جو خود غیر طاہر یا گندی نہ ہو۔ دو۔ دو بار ہاتھ مار کر پہلی

باز پورے چہرے اور دوسری بار ہاتھوں پر کہنیوں تک پھیر لینا۔

نوٹ ۸:۔ وضو کے لئے پانی کی بابت امام ابوحنیفہ نے اتنی وسعت رکھی ہے کہ رنگ، مزہ۔ یا بُو بدلے ہوئے پانی تک کی اجازت دیدی ہے۔

نوٹ ۹:۔ جنس ارض کی تمام چیزوں پر تیمم جائز ہے ..... شناخت یہ ہے کہ وہ آگ میں نہ جل جائے۔ نہ اس سے پگھل جائے۔ چنانچہ گیرو۔ پتھر۔ سرمہ۔ یاقوت۔ زبرجد وغیرہ پر..... عمل جائز ہے۔ البتہ راکھ پر جائز نہیں۔ (ماجد)

باب ۳

نماز

(چند امور توجہ طلب)

(۱) نماز:۔ یہ فارسی لفظ ہے معنی ہیں۔ عبادت۔ دعا۔ عاجزی۔ خدمتگاری اور نیاز۔ صلوٰۃ:۔ یہ عربی لفظ ہے معنی ہیں۔ نماز۔ دعا۔ استغفار۔ بزرگی بیان کرنا۔ پاکی بیان کرنا۔ (۲) (بدنی عبادت میں نماز کا اولین درجہ ہے) نماز کی فرضیت اور اہمیت اس سے ظاہر ہے کہ (میرے شمار کے مطابق) قرآن حکیم کی ایکسو پانچ (۱۰۵) آیت میں بصراحت نماز کا ذکر ہے اور وہ آیت ان کے علاوہ ہیں جن میں رکوع۔ سجود۔ تسبیح اور دیگر اسی قسم کے الفاظ سے بعض مترجمین نے مراد "نماز" لکھی ہے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ مَنْ اَقَامَهَا اَقَامَ الدِّیْنَ وَمَنْ هَدَمَهَا هَدَمَ الدِّیْنَ۔ (ترجمہ:۔ نماز دین کا ستون ہے جس نے اُسے قائم کیا اُس نے دین کو قائم کیا اور جس نے اُسے گرا دیا اُس نے دین کو گرا دیا)

حضرت امام بخاریؒ نے فرمایا کہ:۔

اِغْتَنِمْ فِی الْفَرَاغِ فَضْلَ رُکُوْعٍ
فَعَسٰی اَنْ یَکُوْنَ مَوْتُکَ بَغْتَۃً

(فراغت کے وقت رکوع و سجود کو غنیمت سمجھ۔ مبادا کہ اچانک موت آجائے)

کسی شاعر کا شعر ہے کہ :۔

روز محشر کہ جاں گداز بود
اولیں پرسش نماز بود

(۳) (الف) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا فرمائی تھی کہ :۔

پ ۱۳ س ۱۴۔ آیت ۴۰ :۔

"رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي ......

ترجمہ :۔ اے میرے پروردگار مجھ کو بھی نماز کا پابند رکھئے اور میری نسل میں سے بھی (کچھ کو)

تفسیر ماجدی" نماز کی اہمیت اسی سے ظاہر ہے کہ ایک نبی جلیل القدر اپنے حق میں اس کے واسطے دعائے خصوصی کرتے ہیں۔

(ب) حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے سلسلہ میں باری تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ :۔

پ ۱۶۔ س ۱۹۔ آیت ۵۵ :۔

وَكَانَ يَأْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ ۔

ترجمہ :۔ اور اپنے متعلقین کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم کرتے رہتے تھے۔

(تفسیر ماجدی) یہ وصف ایک پیمبر کے سلسلہ میں بیان ہو رہا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اپنے اعزہ اقارب و احباب کو عبادت بدنی و مالی کی ترغیب دلاتے رہنا کتنی بڑی فضیلت کی چیز ہے۔

(ج) حضرت موسیٰ علیہ السلام سے باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا تھا کہ :۔

پ ۱۶۔ س ۲۰۔ آیت ۱۴ :۔

"وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ"

اور میری ہی یاد کی نماز پڑھا کرو۔

(تفسیر ماجدی) اس میں نماز کی غایت بیان کر دی۔ کہ اس کے اصل مقصود یاد الٰہی کو دل میں

تازہ رکھنا ہے۔

(د) حضرت زکریا کے سلسلہ میں ارشاد ہے کہ:۔

پ ۳-س ۳-آیت ۳۹

"وَهُوَ قَائِمٌ يُّصَلِّي فِي الْمِحْرَابِ"

ترجمہ:۔ اور وہ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے محراب میں۔ (تھانوی)

(ھ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے الفاظ پ ۱۶ س ۱۹- آیت ۳۱ میں ارشاد ہوئے ہیں کہ:۔

"وَاَوْصٰنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا"

اور اس نے مجھ کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا ہے جبتک میں (دنیا میں) زندہ ہوں۔ (تھانوی)

(و) حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں بھی بنی اسرائیل کو ہدایت فرمائی گئی کہ:۔

پ ۱ س ۲- آیت ۴۳۔

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ۔

ترجمہ:۔ اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور (نماز میں) جھکنے والوں کے ساتھ جھکتے رہو۔

(ماجد)

(نوٹ) حوالہ جات مندرجہ بالا سے ظاہر ہے کہ نماز کی اہمیت محتاج دلیل نہیں ہے اور نہ مزید وضاحت کی ضرورت باقی رہتی ہے۔ پ ۱۰ س ۹- آیت ۵ کے سلسلہ میں مفسرین نے یہاں تک لکھا ہے کہ:۔

(الف) ...... ظاہر مسلمانی کی حد ٹھہرائی۔ ایمان لانا۔ کفر سے توبہ اور نماز اور زکوٰۃ۔ اسی واسطے جب کوئی شخص نماز چھوڑ دے یا زکوٰۃ۔ پھر اس سے امان اٹھ گئی حضرت صدیق نے زکوٰۃ کے منکروں کو بارہ کافروں کے قتل فرمایا (موضح القرآن)

فصل ۱

احکام

"مستحق زجر و ملامت جس طرح عدم ایمان ہے اسی طرح ترک نماز بھی"

(ماجد جلد ۷ حاشیہ صفحہ ۱۱۶۰)

(بہ تعلق اقامت نماز)

(۱) پ ۱ س ۲ - آیت ۴۵ - ۴۶ - (ترجمہ از ماجد)

وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۚ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا

اور صبر اور نماز سے مدد چاہو اور وہ بیشک گراں ہے مگر خشوع

عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ۝۴۵ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَ

رکھنے والوں پر (نہیں) جنھیں اس کا خیال رہتا ہے کہ انہیں اپنے پروردگار سے

اَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝۴۶ ع

ملنا (بھی) ہے اور اس کا کہ انہیں اسکی طرف واپس ہونا ہے۔

(ترجمہ از آزاد) اور (دیکھو) صبر اور نماز (کی قوتوں) سے (اپنی اصلاح میں) مدد لو لیکن نماز ایک ایسا عمل ہے جو (انسان کی راحت طلب طبیعت پر) بہت ہی کٹھن گذرتا ہے، البتہ جن لوگوں کے دل اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں اور جو سمجھتے ہیں کہ انہیں اپنے پروردگار سے ملنا اور (بالآخر) اس کے حضور لوٹنا ہے۔ تو ان پر یہ عمل کٹھن نہیں ہوسکتا۔

بعض الفاظ کی تشریح

(۱) (الف) صبر: - صبر کے لغوی معنی روکنے اور باندھنے کے ہیں۔ اس سے مراد ارادے کی مضبوطی، عزم کی پختگی اور خواہشات نفس کا انضباط ہے۔ ارشاد الٰہی کا مدعا یہ ہے کہ اس اخلاقی صفت کو اپنے اندر پرورش کرو۔ (مودودی)

(ب) اصطلاح شریعت میں صبر کہتے ہیں عقل اور شریعت جن امور کا حکم دیتی ہے ان پر نفس کو جمائے رکھنا۔ اور جن سے منع کرتی ہے ان سے باز رکھنا (قاموس)

(ج) محنت سہارنا۔ (قادر)

(۲) لکبیرۃٌ:۔ ایک سخت مشکل کام ہے (مودودی) دشوار ضرور ہے (تھانوی) بہت ہی کٹھن گزرتا ہے (آزاد) البتہ وہ بھاری ہے (قادر) (ہند) شاق ہے (نذیر) البتہ بڑا کام ہے (رفیع)

(۳) خٰشِعِین:۔ (الف) عاجزی کرنے والے (رفیع) جن کے قلوب میں خشوع ہے (تھانوی) فرمانبردار بندے (مودودی) جن لوگوں کے دل اللّٰہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں (آزاد)

(مصدر) خشیتہ:۔ اس خوف کو کہتے ہیں جس کے ساتھ تعظیم ملی ہوئی ہو۔ .... جس سے ڈرا جائے اس کی عظمت کا علم ہو۔ (قاموس)

خشوع:۔ عاجزی۔ فروتنی۔ (قاموس)

(ب) "خشوع" کے معنی ہیں کسی کے سامنے خوف وہیبت کے ساتھ ساکن اور پست ہونا چنانچہ ابن عباس نے "خاشعون" کی تفسیر "خائفون۔ ساکنون" سے کی ہے خشوع میں ایک طرح کا سکون وتذلل معتبر ہے ..... اصل خشوع قلب کا ہے اور اعضائے بدن کا خشوع اس کا تابع ہے جب نماز میں قلب خاشع وخائف اور ساکن وپست ہوگا تو خیالات اِدھر اُدھر بھٹکتے نہیں پھرینگے ایک ہی مقصود پر جم جائیں گے پھر خوف وہیبت اور سکون وخضوع کے آثار بدن پر بھی ظاہر ہونگے مثلاً بازو اور سر جھکانا نگاہ پست رکھنا ادب سے دست بستہ کھڑا ہونا۔ اِدھر اُدھر نہ تاکنا کپڑے یا داڑھی وغیرہ سے نہ کھیلنا۔ انگلیاں نہ چٹخانا اور۔ اسی قسم کے بہت سے افعال واحوال لوازم خشوع میں سے ہیں احادیث میں حضرت عبداللّٰہ بن زبیر اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللّٰہ عنہم سے منقول ہے کہ نماز میں ایسے ساکن ہوتے تھے جیسے ایک بے جان لکڑی اور کہا جاتا تھا کہ یہ خشوع ہے .... خشوع قبول صلوٰۃ کیلئے شرط ہے .... (عثمانی حاشیہ تحت آیۃ ۲- پ ۱۸ ص ۲۳)۔

نوٹ:۔ لفظ صلوٰۃ کے معنی اور تشریح۔ ملاحظہ ہو فصل نمبر ۱۔

۱۔ تفسیر:۔ صبر سے مال کی طلب اور محبت جائے گی۔ اور نماز سے عبودیت وتذلل آئیگا۔ اور حب جاہ کم ہوگی۔ صبر و نماز حضور دل سے بہت بھاری ہے مگر ان پر آسان ہے جو عاجزی کرتے ہیں اور ڈرتے ہیں جن کا خیال اور دھیان یہ ہے کہ ہم کو خدا کے روبرو ہونا اور اس کی طرف پھر جانا ہے (یعنی نماز میں خدا کا قرب اور گویا اس سے ملاقات ہے) یا قیامت میں حساب و کتاب کے لئے روبرو جانا ہے۔ (ہند)

۲۔ صبر اور نماز دو بڑی روحانی قوتیں ہیں جن سے اصلاح نفس اور انقلاب حال میں مدد لی جاسکتی ہے۔ (آزاد)

۳۔ ..... جسے یہ خیال ہو کہ کبھی مر کر اپنے خدا کے سامنے جانا بھی ہے اس کے لئے نماز ادا کرنا نہیں بلکہ نماز کا چھوڑنا مشکل ہے۔ (مودودی)

۴۔ قوت پکڑو محنت سہارنے سے اور نماز سے یعنی اس کی عادت کرو ...... (قادر)

۵۔ صبر ایک ایسی فضیلت ہے کہ جو اس کو اختیار کرلیتا ہے دنیا کی تکلیفیں اس پر آسان ہوجاتی ہیں اور یہی حال نماز کا ہے ..... جناب رسالت مآب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی عادت تھی کہ جب آپ کو کسی طرح کی تشویش لاحق حال ہوتی تو آپ نماز میں مشغول ہوجاتے مگر جن لوگوں کو خدا کا اور عاقبت کا خیال نہیں ان کو نماز کی پابندی بھی بجائے خود ایک مصیبت معلوم ہوتی ہے۔ (نذیر)

۶۔ ...... نفسیات جدید میں محرک عمل دو ہی چیزیں مانی گئی ہیں۔ ترغیب و ترہیب۔ ترغیب کا جزو انہم ملقوا ربہم میں جزا و اجر کے استحضار سے آگیا۔ اور ترہیب کا جزو انہم الیہ راجعون میں مراقبہ مواخذہ سے آگیا۔ یظنون ظن لغت میں شک اور یقین دونوں کے معنی میں آیا ہے ...... یہاں اکثر ائمہ تفسیر نے یقین ہی کے معنی میں لیا ہے۔

(ماجد)

(۲) پ ۱- س ۲- آیت - ۱۱۰

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ۗ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ

ترجمہ از ماجد:- اور نماز کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور جو کچھ بھلائی تم اپنے واسطے آگے

مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۱۱۰

بھیجدو گے اُسے اللہ کے پاس پاؤ گے یقیناً تم جو کچھ کر رہے ہو اللہ اس کا خوب دیکھنے والا ہے۔

ترجمہ از آزاد:- اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔ یاد رکھو جو کچھ بھی تم اپنے لئے نیکی کی پونجی پہلے سے اکٹھی کر لو گے۔ اللہ کے پاس اس کے نتیجے موجود پاؤ گے (یعنی مستقبل میں اس کے نتائج و ثمرات ظاہر ہوں گے) تم جو کچھ بھی کرتے ہو اللہ اُسے دیکھ رہا ہے۔

تفسیر:- (۱) تجدوہ:- اسے پالو گے یعنی اس کے اجر و ثواب کو پالو گے۔ یہ مراد نہیں کہ بعینہٖ وہ عمل موجود ملے گا۔ (ماجد)

(۲) نماز اور زکوٰۃ یعنی قلبی اور مالی عبادت کی سرگرمی ایک ایسی حالت ہے جس سے جماعت کی معنوی استعداد نشو و نما پاتی ہے۔ اور قوی ہوتی ہے۔ جس جماعت میں یہ سرگرمی موجود ہو وہ نہ تو دین سے برگشتہ ہو سکتی ہے نہ اس کی اجتماعی قوت میں کمزوری آسکتی ہے۔ (آزاد)

(۳) پ ۲- س ۲- آیت ۱۵۳

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۗ اِنَّ

اے ایمان والو صبر اور نماز سے مدد چاہو بیشک

اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۱۵۳

اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

تفسیر:- نماز کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے ذکر اور فکر سے روح کو تقویت ملتی ہے۔ (آزاد)

(۴) پ ۲ - س ۲ - آیت ۲۳۸

حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ

(سب ہی) نمازوں کی پابندی رکھو۔ اور (خصوصاً) درمیانی نماز کی اور اللہ کے

قٰنِتِيْنَ ۲۳۸

سامنے عاجزوں کی طرح) کھڑے رہا کرو۔

تفسیر۔ حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ محققین نے محافظت صلوٰۃ کے تین درجہ قرار دیے

ہیں۔ ۱۔ ادنیٰ یہ کہ نماز وقت پر پڑھی جائے اور فرائض و واجبات ترک نہ کیے جائیں۔

۲۔ اوسط یہ کہ جسم ہر طرح طہارت ظاہری سے آراستہ ہو۔ طبیعت اکل حلال کی خوگر

ہو۔ دل میں خشوع و خضوع ہو سنن مستحبات کی پوری رعایت رہے۔

۳۔ اعلیٰ یہ کہ نماز گویا حق تعالیٰ کے مواجہہ میں ہو رہی ہے اس قدر حضور قلب و استغراق

رہے۔ (ماجد)

الصلوٰۃ الوسطیٰ۔ اکثر ائمہ تفاسیر نے نماز عصر مراد لی ہے اور یہی معنیٰ ..... حضرت علیؓ

..... تابعین اور امام ابوحنیفہ ..... سے مروی ہوئے ہیں۔ (ماجد)

قٰنِتِيْنَ۔ ۱ ادب و نیاز میں ڈوبے ہوئے (آزاد)

۲ لفظ قنوت بہت جامع ہے اور حاوی ہے ذکر اور دعا اور خشوع و خضوع پر۔ (ماجد)

۳۔ ادب سے۔ (قادر) ۴۔ فرمانبرداری خشوع و خضوع کرنے والے۔ (قاموس)

۵۔ پ ۵ س ۴ - آیت ۷۷۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَ

کیا تو نے ان لوگوں کے حال پر نظر نہیں کی جن سے کہا گیا تھا کہ اپنے ہاتھوں کو روکے

اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ .... (۷۷)

رہو اور نماز کی پابندی کرو اور زکوٰۃ دیتے رہو۔

تفسیر:- (۱) یہاں ذکر ان عافیت کوش مسلمانوں کا ہے جو میدان جنگ میں جانے سے حیلہ حوالہ ڈھونڈے جانے لگے۔ (خلاصہ حاشیہ ماجد)

(۲)...... مسلمان آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر...... رخصت مانگتے کہ ہم کفار سے مقاتلہ کریں اور ان سے ظلم کا بدلہ لیں آپؐ مسلمانوں کو لڑائی سے روکتے "کہ مجھ کو مقاتلہ کا حکم نہیں ہوا۔ بلکہ صبر اور درگذر کا حکم ہے اور فرماتے کہ نماز اور زکوٰۃ کا جو حکم تم کو ہو چکا ہے اس کو برابر کئے جاؤ...... شیخ الہند

(۶) پ ۵- س ۴- آیت ۱۰۳-

فَإِذَا اطْمَأْنَنتُمْ فَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ ۚ إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ

اور پھر جب تمہیں اطمینان حاصل ہو جائے تو نماز کی اقامت کرو بیشک نماز ایمان

عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتٰبًا مَّوْقُوتًا (۱۰۳)

والوں پر پابندی وقت کیساتھ فرض ہے۔

تفسیر:- فَإِذَا اطْمَأْنَنتُمْ :- یعنی سفر اور خوف کی حالتیں ختم ہو جائیں (ماجد)

اقیموا الصلوٰۃ:- ...... اقامت صلوٰۃ سے مراد نماز کا اس کے جملہ شرائط ہی کے ساتھ ادا کرنا ہوتا ہے۔ (ماجد)

کتاباً موقوتا:- وقت کی قید کے ساتھ فرض کر دی گئی ہے (آزاد)

(نوٹ :- دیکھو فصل ۲ پابندی اوقات)

(۷) پ ۷ س ۹- آیت ۷۲:-

وَأَنْ أَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّقُوهُ ۚ وَهُوَ الَّذِي

اور یہ کہ نماز کے پابند رہو اور اس سے ڈرتے رہو اور وہی ہے جس کے

إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ (۷۲)

پاس تم (سب) جمع کئے جاؤ گے۔

(۸) پ ۸ س ۷ - آیت ۲۹ -

......وَ اَقِیْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ

(ترجمہ رفیع) اور سیدھا کرو منہ اپنے کو نزدیک ہر نماز کے اور پکارو اس کو

مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ؕ

خالص کر کرو واسطے اس کے عبادت۔

(ترجمہ قادر) اور سیدھے کرو اپنے منہہ ہر نماز کے وقت اور پکارو اس کو نِرے اس کے حکم بردار ہو کر۔

(ترجمہ ماجد) اور تم ہر سجدہ کے وقت اپنا رخ سیدھا کرو اور اسے (یعنی اللہ کو) پکارا کرو۔ دین کو اسی کے واسطے خالص کر کے۔

تفسیر:- نوٹ ۱:- وَاقِیْمُوا وُجُوهَكُمْ - یعنی ہر عبادت کے وقت اپنی توجہ اللہ ہی کی طرف رکھو (ماجد)

عند کل مسجد:- (الف) ہر ایک نماز کے وقت (نذیر) (ب) ہر نماز کے وقت (سہند) (ج) مسجد ظرف زمان و مکان دونوں ہے۔ یعنی سجدہ کے وقت کے بھی ہیں اور سجدہ کی جگہ کے بھی۔ یہاں مراد اول الذکر یعنی سجدہ کے وقت سے لی گئی ہے (ماجد)

(۹) پ ۱۲ - س ۱۱ - آیت ۱۱۴

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ؕ

اور آپ نماز کی پابندی رکھئے دن کے دونوں سِروں پر اور رات کے کچھ حصوں

اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ (۱۱۴)

میں بیشک نیکیاں مٹا دیتی ہیں بدیوں کو یہ ایک نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کے لئے۔

تفسیر:- اس میں بدرجہ اجمال دن رات کی پانچوں فرض نمازیں آگئیں ....

قرآن مجید میں جہاں جہاں بھی اوقات نماز کا ذکر ہے بدرجہ اجمال ہی ہے تفصیلات

صرف سنت رسول کی طرف رجوع کرنے سے معلوم ہوں گی۔ ہمارے زمانے کے جن علماء مجددین نے محض قرآن مجید سے پوری تفصیلات نکالنی چاہی ہیں انہوں نے عجیب عجیب مضحکہ خیز غلطیاں کی ہیں۔ (ماجد)

نوٹ:۔ شیخ الہند نے بھی پانچوں وقت کی نمازیں مراد لی ہیں۔

(۱۰) پ ۱۳۔ س ۱۴۔ آیت ۳۱:۔

قُلْ لِّعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَیُنْفِقُوْا

آپ میرے ان بندوں سے کہہ دیجئے جو ایمان رکھتے ہیں کہ نماز کی پابندی رکھیں اور ہم نے

مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ

جو کچھ ان کو دیا ہے اس میں سے پوشیدہ و علانیہ خرچ کرتے رہیں بیشتر اس کے کہ وہ دن آئے جس

لَّا بَیْعٌ فِیْهِ وَلَا خِلٰلٌ (۳۱)

میں نہ خرید و فروخت ہوگی اور نہ دوستی (اہی)

تفسیر:۔ بیعٌ:۔ یعنی نیک عمل بکتے نہیں اور کوئی دوستی سے رعایت نہیں کرتا (قادر)

(۱۱) پ ۱۵ س ۱۷۔ آیت ۷۸:۔

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّیْلِ وَ

نماز ادا کیجئے آفتاب ڈھلنے (کے بعد) سے رات کے اندھیرے ہونے تک اور صبح کی

قُرْاٰنَ الْفَجْرِ ؕ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا (۷۸)

نماز بھی بیشک صبح کی نماز حضوری کا وقت ہے۔

تفسیر:۔ (۱) دلوك الشمس۔ آفتاب ڈھلنے کے دو درجہ ہوتے ہیں...... دوپہر ...... سہ پہر ...... اسی قدرتی تقسیم کی مناسبت سے دو نمازیں ظہر و عصر کی تجویز ہوئیں۔

(۲) غسق اللیل۔ ایک یہ کہ سورج افق سے غائب ہوجائے...... دوسرے یہ کہ تاریکی خوب اچھی طرح پھیل جائے...... اسی مناسبت سے رات کی نمازیں بھی دو یعنی مغرب عشاء کی قرار پائیں۔

(۳) قرآن یہاں نماز کے معنیٰ میں ہے ...... اس سے مراد نماز ہی ہے۔ (ماجد)

(۴) لدلوك الشمس الیٰ غسق الیل :۔ آفتاب ڈھلنے کے بعد سے رات کے اندھیرے ہونے تک۔ اس میں ظہر، عصر، مغرب، عشاء، چار نمازیں آگئیں۔ (تھانوی)

(۵) وقرآن الفجر :۔ اور صبح کی نماز بھی۔ چونکہ صبح کا وقت نیند سے اٹھنے کا تھا اس لئے اس کا حکم بھی الگ کیا اور ایک خاص بزرگی بیان کی۔ (تھانوی)

نوٹ :۔ حضرت شیخ الہند، مولوی نذیر احمد، مولٰنا مودودی، مولٰنا آزاد اور مولوی حامد رضا خاں صاحب مرحوم نے بھی اس آیۃ کریمہ سے پانچ وقت کی نمازیں مراد لی ہیں۔ مولٰنا مودودی نے بہت تفصیل سے بحث کی ہے۔ جو تفہیم القرآن جلد ۲ میں قابل مطالعہ ہے۔ (نیز دیکھو فصل ۴ پابندیٔ وقت)

(۱۲) پ ۱۶ س ۲۰ - آیت ۱۳۰ -

فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ

سو آپ صبر کیجئے ان باتوں پر اور اپنے پروردگار کی تسبیح کرتے رہیے حمد

الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَ

کے ساتھ آفتاب کے طلوع سے قبل اور اس کے غروب کے قبل اور اوقات شب میں بھی تسبیح کیجئے

اَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى (۱۳۰)

اور دن کے بھی اول و آخر میں تاکہ آپ خوش رہیں۔

تفسیر :۔ ۱۔ دنیا کے آلام و افکار سے بچنے کا راستہ یہی عبادت میں مشغولیت کا ہے۔

۲۔ حمد و تسبیح سے مراد یہاں نماز لی گئی ہے۔

۳۔ قبل طلوع الشمس میں فجر کی نماز آگئی اور قبل غروب میں ظہر و عصر کی نمازیں۔ اور آنائ الیل میں مغرب و عشا کی نمازیں۔ اطراف النہار سے نماز فجر و مغرب کی مکرر تاکید ہو گئی۔ بعض نے اس سے مراد نماز ظہر و عصر لی ہے اور بعض نے محض ظہر۔ (ماجد)

نوٹ:۔ شیخ الہند۔ مولانا مودودی اور مولوی نذیر احمد نے بھی پانچ وقت کی نماز مراد لی ہے۔

(١٣١) پ ١٦۔ س ٢٠۔ آیت ١٣٢:۔

وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۖ لَا نَسْأَلُكَ

اور اپنے والوں کو نماز کا حکم دیتے رہیے اور خود بھی اس کے پابند رہیے ہم آپ سے معاش

رِزْقًا ۖ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ۗ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى (١٣٢)

نہیں چاہتے معاش تو ہم خود آپ کو دیں گے۔ اور بہتر انجام پرہیزگاری ہی کا ہے۔

تفسیر:۔ ١۔ اھلک:۔

(الف) اھل کے لفظ میں خاندان اور عام مومنین دونوں کا مفہوم شامل ہے۔ فقہا نے یہاں سے استنباط کیا ہے کہ امر بالمعروف خصوصاً تاکید نماز اپنے متعلقین پر واجب ہے۔ آج جو لوگ ظہر کی نماز کے لئے دفتروں کچہریوں وغیرہ کی مشغولیت کو اور عصر و مغرب و عشاء وغیرہ کیلئے دوسری مشغولیتوں کو عذر بنا کر پیش کرتے ہیں ان سب کا رد آ گیا۔ (ماجد)

(ب) یعنی اپنے متعلقین اور اتباع کو بھی نماز کی تاکید فرماتے رہیے۔ حدیث میں آپ نے فرمایا کہ بچہ جب سات برس کا ہو جائے تو (عادت ڈالنے کے لئے) نماز پڑھواؤ جب دس برس کا ہو تو مار کر پڑھاؤ۔ (ہند)

٢۔ لا نسئلک...... نرزقک:۔

(الف) یعنی مقصود اصلی اکتساب نہیں بلکہ دین اور طاعت ہیں اکتساب کی اسی حالت میں اجازت یا امر ہے کہ ضروری طاعت میں وہ مخل نہ ہو۔ (تھانوی)

(ب) اور خاوند غلام سے روزی کمواتے ہیں وہ خاوند بندگی چاہتا ہے روزی آپ دیتا ہے۔ (قادر)

(ج) ...... اگر فرض نماز اور کسب معاش میں تعارض ہو تو اللہ تعالیٰ اجازت نہیں دیتا کہ کسب معاش کے مقابلہ میں نماز ترک کر دو۔ نماز بہرحال ادا کرنی ہے روزی پہونچانے والا وہ

ہی خدا ہے جس کی نماز پڑھتے ہیں۔ الحاصل کسب معاش کے ان ذرائع کا خدا تعالیٰ نے حکم

نہیں دیا جو ادائے فرائض عبودیت میں مخل و مزاحم ہوں (ماجد)

(د) یعنی ہم نماز پڑھنے کے لئے تم سے اس لئے نہیں کہتے ہیں کہ اس سے ہمارا کوئی فائدہ ہے

فائدہ تمہارا اپنا ہی ہے ..... کہ تم میں تقویٰ پیدا ہوگا جو دنیا اور آخرت دونوں ہی میں آخری

اور مستقل کامیابی کا وسیلہ ہے۔ (مودودی)

۱۴- پ ۱۷ س ۲۲- آیت ۷۷۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا وَاعْبُدُوا

اے ایمان والو رکوع کیا کرو اور سجدہ کیا کرو اور اپنے پروردگار کی عبادت کرتے رہو

رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (۷۷)

اور (اور) نیکی کرتے رہو، تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔

تفسیر: یعنی یہ سب اعمال اصل ایمان کی شاخیں ہیں۔ قبول اسلام کے بعد نماز اور

سب عبادتوں کو بجا لاتے رہو اور دوسری نیکیوں میں بھی لگے رہو ..... ہر فعل مباح نیت

عبادت کر لینے کے بعد خود عبادت بن جاتا ہے۔ (ماجد)

۱۵- پ ۱۷ س ۲۲- آیت ۷۸۔

...... فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَاعْتَصِمُوا

سو تم لوگ نماز کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور اللہ ہی کو مضبوط پکڑے رہو وہی

بِاللَّهِ هُوَ مَوْلَاكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ النَّصِيرُ (۷۸)

تمہارا کارساز ہے سو کیسا اچھا کارساز ہے اور کیسا اچھا مددگار۔

تفسیر (ماجد) یعنی انعامات الٰہیہ کی قدر کرو اور اپنے تمام لقب اور فضل و شرف کی لاج

رکھو اور سمجھو کہ تم بہت بڑے کام کیلئے کھڑے کئے گئے ہو، اس لئے اول اپنے کو نمونۂ عمل بناؤ۔ نماز۔

زکوٰۃ بالفاظ دیگر بدنی و مالی عبادات میں کوتاہی نہ ہونے پائے..... اس کے فضل و رحمت پر

اعتماد رکھو تمام کمزور سہارے چھوڑ دو تنہا اُسی کو اپنا مولیٰ اور مالک سمجھو۔ اس سے اچھا مالک و مددگار اور کون ملے گا؟

(۱۶) پ ۱۸ س ۲۴۔ آیت ۵۶۔

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ

اور نماز کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور رسول کی اطاعت کرتے

لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (۵۶)

رہو تاکہ تم پر رحمت (کامل) کی جائے۔

تفسیر:۔ یعنی خدا کی رحمت سے حصہ لینا چاہتے ہو تو تم بھی ان ہی مقبول بندوں کی روش اختیار کرو۔ وہ روش یہی ہے کہ نمازیں قائم کرنا زکوٰۃ دیتے رہنا اور تمام شعب زندگی میں رسول کے احکام پر چلنا۔ (سہند)

(۱۷) پ ۲۱ س ۲۹۔ آیت ۴۵۔

اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ

جو کتاب آپ پر وحی کی گئی ہے اُسے پڑھا کیجئے اور نماز کی پابندی رکھئے بیشک

اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ

نماز بے حیائی اور ناشائستہ کاموں سے روکتی رہتی ہے اور اللہ کی یاد بہت بڑی چیز ہے

اَكْبَرُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ (۴۵)

اور اللہ تمہارے سب کاموں کو جانتا ہے۔

تفسیر:۔ (۱) ذکر الٰہی ہی کی افضل ترین و مکمل ترین فرد نماز ہے (ماجد)

(۲) نماز بلسان حال کہتی ہے کہ جس معبود کی تو اتنی تعظیم کرتا ہے فحشاء و منکر کے ارتکاب سے اس کی بے تعظیمی نہایت نازیبا ہے (تھانوی)

(۳) جتنی دیر نماز میں لگے اتنے دیر تو ہر گناہ سے بچے امید ہے کہ آگے بھی بچتا رہے (قادر)

(۴) نماز محض چند مرتبہ اٹھنے بیٹھنے کا نام نہیں سب سے بڑی چیز اس میں خدا کی یاد ہے۔ نمازی ارکان صلوٰۃ ادا کرتے وقت اور قرأت قران یا دعا و تسبیح کی حالت میں جتنا حق تعالیٰ کی عظمت و جلال کو مستحضر اور زبان و دل کو موافق رکھیگا اتنا ہی اس کا دل نماز کے منع کرنے کی آواز سنے گا۔ اور اُسی قدر اس کی نماز برائیوں کو چھڑانے میں موثر ثابت ہوگی ورنہ جو نماز قلب لاہی و غافل سے ادا ہو وہ صلوٰۃ منافق کے مشابہ ٹھہریگی۔ (دیوبند)

(۱۸) پ ۲۱ س ۳۰ - آیت ۱۷ - ۱۸ -

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ (۱۷)

سو اللہ کی تسبیح کیا کرو شام کے وقت بھی اور صبح کے وقت بھی۔

وَلَهُ الْحَمْدُ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّ

اور آسمانوں اور زمین میں حمد اُسی کی ہوتی ہے اور بعد زوال بھی اور

حِيْنَ تُظْهِرُوْنَ (۱۸)

ظہر کے وقت بھی۔

تفسیر- (۱) تسبیح کرنے سے مراد نماز پڑھنا ہے۔ (مودودی)

(۲) تُمْسُوْنَ میں مغرب و عشا کی نمازیں آگئیں۔ تصبحون میں صبح کی نماز کی طرف اشارہ ہے عَشِيًّا میں اشارہ نماز عصر کی جانب ہے۔ تُظْهِرُوْن۔ سے مراد نماز ظہر ہے (ماجد)

(۳) یہ اوقات تجدد نعمت و زیادتِ ظہور آثار قدرت کے ہیں۔ ان میں تجدید تسبیح کی مناسبت ہے (تھانوی)

(۴)... صبح کی نماز اور شام کی اسی میں مغرب عشا آچکیں اور پچھلے وقت عصر اور دوپہر ظہر۔ (عبدالقادر)

(۵) ... اللہ کی یاد کرُ جو دل زبان اور اعضاء و جوارح سب سے ہوتی ہے۔ نماز میں تینوں قسم کی یاد جمع کردی گئی ہیں اور اوقات فرض نماز کے یہ ہی ہیں ... یعنی صبح۔ شام (جس میں مغرب عشا شامل ہیں) دن کے پچھلے وقت عصر اور دوپہر ڈھلنے کے بعد ظہر کی نمازیں ہیں۔ ان اوقات میں حق تعالیٰ کی رحمت یا قدرت و عظمت کے آثار بہت زیادہ نمایاں ہوتے ہیں۔ آفتاب عالم

اجسام میں سب سے بڑا روشن کرہ ہے.... اسی بنا پر سیارہ پرستوں نے اُسے اپنا معبود اکبر قرار دیا تھا...... اس کے عجز و بیچارگی اور آفتاب پرستوں کی اس کے فیض سے محرومی کا کھلا ہوا مظاہرہ بھی ان ہی پانچ اوقات میں ہوتا ہے۔ صبح کو جبتک طلوع نہیں ہوا۔ اور دوپہر ڈھلنے پر جبکہ اس کے عروج میں کمی آنی شروع ہوئی۔ اور عصر کے وقت جبکہ اس کی حرارت اور روشنی میں نمایاں طور پر ضعف آگیا اور غروب کے بعد جب اس کی نورانی شعاعوں کے اتصال سے اس کے پجاری محروم ہو گئے۔ پھر عشا کے وقت جب شفق بھی غائب ہو گئی اور روشنی کے ادنیٰ ترین آثار بھی افق پر باقی نہ رہے۔ اِن اوقات میں موحدین کو حکم ہوا کہ خدائے اکبر کی عبادت کریں... (ہند)

(۱۹) پ ۲۱ س ۳۰ - آیت ۳۱ -

مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا

اُسی اللہ کی طرف رجوع ہو اور اس سے ڈرو اور نماز کی پابندی رکھو اور

مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ (۳۱)

شرک کرنیوالوں میں مت ہو۔

تفسیر۔ ...... رجوع الی اللہ اور خوف خدا کو مستحکم کرنے کے لئے ہر روز پانچ وقت پابندی کے ساتھ نماز ادا کرنے سے بڑھ کر کوئی عمل کارگر نہیں ہے.... اقامت صلوٰۃ کا یہ حکم مکہ معظمہ کے اُس دور میں دیا گیا تھا جبکہ مسلمانوں کی ایک مٹھی بھر جماعت کفار قریش کے ظلم و ستم کی چکی میں پس رہی تھی۔ اور اس کے بعد بھی ۹ برس تک پستی رہی۔ (مودودی)

(۲۰) پ ۲۲ س ۳۳ - آیت ۳۳ -

......وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَ

اور نماز کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیا کرو اور اللہ کا

اَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ط ...... (۳۳)

اور اس کے رسول کا حکم مانو۔

تفسیر:۔ محققین نے لکھا ہے کہ آیت میں خطاب ازواج نبی سے ہے لیکن جو تعلیم دی گئی ہے وہ ساری امت کی عورتوں کے لئے ہے (ماجد)

(۲۱) پ ۲۶ س ۴۸ - آیت ۹ -

...... وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَّاَصِيلًا (۹)

اور صبح و شام اس کی تسبیح میں لگے رہو۔

تفسیر:۔ اس تسبیح و تقدیس کی تفسیر نماز سے بھی کی گئی ہے اس صورت میں مراد اس سے فرض نمازیں ہوں گی۔ (ماجد)

(۲۲) پ ۲۶ س ۵۰ - آیت ۳۹ -

فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ (۳۹)

سو آپ ان کی باتوں پر صبر ہی کیجئے اور اپنے پروردگار کی حمد و تسبیح کرتے رہیئے آفتاب نکلنے سے پہلے اور (اس کے) چھپنے سے پہلے بھی۔

تفسیر:۔ تسبیح سے مراد نماز ہی ہے۔ (ماجد)

مرشد تھانویؒ نے فرمایا کہ آیت میں صاف دلالت اس پر ہے کہ شدائد میں تسلی کا قوی ترین ذریعہ اللہ کی طرف توجہ ہے (ماجد)

صبح کی نماز اور ظہر و عصر کی نمازیں (تھانوی)

نماز فجر۔ ظہر و عصر (ہند)

پ ۲۶ س ۵۰ - آیت ۴۰ -

وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ (۴۰)

اور رات میں بھی اس کی تسبیح کیجئے۔ اور نمازوں کے بعد بھی۔

تفسیر:۔ سجود سے یہاں مراد نماز ہے۔ (ماجد)

مغرب وعشاء کی نماز۔ (تھانوی)

مغرب وعشا کی نمازیں مراد ہیں۔ (ہند)

(۲۳) پ ۲۸ س ۵۸ - آیت ۱۳ -

فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ ط

تو تم نماز کے پابند رہو اور زکوٰۃ دیا کرو اور کہا مانو اللہ اور اس کے رسول

وَاللّٰہُ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (۱۳)

کا اور اللہ کو پوری خبر ہے تمہارے اعمال کی۔

(۲۴) پ ۲۹ س ۷۳ - آیت ۲۰ -

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاَقْرِضُوا اللّٰہَ

اور نماز کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور اللہ کو اچھی طرح قرض

قَرْضًا حَسَنًا ط وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِکُمْ مِّنْ خَیْرٍ تَجِدُوْہُ

دو اور جو بھی نیک عمل اپنے لئے آگے بھیجو گے اس کو اللہ کے پاس پہونچکر اس

عِنْدَ اللّٰہِ ھُوَ خَیْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا ط وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰہَ ط

سے اچھا اور اجر میں بڑھا ہوا پاؤ گے۔ اور اللہ سے مغفرت طلب کرتے رہو

اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (۲۰)

بیشک اللہ بڑا مغفرت والا ہے بڑا رحمت والا ہے۔

۱۹:۱۰ ٥

فصل ۲

مخاطب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

۱- پ ۱۴ س ۱۵- آیت ۹۸-

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ (۹۸)

سو آپ اپنے پروردگار کی تسبیح اور حمد کرتے رہیے اور سجدہ کرنے والوں میں رہیے۔

تفسیر:- (الف) سٰجدین یعنی نماز پڑھنے والے۔

(ب) امام رازیؒ نے لکھا ہے کہ ان مشاغل ذکر و عبادت میں لگ جانے سے عالم قدس کے انوار کا فیضان شروع ہو جاتا ہے اور اس سے دنیا بالکل حقیر و ہیچ نظر آنے لگتی ہے اور اس لئے غم و الم کی طرف سے طبیعت ہلکی اور بے فکر ہو جاتی ہے۔

(ج) مرشد تھانوی نے فرمایا کہ آیت میں غم و ضیق صدر کا علاج بتا دیا گیا ہے۔ اور وہ ذکر و توجہ الی الحق ہے۔ (ماجد)

۲- پ ۱۵ س ۱۷- آیت ۷۹-

وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰٓى اَنْ

اور رات کے کچھ حصہ میں بھی۔ سو اس میں تہجد پڑھ لیا کیجئے (جو) آپ کے حق میں زائد

يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا (۷۹)

چیز ہے۔ عجب کیا کہ آپ کا پروردگار آپ کو مقام محمود میں جگہ دے۔

نوٹ:- فصل ۳- نماز تہجد کے سلسلہ میں یہ آیت کریمہ مکرر لکھی گئی ہے۔ اور اسی سلسلہ میں اس آیت کریمہ کی تفسیر بھی نقل ہوئی ہے۔

(۳) پ ۱۹ س ۲۶- آیت ۲۱۷- ۲۱۸- ۲۱۹- وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ (۲۱۷)

اور آپ بھروسہ رکھئے بڑے قوت

الَّذِیْ یَرٰکَ حِیْنَ تَقُوْمُ (۲۱۸) وَتَقَلُّبَکَ فِی
والے بڑے رحم والے (خدا) پر جو آپ کو جب آپ کھڑے ہوتے ہیں اور نمازیوں کے ساتھ آپ کی
السّٰجِدِیْنَ (۲۱۹)
نشست برخاست کو دیکھتا رہتا ہے۔

تفسیر:۔ (الف) یرٰک حین تقوم:۔ یعنی حالت نماز میں۔۔۔ یہاں حالت نماز سے متعلق تخصیص ہے۔

(ب) السجدین۔ مراد نمازی ہیں۔ خود سجود کے مجازی معنی نماز کے ہیں (ماجد)

(۴) پ ۲۹ س ۷۳۔ آیت ۱ تا ۴:۔
یٰٓاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ (۱) قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا (۲) نِّصْفَهٗ
اے کپڑوں میں لپٹنے والے رات کو (نماز میں) کھڑے رہا کیجئے مگر ہاں تھوڑی رات
اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِیْلًا (۳) اَوْ زِدْ عَلَیْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ
یعنی آدھی رات یا اس سے کچھ کم رکھئے یا اس سے کچھ بڑھا دیجئے اور قرآن خوب
تَرْتِیْلًا (۴)
صاف صاف پڑھئے۔

(۵) پ ۲۹ س ۷۴۔ آیت ۳:۔
وَرَبَّکَ فَکَبِّرْ (۳)
اور اپنے پروردگار کی بڑائی بیان کیجئے۔

تفسیر:۔ یہ سورت اتری تب خلق کو دعوت کا حکم ہوا اور نماز کا اور نماز کے ساتھ تکبیر ہے۔ (قادر)

(۶) پ ۲۹ س ۷۶۔ آیت ۲۵۔ ۲۶:۔
وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ بُکْرَةً وَّاَصِیْلًا (۲۵)
اور اپنے پروردگار کا نام صبح و شام لیتے رہیئے۔

وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا (۲۶)

اور رات کے بھی کسی حصہ میں اسے سجدہ کیا کیجیے اور اس کی تسبیح رات کے بڑے حصہ میں کیا کیجیے۔

تفسیر۔ یعنی شروع رات میں نماز فرض اور آخر میں تہجد کا اہتمام رکھئے (ماجد)

(۷) پ ۳۰ س ۹۶ - آیت ۱۹۔

.... وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ (۱۹)

اور نماز پڑھتے رہیئے اور قرب حاصل کرتے رہیئے۔

تفسیر۔ معلوم ہوا کہ سجدہ میں بندہ اللہ سے نزدیک ہے (نادر)

قرب حاصل کرنے کا ذریعہ یہی نماز و عبادت ہے (ماجد)

(۸) پ ۳۰ - س ۱۰۸ - آیت ۲۔

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ (۲)

سو آپ اپنے پروردگار کی نماز پڑھئے اور قربانی کیجیے۔

تفسیر۔ کہا گیا ہے کہ نماز تمام اقسام شکر کی جامع ہے۔ اس لئے بجائے شکر کے اسے لایا گیا۔ (ماجد)

فصل ۳

نمازِ تہجّد

(۱) پ ۱۵ س ۱۷ - آیت ۷۹۔

وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ

اور رات کے کچھ حصہ میں بھی سو اس میں تہجد پڑھ لیا کیجیے (جو) آپ کے حق میں زائد چیز ہے عجب کیا

رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا (۷۹)

کہ آپ کا پروردگار آپ کو مقام محمود میں جگہ دے۔

تشریح اور تفسیر۔ تہجد۔ یعنی تو نماز تہجد پڑھ۔ تو جاگ اٹھ
تہجد۔ کے معنی ہیں نیند کو زائل کرنا۔ بیدار ہو جانا } قاموس

یعنی پانچ نمازوں کے علاوہ۔ فرض یہ نہیں۔ ہے زائد ہی۔ لیکن آپ اسے بھی پڑھتے رہیئے..... تہجد وہ نماز ہے جو شب میں سوتے سوتے اٹھ کر پڑھی جائے..... نماز تہجد کا پرمشقت ہونا ظاہر ہی ہے لیکن اجر وصلہ بھی اسی درجہ کا ہے۔ احادیث اس کی فضیلتوں سے بریز ہیں۔ اور رسول اللہ صلعم کے لئے تو اس حکم کے بعد یہ نماز تہجد لازمی ہو گئی تھی (ماجد)

(۲) پ ۱۹ س ۲۵۔ آیت ۶۴۔

وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا (۶۴)

اور جو راتوں کو اپنے پروردگار کے سامنے سجدہ و قیام میں لگے رہتے ہیں۔

نوٹ:۔ اس آیۃ کریمہ کا مفہوم آیۃ ماقبل کیساتھ پڑھنے سے واضح ہو گا۔ چنانچہ آیۃ ماقبل کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔ آیت ۶۳۔ اور (خدائے) رحمٰن کے (خاص) بندے وہ ہیں جو زمین پر فروتنی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب ان سے جہالت والے لوگ بات چیت کرتے ہیں تو وہ کہہ دیتے ہیں خیر۔

تفسیر:۔ (۱) یہ لوگ راتیں شراب خانوں میں۔ نشاط خانوں میں..... ناچ گھروں میں نہیں گذارتے سینما، تھیٹر وغیرہ میں مارے مارے نہیں پھرتے۔ جائز استراحت میں بھی توغل سے کام نہیں لیتے۔ بلکہ لگے نماز و عبادت میں پوری پوری راتیں گذار دیتے ہیں۔ (ماجد)

(۲) یعنی نماز میں لگے رہتے ہیں (تھانوی)

(۳) یعنی رات کو جب غافل بندے نیند اور آرام کے مزے لوٹتے ہیں۔ یہ خدا کے آگے کھڑے اور سجدہ میں پڑے ہوئے گذارتے ہیں۔ رکوع چونکہ قیام و سجود کے درمیان واقع ہے شائد

اس لئے اس کو علیحدہ ذکر نہیں کیا گیا ۔ (ہند)

(۴) رکوع کو نہیں کہا رکوع بہت لمبا نہیں ہوتا (قادری)

(۳) پ ۲۱ س ۳۲ ۔ آیت ۱۶ ۔ السجدہ

تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ

ان کے پہلو خواب گاہوں سے علیحدہ رہتے ہیں اپنے پروردگار کو وہ پکارتے رہتے ہیں

خَوْفًا وَّ طَمَعًا ز وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ (۱۶)

خوف سے اور امید سے اور جو کچھ ہم نے دے رکھا ہے اس میں سے خرچ کرتے رہتے ہیں ۔

تفسیر :- (۱) مراد تہجد کی نماز ہوئی جیسا کہ حدیث صحیح میں مذکور ہے ۔ (ہند)

(۲) یعنی راتوں کو داد عیش دینے پھرنے کے بجائے وہ اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں ۔ ان کا حال ان دنیا پرستوں کا سا نہیں ہے جنہیں دن کی محنتوں کی کلفت دور کرنے کے لئے راتوں کو ناچ گانے اور شراب نوشی اور کھیل تماشوں کی تفریحات درکار ہوتی ہیں ۔ اس کے بجائے ان کا حال یہ ہوتا ہے کہ دن بھر اپنے فرائض انجام دے کر جب وہ فارغ ہوتے ہیں تو اپنے رب کے حضور کھڑے ہو جاتے ہیں ..... مطلب یہ نہیں کہ وہ راتوں کو سوتے ہی نہیں ہیں ۔ بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ راتوں کا ایک حصہ خدا کی عبادت میں صرف کرتے ہیں ۔ (مودودی)

(۴) پ ۲۹ س ۷۳ ۔ آیت ۶ ۔ المزمل ۔

اِنَّ نَاشِئَةَ الَّیْلِ هِیَ اَشَدُّ وَطْاً وَّ اَقْوَمُ قِیْلًا (۶)

بیشک رات کے وقت اٹھنے میں (دل و زبان کا) خوب میل رہتا ہے اور بات خوب ٹھیک نکلتی ہے ۔

معنی الفاظ :- ناشئۃ اللیل ۔ رات میں سونے کے بعد پھر کھڑا ہونا ۔
وَطْاً بلفظی معنی کچلنے کے ہیں ۔ گویا رات کو سو کر نماز کیلئے اٹھنا نفس کو روند ڈالنا کچل ڈالنا ہے } ماجد

تفسیر:..... خداوند قدوس کے سماء دنیا پر نزول فرمانے سے قلب کو ایک عجیب قسم کے سکون و قرار اور لذت و اشتیاق کی کیفیت میسر ہوتی ہے۔ (مہند)

(۵) پ ۲۹ س ۷۳ - آیت ۲۰ - المزمل :-

...... عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوْا مَا

اسے معلوم ہے کہ تم لوگ اُسے پورے احاطہ میں نہیں لا سکتے سو اُس نے تمہارے

تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ط (۲۰)

حال پر توجہ کی سو تم لوگ جتنا قرآن آسانی سے پڑھا جائے پڑھ لیا کرو۔

تفسیر:..... تمہارے اوپر نماز تہجد فرض نہیں۔ تاہم بطور استحباب جتنا چاہو قرآن پڑھ لیا کرو۔ قرآن کو یہاں صلوٰۃ کے معنی میں لے کر یہ مراد بھی لی گئی ہے کہ جتنی نماز آسانی سے پڑھ سکو پڑھ لیا کرو۔ (ماجد)

(۶) پ ۲۹ - س ۷۶ - آیت ۲۶ - الدھر :-

وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا (۲۶)

اور رات کے بھی کسی حصہ میں اسے سجدہ کیا کیجئے اور اس کی تسبیح رات کے بڑے حصہ میں کیا کیجئے۔

تفسیر:۔ یعنی رات میں دیر تک تہجد میں لگے رہیئے۔ سجود سے یہاں کنایہ اصل صلاۃ کی طرف ہے۔ (ماجد) مراد اس سے تہجد ہے علاوہ زائض کے (تھانوی)

→→→ * ←←←

فصل ۔ ۴

پابندی اوقات نماز

(۱) پ ۵ س ۴ ۔ آیت ۱۰۳ :۔

إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا (۱۰۳)

بیشک نماز تو ایمان والوں پر پابندی وقت کے ساتھ فرض ہے ۔

تفسیر ۔ (۱) یہاں نماز کی صفت یہ بیان ہوئی ہے کہ علاوہ فرض ہونے کے پابندی وقت کے لحاظ سے فرض ہے ۔ (ماجد)

(۲) مولٰنا مودودی نے آیت ۷۸ ۔ س ۱۷ ۔ پارہ ۱۵ کے ذیل میں جو تفسیر لکھی ہے اس کا خلاصہ حسب ذیل ہے ۔ تاکہ صحیح اوقات نماز معلوم کرنے میں آسانی ہو ۔

(الف) اس آیت میں مجملاً یہ بتایا گیا ہے کہ پنج وقتہ نماز جو معراج کے موقعہ پر فرض کی گئی تھی اس کے اوقات کی تنظیم کس طرح کی جائے ۔ حکم ہوا کہ ایک نماز تو طلوع آفتاب سے پہلے پڑھ لی جائے اور باقی چار نمازیں زوال آفتاب کے بعد سے ظلمت شب تک پڑھی جائیں ۔ پھر اس حکم کی تشریح کے لئے جبریل علیہ السلام بھیجے گئے ۔ جنہوں نے نماز کے ٹھیک ٹھیک اوقات کی تعلیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دی ۔ چنانچہ ابو داؤد اور ترمذی میں ابن عباس کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ جبریلؑ نے دو مرتبہ مجھ کو بیت اللہ کے قریب نماز پڑھائی ۔ پہلے دن ظہر کی نماز ایسے وقت پڑھائی جبکہ سورج ابھی ڈھلا ہی تھا اور سایہ ایک جوتی کے تسمے سے زیادہ دراز نہ تھا پھر عصر کی نماز ایسے وقت پڑھائی جبکہ ہر چیز کا سایہ اسکے اپنے قد کے برابر تھا پھر مغرب کی نماز ٹھیک اس وقت پڑھائی جبکہ روزہ دار روزہ افطار کرتا ہے ۔ پھر عشا کی نماز شفق غائب ہوتے ہی پڑھا دی ۔ اور فجر کی نماز اس وقت پڑھائی جبکہ روزہ دار پر کھانا پینا حرام ہو جاتا ہے ۔ دوسرے دن انہوں نے ظہر کی نماز مجھے اس وقت پڑھائی جبکہ ہر چیز کا سایہ اس کے قد کے برابر تھا ۔ اور عصر کی نماز اس وقت جبکہ ہر چیز کا سایہ اس کے قد سے دوگنا ہو گیا ۔ اور مغرب کی نماز اس وقت جبکہ روزہ دار

روزہ افطار کرتا ہے اور عشا کی نماز ایک تہائی رات گذر جانے پر۔ اور فجر کی نماز اچھی طرح روشنی پھیل جانے پر پھر جبریلؑ نے پلٹ کر مجھ سے کہا کہ اے محمدؐ۔ یہی اوقات انبیا کے نماز پڑھنے کے ہیں۔ اور نمازوں کے صحیح اوقات ان دونوں وقتوں کے درمیان ہیں" (یعنی پہلے دن ہر وقت کی ابتدا اور دوسرے دن ہر وقت کی انتہا بتائی گئی ہے۔ ہر وقت کی نماز ان دونوں کے درمیان ادا ہونی چاہیے)

(ب) نماز کے اوقات کا یہ نظام مقرر کرنے میں جو مصلحتیں ملحوظ رکھی گئی ہیں ان میں سے ایک اہم مصلحت یہ بھی ہے کہ آفتاب پرستوں کے اوقات عبادت سے اجتناب کیا جائے۔ آفتاب ہر زمانہ میں مشرکین کا سب سے بڑا۔ یا بہت بڑا معبود رہا ہے اور اس کے طلوع و غروب کے اوقات خاص طور پر ان کے اوقات عبادت رہے ہیں۔ اس لئے ان اوقات میں تو نماز پڑھنا حرام کر دیا گیا۔ (تفہیم القرآن جلد ۲ صفحات ۶۳۵-۶۳۶)

خلاصہ (اوقات نماز پنج وقت)

ابتداء	انتہا
۱۔ نماز ظہر۔ سورج ڈھلتے ہی جبکہ سایہ ایک جوتی کے تسمے سے زیادہ دراز نہ ہو۔	جبکہ ہر چیز کا سایہ اس کے قد کے برابر ہو۔
۲۔ عصر۔ جبکہ ہر چیز کا سایہ اس کے اپنے قد کے برابر ہو۔	جبکہ ہر چیز کا سایہ اس کے قد سے دوگنا ہو گیا ہو۔
۳۔ مغرب۔ روزہ افطار کرنے کے وقت۔	روزہ افطار کرنے کے وقت
۴۔ عشا۔ شفق غائب ہوتے ہی۔	ایک تہائی رات گذر جانے پر
۵۔ فجر۔ جبکہ روزہ دار پر کھانا پینا حرام ہو جاتا ہے۔	اچھی طرح روشنی پھیل جانے پر تک

فصل ۵

نماز قصر

(۱) پ ۵ س ۴ - آیت ۱۰۱:-

وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ

اور جب تم زمین پر سفر کرو تو تم پر اس باب میں کوئی مضائقہ نہیں کہ نماز میں کمی کردیا

اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوۃِ ۖ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ یَّفْتِنَکُمُ

کرو۔ اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ کافر لوگ تمہیں ستائیں گے بیشک کافر تو تمہارے

الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ؕ اِنَّ الْکٰفِرِیْنَ کَانُوْا لَکُمْ عَدُوًّا مُّبِیْنًا (۱۰۱)

کھلے ہوئے دشمن ہی ہیں۔

تفسیر:- ۱- یہ فقرہ (کہ اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ کافر لوگ تمہیں ستائیں گے) جیساکہ شارع علیہ السلام کا عمل اس پر گواہ ہے اور سارے اہل علم بجز خوارج کے اس پر متفق ہیں۔ بطور شرط کے نہیں کہ صرف اسی حالت میں نماز قصر کی جائے بلکہ اس فقرہ میں نزول آیت کے وقت کی صرف حالت واقعی کا بیان ہے ورنہ قصر صلوٰۃ کا حکم ہر سفر کے لئے عام ہے..... سفر شرعی کی مسافت تین منزل کی قرار پائی ہے اور منزل کا اندازہ فقہا نے ۲۰ میل کا کیا ہے۔ لیکن یہ سب اندازے اور تخمینہ ہی ہیں۔ رسول اللہ صلعم سے اس سے بہت کم فاصلہ پر بھی قصر نماز ثابت ہے..... صلوٰۃ سے مراد صلوٰۃ مکتوبہ یا نماز فرض ہے۔ حنفیہ کے ہاں سفر میں نماز قصر مستحب ہی نہیں واجب ہے...... ظہر، عصر، عشا میں فرض کی دو دو رکعتیں رہ جاتی ہیں..... ارض کا لفظ بر و بحر کے لئے عام و مشترک ہے..... کوئی سا بھی سفر ہو (ماجد)

(۲) جو سفر تین منزل سے کم ہو اس میں نماز پوری پڑھی جاتی ہے۔ (تھانوی)

(۳) اس امر میں اختلاف ہے کہ سفر میں صرف فرض پڑھے جائیں یا سنتیں بھی..... حنفیہ کا مختار مذہب یہ ہے کہ مسافر جب راستہ طے کر رہا ہو تو سنتیں نہ پڑھنا افضل ہے۔

جب کسی مقام پر منزل کرے اور اطمینان حاصل ہو تو پڑھنا افضل ہے ..... امام ابوحنیفہ ۱۵۔دن یا اس سے زیادہ کی نیت قیام پر پوری نماز ادا کرنے کا حکم دیتے ہیں ...... اگر کسی جگہ آدمی مجبوراً رکا ہوا ہو اور ہر وقت یہ خیال ہو کہ مجبوری دور ہوتے ہی وطن واپس ہو جائیگا تو تمام علماء کا اتفاق ہے کہ ایسی جگہ بلا تعین مدت قصر کیا جاتا رہے گا ..... (مودودی)

(۴) اب ہمیشہ سفر میں قصر کرنے کا حکم ہے خوف مذکور ہو یا نہ ہو اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے شکریہ کے ساتھ قبول کرنا لازم ہے جیسا کہ حدیث میں ارشاد ہے۔ (ہند)

فصل ۶

نماز بوقت یا بہ حالت خوف

(۱) پ ۲ س ۲ - آیت ۲۳۹:-

فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا ۖ فَإِذَا أَمِنتُمْ

لیکن اگر تمہیں اندیشہ ہو تو تم پیدل ہی (پڑھ لیا کرو) یا سواری پر پھر جب تم امن میں

فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَمَا عَلَّمَكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ (۲۳۹)

آجاؤ تو اللہ کو یاد کیا کرو جس طرح اس نے تمہیں سکھایا ہے جس کو تم جانتے (بھی) نہ تھے۔

تفسیر (۱) یعنی اگر عام قاعدہ کے مطابق نماز باجماعت میں کسی دشمن کی طرف سے خوف ہو۔

(۲) اسلام کی یہ روزانہ پنج وقتہ پریڈ دربار الٰہی میں حاضری اس درجہ اہمیت رکھتی ہے کہ بالکل معاف عین حالت جنگ میں بھی نہیں ہوئی۔ محافظت صلوٰۃ کا حکم بہر حال قطعی اور دائمی ہے ترک نماز کی اجازت اس خطرہ کے حال میں بھی نہیں البتہ رعایت ماحول کی پوری گنجائش دوسرے موقعوں کی طرح اس محل میں بھی رکھ دی گئی ہے۔ (ماجد)

(۳) یعنی لڑائی اور دشمن سے خوف کا وقت ہو تو ناچاری کو سواری پر اور پیادہ بھی

اشارہ سے نماز درست ہے گو قبلہ کی طرف بھی منہہ نہ ہو۔ (ہند)

(۴) صلوٰۃ الخوف۔ اجماعاً بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی مشروع ہے۔ جیسے آدمی سے خوف کے وقت یہ نماز مشروع ہے ایسے ہی اگر کسی شیر یا اژدہا وغیرہ کا خوف ہو اور نماز کا وقت تنگ ہو تو اس وقت بھی جائز ہے عین قتال کے وقت نماز کو قضا کر دیا جائے گا (حاشیہ تحت آیت ۱۰۲۔ تھانوی)

فصل ۷

نماز بہ دوران جنگ

۱۔ پ ۵ س ۴۔ آیت ۱۰۲۔ والمحصنٰت۔

وَ اِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ

اور جب آپ ان کے درمیان ہوں اور ان کے لئے نماز قائم کریں تو چاہیئے کہ

مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْۤا اَسْلِحَتَهُمْ فَاِذَا سَجَدُوْا

ان میں کا ایک گروہ آپ کے ساتھ کھڑا ہو جائے اور وہ لوگ اپنے ہتھیار لئے رہیں پھر

فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ ۪ وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى لَمْ

جب وہ سجدہ کر چکیں تو اب چاہیئے کہ وہ تم لوگوں کے پیچھے ہو جائیں اور دوسرا گروہ جس نے

يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَ اَسْلِحَتَهُمْ ۚ

نماز ابھی نہیں پڑھی ہے آجائیں اور وہ آپ کے ساتھ نماز پڑھ لیں اور یہ لوگ بھی اپنے بچاؤ کا سامان

وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَ

اور اپنے ہتھیار (ساتھ) لئے رہیں کافروں کی خواہش ہی یہ ہے کہ تم اپنے ہتھیاروں اور اپنے سامان

اَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً ؕ وَلَا جُنَاحَ

سے ذرا غافل ہو جاؤ تو یہ لوگ تمہارے اوپر یکبارگی ہی ٹوٹ پڑیں اور تمہارے لئے اس میں بھی

عَلَيْكُمْ إِنْ كَانَ بِكُمْ أَذًى مِّنْ مَّطَرٍ أَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى

مضائقہ نہیں کہ اگر تمہیں بارش سے تکلیف ہو رہی ہو یا تم بیمار ہو تو اپنے ہتھیار اُتار رکھو

اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَكُمْ ج وَخُذُوْا حِذْرَكُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ

اور اپنے بچاؤ کا سامان لئے رہو بیشک اللہ نے کافروں کے لئے

اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا (۱۰۲)

ایک رسوا کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے ۔

تفسیر:۔ ۱۔ یعنی حالت نماز میں بھی مسلح رہیں ..... محض رسول اللہ ہی مراد نہیں آپ ہوں یا آپ کا کوئی قائم مقام ..... جب وقت نماز آجانے پر آپ میدان جنگ میں امامت نماز کے لئے کھڑے ہو جائیں ..... پہلا گروہ ایک رکعت تمام کرے ..... پہلے گروہ والے تمہارے پاس سے ہٹ کر دشمن کے مقابلہ میں آجائیں ..... وہ لوگ ..... جو دشمن کا مقابلہ کر رہے تھے وہ اب پہلے گروہ کی جگہ آجائیں ..... نماز کی جو رکعت ابھی امام کے لئے باقی ہے اس میں آکر اس کے شریک ہو جائیں ۔

کیا ٹھکانا ہے ہماری شریعت کی پیدا کی ہوئی اس چستی مستعدی اور ہمہ وقت بیداری کا۔ دشمن سامنے ہے۔ قتل و خون کا بازار گرم ہے۔ جان کا سودا ہو رہا ہے۔ عین اس وقت نماز بھی ہو جائے اور ہتھیار بھی برابر ساتھ رہیں سستی کاہلی غفلت۔ آرام طلبی کہیں شریعت اسلامی کے ساتھ جمع ہو سکتی ہیں؟ (ماجد)

۲۔ نماز مسلمانوں کیلئے ایک ایسا عمل ہے جس سے کسی حال میں غفلت جائز نہیں حتیٰ کہ عین جنگ کی حالت میں بھی ۔ (آزاد)

۳۔ حالت جنگ کے موقع پر نماز کے ۴ طریقہ مولانا مودودی نے بہت تفصیل سے لکھے ہیں۔ بخوف طوالت تحریر اس موقع پر اس تفصیل کا نقل کرنا ضروری نہیں خیال کیا گیا ۔

فصل ۸

نماز جمعہ

۱- پ ۲۸ س ۶۲ - آیت ۹ - قد سمع اللہ ۱-

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ

اے ایمان والو جب جمعہ کے دن اذان کہی جائے نماز کے لیے

الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ؕ ذٰلِكُمْ

تو چل پڑا کرو اللہ کی یاد کی طرف اور خرید و فروخت چھوڑ دیا کرو یہ تمہارے

خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (۹)

حق میں بہتر ہے اگر تم سمجھ رکھتے ہو۔

تفسیر:- ۱- اس ذکر اللہ کے عموم میں نماز فرض اور خطبہ واجب دونوں آگئے

...... وہ لوگ خارج ہیں جن پر جمعہ واجب ہی نہیں - عورتیں - بچے - مریض - مسافر -

سعی - دوڑنے کے مرادف نہیں بلکہ اس سے مقصود چلنے میں توجہ و اہتمام کی تاکید ہے -

نودی للصلوۃ - مراد نماز جمعہ کی اذان سے ہے -

جمعہ کا دن ...... وہم پرست مسیحیوں کے ہاں "منحوس" سمجھا جاتا ہے - اور شادی بیاہ سے اس دن خاص طور پر بچا جاتا ہے - نحوست کی دلیل یہ ہے کہ "ابن اللہ" کو سولی پر اسی دن چڑھایا گیا تھا - (ماجد)

۲- اللہ کی یاد کہا خطبہ کو - ایسے وقت جائے کہ خطبہ سنے - (قادر)

۳- ایسے وقت جائے کہ خطبہ سنے - اس وقت خرید و فروخت حرام ہے - (ہند)

۴- روز جمعہ - آدینہ - آذینہ - آذین بمعنی زینت و آرائش - اس لیے جمعہ کو آدینہ کہتے ہیں - دال ذال کا بدل ہے - (لغات) نیز جمعہ بمعنی جمع ہونے کا دن (قاموس)

۵۔۔۔۔۔جمعہ کا دن سیدالایام ہے جو مومن اس دن مرے حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو شہید کا ثواب عطا فرماتا ہے اور فتنہ قبر سے محفوظ رکھتا ہے۔

۶۔ اذان سے مراد اذان اول ہے۔

۷۔ جمعہ کی اذان ہوتے ہی خرید و فروخت حرام ہو جاتی ہے اور دنیا کے تمام مشاغل جو ذکر الٰہی سے غفلت کا سبب ہوں اس میں داخل ہیں اذان ہونے کے بعد سب کو ترک کرنا لازم ہے۔

۸۔ جمعہ مسلمان مرد مکلف آزاد تندرست مقیم پر شہر میں واجب ہوتا ہے نابینا اور لنگڑے پر واجب نہیں ہوتا۔

۹۔ صحت جمعہ کے لئے سات شرطیں ہیں۔ (۱) شہر جہاں فیصلہ مقدمات کا اختیار رکھنے والا کوئی حاکم موجود ہو یا فناء شہر جو شہر سے متصل ہو اور اہل شہر اس کو اپنے حوائج کے کام میں لاتے ہوں (۲) حاکم (۳) وقت ظہر (۴) خطبہ وقت کے اندر (۵) خطبہ کا قبل نماز ہونا اتنی جماعت میں جو جمعہ کے لئے ضروری ہے (۶) جماعت اور اس کی اقل مقدار تین مرد ہیں سوائے امام کے (۷) اذن عام کہ نمازیوں کو مقام نماز میں آنے سے روکا نہ جائے۔ (نعیم)

(۲) پ ۲۸۔ س ۶۲۔ آیت ۱۰۔

فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا

پھر جب نماز پوری ہو چکے تو زمین پر چلو پھرو اور اللہ کی روزی تلاش کرو

مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (۱۰)

اور اللہ کو بکثرت یاد کرتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

تفسیر۔ (۱) جب نماز سے فارغ ہو جاؤ تو اب اجازت ہے کہ اپنے کاروبار میں مشغول ہو جاؤ اور جمعہ کو مسیحیوں کے اتوار اور یہود کے شنبہ کی طرح دنیوی

کاروبار سے تعطل کا دن نہ فرض کرلو۔

(۳) آیت ۱۱۔

وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَاِ انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ

اور (بعض لوگوں نے) جب کبھی ایک سودے یا تماشہ کی چیز کو دیکھا تو اس کی طرف

قَآئِمًا ؕ قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ؕ

دوڑتے ہوئے بکھر گئے اور آپ کو کھڑا ہوا چھوڑ دیا۔ آپ کہہ دیجئے کہ جو چیز اللہ کے پاس ہے وہ تماشہ

وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۱۱﴾ ع

اور سودے سے کہیں بہتر ہے اور اللہ سب سے اچھا روزی پہونچانے والا ہے۔

تفسیر:- شان نزول:- نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں روز جمعہ خطبہ فرما رہے تھے اس حال میں تاجروں کا ایک قافلہ آیا اور حسب دستور اعلان کے لئے طبل بجایا گیا زمانہ بہت تنگی اور گرانی کا تھا لوگ بایں خیال اسکی طرف چلے گئے کہ ایسا نہ ہو کر دیر کرنے سے اجناس ختم ہوجائیں اور ہم نہ پاسکیں اور مسجد شریف میں صرف بارہ آدمی رہ گئے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (نعیم)

فصل نمبر ۹

نماز خالصتہ للہ

۱- پ ۸ س ۶ - آیت ۱۶۲ - انعام - منزل ۲۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْيَایَ وَمَمَاتِیْ

آپ کہہ دیجئے کہ میری نماز اور میری (ساری) عبادتیں اور میری زندگی اور

لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (۱۶۲)

میری موت (سب) جہانوں کے پروردگار اللہ ہی کے لئے ہیں۔

تفسیر:- (۱) آیت لب لباب ہے سارے دین اسلام کا۔ اور عطر یا مغز کل ملت ابراہیمی کا۔ صلوٰۃ یعنی نماز ..... (ماجد)

(۲) نُسُکِیْ۔ اس لفظ کا ترجمہ اکثر مترجمین نے قربانی لکھا ہے۔ مثلاً شیخ الہند۔ میری قربانی۔ احمد رضا خان صاحب۔ میری قربانیاں۔ شاہ عبدالقادر صاحب میری قربانی۔

(۳) "مولانا آزاد" اس لفظ کا ترجمہ "میرا حج" لکھا ہے۔

فصل ۱۰

نماز پڑھنے والوں کی تعریف۔ ثواب۔ صفت

(۱) پ ا س ۲۔ الم۔ آیت۔ ۱۔ ۲۔ ۳۔ ۵

الٓمّٓ (۱) ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْهِ

الف لام میم یہ کتاب (کہ) کوئی شبہ اس میں نہیں ہدایت

هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ (۲) الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ

ہے (اللہ سے) ڈر رکھنے والوں کے لئے جو غیب پر ایمان رکھتے

وَیُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ .... (۳)

ہیں اور نماز کی پابندی کرتے ہیں۔

۵۔ اُولٰٓئِكَ عَلٰی هُدًی مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (۵)

یہ لوگ اپنے پروردگار کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی (لوگ) بامراد ہیں۔

تفسیر:- الف صلوٰۃ :-

۱- صلوٰۃ کے لفظی معنی دعا کے ہیں۔ اصطلاح شریعت میں ایک مخصوص ہیئت کی معروف عبادت کا نام ہے اور یہ نام بھی اس سے پڑا کہ دعا ہی اس عبادت کا جزوِ اعظم ہے ..... یعنی دعا۔ قولی۔ دعا قلبی دعا فعلی کا مجموعہ ...... اَن دیکھے خدا کے آگے جھکنے۔ سر عبودیت خم کرنے۔ اس سے گہرا ربط و تعلق پیدا کرنے اور خود افراد امت یا باہم نظم پیدا کرنے کا بہترین ذریعہ نماز ہے ..... یہود۔ مسیحی۔ اور منکرین تک اس کے دلدادہ ہو گئے ہیں اور ان کے اہل علم اپنی تحریروں میں بار بار اس کا ذکر داد و مدح کے لہجہ میں کر چکے ہیں ..... متقین کی دوسری علامت یہ بیان ہو رہی ہے کہ عملی زندگی میں وہ نماز کے پابند ہیں۔ (ماجد)

۲- اقامت صلوٰۃ کا یہ مطلب ہے کہ ہمیشہ رعایت حقوق کے ساتھ وقت پر ادا کرتے ہیں۔ (رشید)

۳- ...... ضروری ہے کہ آدمی ایمان لانے کے بعد فوراً ہی عملی اطاعت کے لئے آمادہ ہو جائے۔ اور عملی اطاعت کی اولیں علامت اور دائمی علامت نماز ہے ..... پس ترک نماز در اصل ترک اطاعت ہے (مودودی)

(ب) ھُدًی :-

۱- سورہ فاتحہ میں دعا بندوں کی زبان سے طلب ہدایت کی تھی اھدنا الصراط المستقیم دعا معاً قبول ہوئی کتاب ہدایت نازل ہو گئی ...... اب ارشاد ہوا کہ فلاں فلاں علامتیں جن میں موجود ہوں وہی ہدایت یاب لوگ ہیں ...... ان ہدایت یاب لوگوں کے خصوصیات ذیل قرآن مجید ہی سے معلوم ہو چکے ہیں ...... (۲) ان کے تعلق مع اللہ کا عملاً اظہار یوں ہوتا ہے کہ یہ نماز پڑھتے رہتے ہیں۔ اور نماز کا حق ادا کرتے رہتے ہیں۔ (ماجد) نوٹ :- مختلف خصوصیات میں سے صرف ایک خصوصیت بہ تعلق نماز لکھی گئی ہے۔

(ج) مفلحون :-

فلاح عربی میں بڑے ہی وسیع معنی میں آتا ہے دنیا و آخرت کی ساری خوبیوں کا جامع ہے۔ اس لئے المفلحون کا پورا ترجمہ "دو کامیاب"

"امداد" وغیرہ کسی اردو لفظ سے ہونا دشوار ہے کلام عرب میں جامعیت خیر کے لیے فلاح
سے بڑھ کر کوئی لفظ موجود نہیں۔ (ماجد)

(۲) پ ۲ س ۲- آیت ۱۷۷- البقرۃ:-

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ
طاعت یہ نہیں ہے کہ تم اپنا منہ مشرق یا مغرب کی طرف پھیر لیا کرو بلکہ طاعت یہ
وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ .... وَ
یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لائے .... اور نماز کی
اَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ .... اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ
پابندی کرتے اور زکوٰۃ ادا کرتے یہی لوگ ہیں جو سچے
صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ (۱۷۷)
اترے اور یہی لوگ تو متقی ہیں۔

ملہ:- وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ - یعنی نمازیں وقت مقررہ پر۔ شرائط و قواعد معلوم
کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔ (ماجد)

(۳) پ ۳ س ۲- آیت- ۲۷۷- البقرۃ:-

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ
ترجمہ: بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک عمل کئے
وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ
اور نماز کی پابندی کی اور زکوٰۃ دی ان کے لئے ان
عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (۲۷۷)
کا اجر ان کے پروردگار کے پاس ہے نہ ان پر کوئی
خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

(۴) پ ۶ س ۴ - آیت ۱۶۲ - النساء

......وَالْمُقِيمِينَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ

اور نماز کے پابند اور زکوٰۃ کے ادا کرنے والے ہیں اور اللہ

وَالْمُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيهِمْ

اور روزِ آخرت پر ایمان رکھنے والے ہیں ایسوں کو ہم اجر عظیم

اَجْرًا عَظِيمًا (۱۶۲)

ضرور دیں گے ۔

(۵) پ ۷ س ۶ - آیت ۹۲ - الانعام

......وَهُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ (۹۲)

اور وہ اپنی نماز کی حفاظت رکھنے والے ہیں ۔

تفسیر: محققین نے کہا ہے کہ اس آیت سے صلوٰۃ کی انتہائی اہمیت و شرفیت ظاہر ہوتی ہے۔ کہ اسے گویا ایمان کے ہم رتبہ قرار دے دیا گیا ہے ۔ (ماجد)

(۶) پ ۹ س ۷ - آیت ۱۷۰ - الاعراف

وَالَّذِينَ يُمَسِّكُونَ بِالْكِتٰبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۭ

اور جو لوگ کتاب (آسمانی) کے پابند ہیں اور نماز کی پابندی کرتے ہیں (سو) ہم اُن

اِنَّا لَا نُضِيعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِينَ (۱۷۰)

لوگوں کا اجر ضائع نہیں کرتے جو اپنی اصلاح کر چکے ہوتے ہیں ۔

تفسیر: یہاں یہ بتلا دیا کہ اپنی اصلاح کے اہم ترین اجزا یہ دو ہیں ۔ ایک کتاب آسمانی کے احکام کی تعمیل دوسرے نماز کی پابندی ۔ اقامت صلوٰۃ کا حکم تو تمسک بالکتٰب میں شامل تھا ہے ۔ پھر الگ سے جو اس کا تصریحاً ذکر ہے تو وہ اس حکم کی عظمت خاص و امتیاز کے اظہار کے لئے ہے ۔ (ماجد)

(۷) پ ۹ س ۸ ۔ آیت ۲ ۔ ۳ ۔ ۴ ۔ الانفال۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ

ایمان والے تو بس وہ ہوتے ہیں کہ جب (ان کے سامنے) اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے

قُلُوْبُهُمْ وَ اِذَا تُلِیَتْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِیْمَانًا وَّ

تو ان کے دل سہم جاتے ہیں اور جب انھیں اس کی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ ان

عَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ ﴿۲﴾ الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ

کا ایمان بڑھا دیتی ہیں اور وہ اپنے پروردگار پر توکل رکھتے ہیں (اور) نماز کی پابندی رکھتے

وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ﴿۳﴾

ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دے رکھا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ

یہی لوگ تو سچے (اور پکے) مومن ہیں۔ بڑے درجے ہیں ان کے لیے ان کے پروردگار کے

رَبِّهِمْ وَ مَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ کَرِیْمٌ ﴿۴﴾

پاس اور مغفرت (بھی) اور عزت کی روزی بھی۔

تفسیر..... محققین نے کہا ہے کہ اعمال باطنی میں توکل اور اعمال ظاہری میں صلوٰۃ و زکوٰۃ کے تصریحی ذکر سے اشارہ اس طرف ہے کہ باطنی اور ظاہری زندگی میں یہی اعمال سب سے اہم اور قابل اہتمام ہیں۔ (ماجد)

(۸) پ ۱۰ س ۹ ۔ آیت ۷۱ ۔ اَلتَّوْبَة

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ م

(اور) ایمان والے اور ایمان والیاں ایک دوسرے کے (دینی) رفیق ہیں نیک

یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَ

باتوں کا آپس میں حکم دیتے ہیں اور بری باتوں سے روکتے رہتے ہیں اور نماز

يُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيعُونَ اللّٰهَ

کی پابندی رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے رہتے ہیں اور اللہ اور اس کے

وَرَسُولَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ

رسول کی اطاعت کرتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ ان پر ضرور رحمت کرے گا بیشک

حَكِيمٌ (۷۱)

اللہ بڑا اختیار والا ہے بڑا حکمت والا ہے۔

(۹) پ ۱۳ - س ۱۳ - آیت ۲۲ - الرعد ۱۔

وَالَّذِينَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَ

اور جو لوگ اپنے رب کی رضامندی کی تلاش میں مضبوط رہتے ہیں اور نماز

اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ

کی پابندی رکھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے دے رکھا ہے اس میں سے خرچ کرتے رہتے

عَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ

ہیں خفیہ بھی اور ظاہر طور پر بھی اور بدسلوکی کو حسن سلوک سے ٹالتے رہتے ہیں

لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ (۲۲)

انہی کے حق میں نیک انجام ہے۔

تفسیر: عقبی الدار ۔ یعنی جنت جو اس دنیا کے بعد کی اور آخری چیز ہے (ماجد)

(۱۰) پ ۱۷ س ۲۲ - ۳۴ - ۳۵ - الحج

وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ (۳۴) الَّذِينَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ

اور آپ خوشخبری سنا دیجئے گردن جھکا دینے والوں کو جن کے دل ڈر جاتے ہیں جب اللہ

وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَالصّٰبِرِينَ عَلٰى مَآ اَصَابَهُمْ

کا ذکر کیا جاتا ہے اور جو مصیبتیں ان پر پڑتی ہیں ان پر صبر کرنے والوں کو اور نماز کی پابندی

وَالْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ لا وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ (۳۵)

کرنے والوں کو اور (ان کو) جو خرچ کرتے رہتے ہیں اس میں سے جو ہم نے انہیں دے رکھا ہے۔

(۱۱) پ ۱۸، س ۲۳- آیت ۱- ۲- اَلْمُؤْمِنُوْن- منزل ۴،

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ (۱) الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ

یقیناً (وہ) مومنین فلاح پا گئے جو اپنی نماز میں خشوع رکھنے

خٰشِعُوْنَ (۲)

والے ہیں۔

تفسیر:- ۱ ماجد:- نماز کی اہمیت اس سے ظاہر ہے کہ اعمال میں سب سے پہلے جگہ اسی کو ملی ...... خشوع کی حقیقت ہے سکون۔ یعنی قلب کا بھی کہ خیالات غیر کو قلب میں بالقصد حاضر نہ کرے اور جوارح کا بھی کہ عبث حرکتیں نہ کرے ...... قبول صلوٰۃ کا موقوف علیہ ہے اس مرتبہ میں فرض ہے (ماجد)

۲ مودودی:- ...... ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ نماز پڑھ رہا ہے اور ساتھ ساتھ داڑھی کے بالوں سے کھیلتا جاتا ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا۔ ترجمہ:- اگر اس کے دل میں خشوع ہوتا تو اس کے جسم پر بھی خشوع طاری ہوتا"...... حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک نگاہ سجدہ گاہ سے متجاوز نہ ہونی چاہیے ...... جلدی جلدی مارا مار نماز پڑھنا بھی سخت ناپسندیدہ ہے حکم یہ ہے کہ نماز کا ہر فعل پوری طرح سکون اور اطمینان سے ادا کیا جائے اور ایک فعل مثلاً رکوع یا سجود یا قیام یا قعود جب تک مکمل نہ ہوئے دوسرا فعل شروع نہ کیا جائے۔

(۱۲) پ ۱۸ س ۲۳- آیت ۹- ۱۰- ۱۱- المؤمنون۔ منزل ۴۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ (۹) اُولٰٓئِكَ هُمُ

اور جو اپنی نمازوں کی پابندی رکھنے والے ہیں (بس) یہی لوگ وارث ہونیوالے ہیں

الْوٰرِثُوْنَ (۱۰) الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ط هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (۱۱)

جو فردوس کے وارث ہوں گے اور اس میں (ہمیشہ ہمیش) رہیں گے۔

تفسیر۔ ملہ ماجد۔ ابھی مومنین ومفلحین کی صفات حسنہ کا آغاز خشوع نماز کے ذکر سے کیا تھا۔ اختتام بھی نماز ہی کی محافظت ومداومت پر کیا۔ مقام عبرت ہے کہ جس امت کو انفرادی واجتماعی ہر حیثیت سے فلاح کے لئے نماز کی اس قدر تاکید ہو رہی ہے وہ نماز ہی کی طرف سے اس غفلت میں پڑ جائے۔

وارث ہونے کے معنی ہیں کہ جنت پر قابض ومتصرف ہو جائیں گے۔

ملہ ہند۔ .... آخر میں پھر نمازوں کی پوری طرح حفاظت کرنا کہ اپنے وقت پر آداب و شروط کی رعایت کے ساتھ ادا ہوں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نماز کا حق تعالیٰ کے یہاں کیا درجہ ہے اور کس قدر مہتم بالشان چیز ہے کہ اس سے شروع کر کے اسی پر ختم فرمایا۔

(۱۳) پ ۱۹ س ۲۷۔ آیت ۲۔۳۔ النحل۔ منزل ۵۔

..... هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲﴾ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ

(موجب) ہدایت وبشارت ایمان والوں کے لئے جو نماز کی پابندی کرتے رہتے

الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ﴿۳﴾

ہیں اور زکوٰۃ دیتے رہتے ہیں اور آخرت پر پورا یقین رکھتے ہیں۔

(۱۴) پ ۲۱ س ۳۱۔ آیت ۳۔۴۔۵۔ لقمٰن۔ منزل ۵۔

...... هُدًى وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳﴾ الَّذِيْنَ

جو ہدایت ورحمت ہے نیک کاروں کے حق میں جو نماز کو قائم رکھتے ہیں

يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ

اور زکوٰۃ دیتے رہتے ہیں اور وہ لوگ آخرت کا پورا یقین رکھتے ہیں یہی

هُمْ يُوْقِنُوْنَ ﴿۴﴾ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ

لوگ ہیں اپنے پروردگار کی طرف سے راہ ہدایت پر اور یہی پوری فلاح

الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۵﴾

پانے والے ہیں۔

(۱۵) پ ۲۲ س ۳۵ - آیت ۲۹ - سورہ فاطر - منزل ۵ -

اِنَّ الَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ

بیشک جو لوگ کتاب اللہ کی تلاوت کرتے رہتے ہیں اور نماز کی پابندی رکھتے ہیں

وَ اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِیَةً یَّرْجُوْنَ

اور جو کچھ ہم نے دیا ہے اسمیں سے پوشیدہ و علانیہ خرچ کرتے رہتے ہیں وہ ایسی تجارت

تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ (۲۹)

کی آس لگائے ہوئے ہیں جو کبھی ماند نہ پڑے گی۔

تفسیر۔ تجارۃً لن تبور :- کبھی نہ ماند پڑنے والی تجارت سے مراد ظاہر ہے کہ جنت کی ابدی اور غیر منقطع نعمتیں ہیں۔ (ماجد)

(۱۶) پ ۲۵ س ۴۲ - آیت ۳۶ - ۳۸ - الشوریٰ - منزل ۶ -

وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ وَّ اَبْقٰى لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَلٰى

اور اللہ کے پاس جو کچھ ہے وہ بہتر ہی ہے اور پائیدار تر بھی۔ وہ ان لوگوں

رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ (۳۶)

کے لئے ہے جو ایمان والے ہیں اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

وَالَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۔ص ۳۸۔

اور جن لوگوں نے اپنے پروردگار کا حکم مانا اور نماز کی پابندی کی ....

(۱۷) پ ۲۹ س ۷۰ - آیت ۱۹ تا ۲۳ -

اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًا (۱۹) اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا (۲۰) وَّ اِذَا مَسَّهُ الْخَیْرُ مَنُوْعًا (۲۱) اِلَّا الْمُصَلِّیْنَ (۲۲) الَّذِیْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ دَآئِمُوْنَ (۲۳)

ترجمہ:- انسان بے ہمت پیدا ہوا ہے کہ جب اسے تکلیف پہنچتی ہے تو جزع فزع کرنے لگتا

ہے اور جب اسے خوشحالی ہوتی ہے تو بخل کرنے لگتا ہے ہاں البتہ وہ نمازی (اس حکم میں داخل نہیں) جو اپنی نماز میں برابر لگے رہتے ہیں۔

تفسیر۔ یعنی اپنی نمازوں کی پوری محافظت مداومت رکھتے ہیں انھیں کبھی ناغہ نہیں ہونے دیتے۔ (ماجد)

(۱۸) پ ۲۹ س ۷۰۔ آیت ۳۴-۳۵۔ المعارج۔ منزل ۷،

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ﴿۳۴﴾

اور جو لوگ اپنی نمازوں کی پابندی رکھتے ہیں۔

اُولٰٓئِكَ فِيْ جَنّٰتٍ مُّكْرَمُوْنَ ﴿۳۵﴾

یہی لوگ بہشتوں میں عزت سے داخل ہوں گے۔

تفسیر۔ (الف) محققین نے کہا ہے کہ اعمال حسنہ کی فہرست کو شروع بھی نماز کے ذکر سے کرنا اور ختم بھی اسی پر کرنا اس کی دلیل ہے کہ اعمال طاعت میں اولین و عظیم ترین اہمیت نماز ہی کو حاصل ہے۔ (ماجد)

(ب) جنتیوں کی آٹھ صفتیں ہوئیں جن کو نماز سے شروع اور نماز ہی پر ختم کیا گیا ہے۔ تا معلوم ہو کہ نماز اللہ کے ہاں کس قدر مہتم بالشان عبادت ہے۔ (ابن سند)

(۱۹) پ ۳۰ س ۸۷۔ آیت ۱۴-۱۵۔ الاعلیٰ۔ منزل ۷،

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ﴿۱۴﴾ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى ﴿۱۵﴾

بامراد ہوا وہ جو پاک ہو گیا اور اپنے پروردگار کا نام لیتا اور نماز پڑھتا رہا۔

فصل ۱۱

آداب یا لوازم نماز

(۱) پ ۵ س ۴ - آیت ۴۳ - منزل ۱۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ

اے ایمان والو نماز کے قریب نہ جاؤ اس حال میں کہ تم نشہ میں ہو،

سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَ لَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ

یہاں تک کہ جو کچھ (منہ سے) کہتے ہو اُسے سمجھنے لگو اور نہ حالت جنابت میں جب تک

سَبِیْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ؕ وَ اِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ

کہ غسل نہ کرلو۔ بجز اُس حال کے کہ تم مسافر ہو اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی

اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآىٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ

استنجا سے آیا ہو یا تم نے اپنی بیویوں سے قربت کی ہو پھر تم کو پانی نہ ملے تو تم پاک

تَجِدُوْا مَآءً فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ

مٹی سے تیمم کرلیا کرو یعنی اپنے چہروں اور ہاتھوں پر .... ہاتھ

وَ اَیْدِیْكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا (۴۳)

پھیر لیا کرو۔ بیشک اللہ بڑا معاف کرنیوالا ہے بڑا بخشنے والا ہے۔

نوٹ ۱۔ (الف) آیت اس وقت کی ہے جبکہ حرمت شراب کا حکم ابھی نازل نہیں ہوا تھا۔ مطلب آیت کا یہ ہے کہ اوقات نماز میں تو شراب پینے سے باز رہو۔ یہ مطلب نہیں کہ شراب تو اسی طرح پیتے چلے جاؤ اور نشہ کی حالت میں نماز چھوڑے رہو (ماجد)

(ب) حالت جنابت کے بعد غسل کرنا فرض ہے بغیر اس کے نماز درست نہ ہوگی۔ (ماجد)

نوٹ ۲۔ جنابت کے اصل معنی دوری اور بیگانگی کے ہیں۔ اسی سے لفظ اجنبی نکلا ہے۔ اصطلاح

شرع میں جنابت سے مراد وہ نجاست ہے جو قضاءِ شہوت سے یا خواب میں مادّہ خارج ہونے سے لاحق ہوتی ہے کیونکہ اس کی وجہ سے آدمی طہارت سے بیگانہ ہو جاتا ہے۔ (مودودی)

نوٹ ۳ اگر آدمی حالتِ سفر میں ہو اور جنابت لاحق ہو جائے اور نہانا ممکن نہ ہو تو تیمم کر کے نماز پڑھ سکتا ہے۔ (مودودی)

نوٹ ۴ (الف) اگر آدمی بے وضو ہے یا اُسے غسل کی حاجت ہے اور پانی نہیں ملتا تو تیمم کر کے نماز پڑھ سکتا ہے۔ اگر مریض ہے اور غسل یا وضو کرنے سے اس کو نقصان کا اندیشہ ہے تو پانی موجود ہونے کے باوجود تیمم کی اجازت سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

تیمم کے معنی قصد کرنے کے ہیں۔ مطلب یہ ہوا جب پانی نہ ملے یا پانی ہو اور اس کا استعمال ممکن نہ ہو تو پاک مٹی کا قصد کرو۔ (مودودی)

(ب) یعنی ایسی مٹی ہو جو خود غیر طاہر یا گندی نہ ہو۔ وہ دو بار ہاتھ مار کر پہلی بار پورے چہرے اور دوسری بار ہاتھوں پر کہنیوں تک پھیر لیا کرو۔ (ماجد)

(ج) تیمم ہر ایسی چیز سے جائز ہے جو جنس زمین سے ہو۔ اور جنس زمین وہ ہے جو آگ میں نہ جلے اور نہ گلے۔ لیکن چونہ اور راکھ مستثنیٰ ہیں۔ ان سے تیمم جائز ہے۔ (تھانوی)

(۲) پ ۶ س ۵۔ آیت ۶۔ المائدہ ۵۔ منزل ۲۔

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا

اے ایمان والو جب تم نماز کو اُٹھو تو اپنے چہروں اور

وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ

اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھو لیا کرو اور اپنے سروں پر مسح کر لیا کرو اور اپنے

وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ط وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ط

پیروں کو ٹخنوں سمیت دھو لیا کرو اور اگر تم حالت جنابت میں ہو تو (سارا جسم)

وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ

پاک صاف کر لو اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی استنجا سے آئے یا

مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً

تم نے عورت سے صحبت کی ہو پھر تم کو پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے تیمم کر لیا کرو یعنی

فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ

اپنے چہروں اور ہاتھوں پر اس سے مسح کر لیا کرو اللہ نہیں چاہتا کہ تمہارے

مِّنْهُ ؕ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّلٰكِنْ

اوپر کوئی تنگی ڈالے بلکہ وہ (تو یہ) چاہتا ہے کہ تمہیں خوب پاک صاف

يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (۶)

رکھے اور تم پر اپنی نعمت پوری کرے، تاکہ تم شکر گزاری کرو۔

تفسیر۔ نوٹ ۱ (الف) اسلام ..... نے اپنی مرکزی عبادت سے قبل وضو کو لازمی ٹھہرایا ہے کہ بغیر اس کے نماز درست ہی نہیں۔ (ماجد)

(ب) وضو میں فرض صرف چار چیزیں ہیں (۱) چہرہ کا دھونا (۲) ہاتھوں کا کہنیوں سمیت دھونا۔ (۳) سر کا مسح کرنا۔ پانی میں تر کیا ہوا ہاتھ اس پر پھیرنا (۴) پیروں کا ٹخنہ سمیت دھونا ان کے علاوہ اور چیزیں بعض مسنون بعض مستحب۔ (ماجد)

نوٹ ۲۔ یعنی پانی کے استعمال پر قدرت نہ ہو، خواہ بہ سبب مرض کے، خواہ بہ سبب فاصلہ کے، یا کسی اور سبب سے سردی لگ جانے کا خوف، بیماری بڑھ جانے کا اندیشہ، پانی لانے میں دشواریاں، یہ ساری چیزیں پانی نہ ملنے ہی کے حکم میں داخل ہیں۔

سردی کے عذر پر بجائے غسل کے تیمم کر لینا بالکل جائز ہے۔ (ماجد)

(۳) پ ۸ س ۷۔ آیت ۳۱۔ منزل ۲:۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّ

اے اولاد آدمؑ ہر نماز کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو اور کھاؤ اور پیو

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ج اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ (۳۱)

لیکن اسراف سے کام نہ لو بیشک وہ (اللہ) مسرفوں کو پسند نہیں کرتا۔

تفسیر۔ نوٹ ۱۔ یہاں زینت لباس یا لباس زینت کے معنیٰ میں ہے۔

۲۔ مسجد یہاں نماز وطواف کے معنیٰ میں ہے۔ (ماجد)

نوٹ ۳۔ سنت یہ ہے کہ آدمی بہتر ہیئت کے ساتھ نماز کے لئے حاضر ہو۔ کیونکہ نماز میں رب سے مناجات ہے۔ تو اس کے لئے زینت کرنا عطر لگانا مستحب جیسا کہ ستر طہارت واجب ہے۔ (نعیم)

(۴) پ ۱۵ س ۱۷۔ آیت ۱۱۰۔ منزل ۴۔

...... وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ

اور آپ نماز میں نہ تو بہت پکار کر پڑھئے اور نہ بالکل چپکے ہی چپکے پڑھئے

بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا (۱۱۰)

اور ان دونوں کے درمیان ایک (متوسط) طریقہ اختیار کیجئے۔

تفسیر۔ نوٹ ۱۔ ...... ہدایت کی گئی کہ نماز میں جہر صرف اس حد تک رکھئے کہ بس نمازیوں کے کان تک آواز پہونچ جائے ...... باقی اس سے زیادہ کی ضرورت نہیں۔ (ماجد)

فصل ۱۲

ذکر ان لوگوں کا جو غفلت نہیں برتتے

(۱) پ ۱۸ س ۲۴۔ آیت ۳۷ - ۳۸۔ منزل ۴۔

رِجَالٌ لَا لَا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ

ایسے لوگ جنہیں نہ تجارت غفلت میں ڈال دیتی ہے نہ (خرید و) فروخت اللہ کی یاد

وَ اِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَ اِیْتَآءِ الزَّکٰوۃِ ۙ یَخَافُوْنَ یَوْمًا

ے اور نماز پڑھنے سے اور زکوٰۃ دینے سے وہ ڈرتے ہیں ایسے دن سے جس

تَتَقَلَّبُ فِیْهِ الْقُلُوْبُ وَ الْاَبْصَارُ (۳۷)

میں دل اور آنکھیں الٹ جائیں گی۔ انجام یہ ہوگا کہ

۳۸۔ لِیَجْزِیَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَ یَزِیْدَهُمْ

اللہ ان کو ان کے اعمال کا بہت ہی اچھا بدلہ دیگا اور ان کو اپنے فضل

مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ (۳۸)

سے اور بھی زیادہ دے گا اور اللہ جسے چاہتا ہے بے شمار دے دیتا ہے۔

تفسیر۔ نوٹ ۱۔ اللہ کی یاد سے مراد اس کے احکام کی بجا آوری ہے۔

نوٹ ۲ ...... ذکر گوشہ نشین، تارک دنیا، زاہدوں راہبوں کا نہیں .... بلکہ جو بیع تجارت میں لگے ہوئے ہیں پھر بھی دل ان کے کہیں اور ہی اٹکے رہتے ہیں۔ فرائض میں غفلت نہیں کرتے ادائے حقوق میں سستی نہیں برتتے۔

صوفیہ کے مسئلہ خلوت در انجمن کی اصل یہیں سے نکلتی ہے۔ (ماجد)

نوٹ ۳ جزا وہ جس کا وعدہ مفصل ہے اور زیادہ وہ جس کا مفصل وعدہ نہیں۔ (تھانوی)

→→ ✻ ←←

فصل ۱۳

نماز نہ پڑھنا، غفلت، کاہلی، ریاکاری برتنا

۱۔ پ ۵ س ۴ - آیت ۱۴۲ - منزل ۱۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَ هُوَ خَادِعُهُمْ ۚ

بیشک منافقین تو اللہ سے چال چل رہے ہیں حالانکہ اللہ انہی کی چالوں کو ان پر الٹ

وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ

رہا ہے اور یہ لوگ جب نماز کیلئے کھڑے ہوتے ہیں تو بہت ہی کاہلی سے کھڑے ہوتے ہیں (صرف) لوگوں

وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا (۱۴۲)

کو دکھاتے ہیں اور اللہ کی یاد کچھ یوں ہی سی کرتے ہیں۔

تفسیر۔ ریا کے معنی ہیں کسی اچھی چیز کو دکھانے کے لئے اختیار کرنا نہ کہ حکم الہیٰ کی تعمیل میں۔ (ماجد)

(۲) پ ۱۰ س ۹۔ آیت ۵۴۔ منزل ۲:۔

..... وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا

اور یہ لوگ نماز نہیں پڑھتے مگر ہارے جی کے ساتھ اور

يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ (۵۴)

خرچ نہیں کرتے مگر ناگواری کے ساتھ۔

تفسیر۔ نوٹ:۔ آیت میں ہم سب نام کے مسلمانوں کے لئے ڈرنے کی بات ہے۔ ظاہری اعمال منافقین کے بھی مسلمانوں ہی سے مشابہت رکھتے تھے نمازیں بھی کسی نہ کسی طرح پڑھ لیتے تھے...... اس پر بھی حکم ان پر کفر اور فقدان ایمان ہی کا لگا۔ خدا نہ کرے کہ ہم میں سے کسی کا یہ حشر ہو۔ (ماجد)

(۳) پ ۱۶ س ۱۹۔ آیت ۵۹۔ منزل ۴:۔

فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ

پھر ان کے بعد (بعض ایسے) ناخلف جانشین ہوئے جنہوں نے نماز کو برباد

وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا (۵۹)

کیا اور خواہشات کی پیروی کی سو وہ عنقریب خرابی سے دوچار ہوں گے۔

تفسیر (۱) غیا۔ غی ہر بری خرابی پر محیط اور حاوی ہے (ماجد)

(۲) یعنی نماز پڑھنی چھوڑ دی۔ یا نماز سے غفلت اور بے پروائی برتنے لگے۔

یہ ہر امّت کے زوال و انحطاط کا پہلا قدم ہے۔ نماز وہ اولین رابطہ ہے جو مومن کا زندہ و عملی تعلق خدا کے ساتھ شب و روز جوڑے رکھتا ہے اور اسے خدا پرستی کے مرکز و محور سے بچھڑنے نہیں دیتا۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں یہ بات ایک قاعدہ کلیہ کے طور پر بیان فرمائی ہے کہ پچھلے تمام انبیا کی امتوں کا بگاڑ نماز ضائع کرنے سے شروع ہوا ہے۔ (تفہیم جلد ۳)

(۳) ۔۔۔۔۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز یعنی عبادت جوہر ایمان ہے۔ اس کی حقیقت گئی تو سب کچھ چلا گیا۔ دراصل ایک خدا پرست اور ایک غیر خدا پرست میں عملی امتیاز اس کے سوا کچھ نہیں ہوتا کہ پہلا کسی کی بندگی میں لگا رہتا اور کسی کو پکارتا رہتا ہے۔ دوسرا اس سے بے پروا رہتا ہے۔ اسی لئے دعا اور عبادت ایمان باللہ کی اصلی علامت ہوئی اور اسی لئے تمام مذاہب نے اسی عمل پر مذہبی زندگی کی ساری عمارتیں اٹھائیں جونہی یہ عمل بگڑا مذہبی زندگی کی ساری بنیادیں ہل گئی تھیں۔ (آزاد)

(۴) پ ۲۹ س ۷۴۔ آیت ۳۸ تا ۴۳۔ منزل ۷

كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ (۳۸) إِلَّآ أَصْحٰبَ

ہر شخص اپنے اعمال میں محبوس ہوگا — مگر داہنے ہاتھ والے

الْيَمِينِ (۳۹) فِي جَنّٰتٍ يَتَسَآءَلُونَ (۴۰)

نہیں — کہ وہ بہشت کے باغوں میں ہوں گے اور مجرموں کی

عَنِ الْمُجْرِمِينَ (۴۱) مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ (۴۲)

بابت پوچھ پاچھ کر رہے ہونگے — کہ تمہیں کون سی چیز دوزخ میں لائی؟

قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ (۴۳)

وہ کہیں گے ہم تو نہ نماز پڑھا کرتے تھے۔

(۵) پ ۲۹ س ۷۵۔ آیت ۲۹ تا ۳۶۔ منزل ۷۔

وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ (۲۹) اِلٰی رَبِّكَ

اور پنڈلی پنڈلی سے لپٹنے لگتی ہے ۔ اس روز تیرے پروردگار

يَوْمَئِذِنِ الْمَسَاقُ (۳۰) فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى (۳۱)

ہی کی طرف جانا ہوتا ہے ۔ اس نے نہ تو تصدیق کی تھی اور نہ نماز پڑھی تھی ۔

وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى (۳۲) ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰى اَهْلِهٖ

بلکہ تکذیب کی تھی اور منہ موڑا تھا ۔ پھر فخر کرتا ہوا اپنے گھر چل دیتا تھا

يَتَمَطّٰى (۳۳) اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى (۳۴) ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ

تیری کمبختی پر کمبختی آنے والی ہے ۔ پھر تیری کمبختی پر کمبختی آنے والی

فَاَوْلٰى (۳۵) اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى ۳۶

ہے ۔ کیا انسان اس خیال میں ہے کہ اُسے یونہی چھوڑ دیا جائے گا ۔

تفسیر۔ نوٹ ۱۔ ایمان کے بعد نماز سے بڑھ کر کوئی عمل اہم و موکد نہیں ۔۔۔ مستحق زجر و ملامت جسطرح عدم ایمان ہے اسی طرح ترک نماز بھی (ماجد)

نوٹ ۲۔ یہ تکرار اور تاکید پہ تاکید دوسری زبانوں کی طرح عربی اسلوب بیان میں بھی کمال غضب اور وعید شدید کے اظہار کے لئے ہے ۔ (ماجد)

(۶) پ ۳۰ س ۱۰۷۔ آیت ۴ تا ۶۔

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ (۴) الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ

سو بڑی خرابی ہے ایسے نمازیوں کے لئے جو اپنی نماز کو بھلا

سَاهُوْنَ (۵) الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ (۶)

بیٹھے ہیں (اور) جو ایسے ہیں کہ ریاکاری کرتے ہیں ۔

تفسیر۔ نوٹ ۱۔ یعنی نماز اگر پڑھتے بھی ہیں تو نمائش اور دکھاوے کی (ماجد)

فصل ۱۴

بلا مخصوص عنوان (متفرق)

(۱) پ ۱ س ۲۔ آیت ۱۲۵۔ منزل ۱۔

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ؕ

اور مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بنالو۔

تفسیر۔ مقام ابراہیم ایک خاص پتھر کا نام ہے۔ جس پر کھڑے ہو کر آپ نے کعبہ کی عمارت بنائی۔ وہ کعبہ کے پاس ایک محفوظ جگہ رکھا ہے اور وہاں نفلیں پڑھنا ثواب ہے۔ (تھانوی)

(۲) پ ۶ س ۵۔ آیت ۵۵۔ منزل ۲۔

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ

تمہارے دوست تو بس اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے ہیں جو نماز کی پابندی

يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ (۵۵)

رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے رہتے ہیں اس حال میں کہ وہ خشوع بھی رکھتے ہیں۔

تفسیر..... مطلب یہ ہوا کہ ان کی اقامت صلوٰۃ و ادائے زکوٰۃ محض صورت ظاہری کے لحاظ سے نہیں ہوتی بلکہ وہ صحیح کیفیت باطنی کو بھی ملحوظ رکھتے ہیں..... غرض یہ کہ وہ لوگ عقائد اور اعمال بدنی و مالی اور اخلاص و اخلاق سب کے جامع ہوں گے۔ (ماجد)

(۳) پ ۷ س ۵۔ آیت ۹۱۔ منزل ۲۔

اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ

شیطٰن تو بس یہی چاہتا ہے کہ تمہارے آپس میں دشمنی اور کینہ شراب اور جوے کے ذریعہ

وَالْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ وَیَصُدَّ کُمْ عَنْ ذِکْرِاللّٰهِ

اور تمہیں اللہ کی یاد سے ڈال دے اور

وَعَنِ الصَّلٰوةِ ج فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ۔ (۹۱)

نماز سے روک دے سو اب بھی تم باز آ ؤ گے۔

تفسیر، نوٹ:- ...... نماز ذکر الٰہی کی فرد اعلیٰ و افضل ہے ..... ضمناً

اس سے نماز کی عظمت اور اہمیت و اشرفیت پر پوری روشنی پڑ گئی۔ (ماجد)

(۴) پ ۷ س ۵۔ آیت ۱۰۶:-

...... تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ ......

تو دونوں (گواہوں) کو بعد نماز روک رکھو

تفسیر، نوٹ ۱:- وصیت کے تعلق میں شبہ واقع ہونے کی صورت میں

شہادت کے متعلق احکام ارشاد ہوئے ہیں۔

نوٹ:- ..... بعد نماز کہ وہ وقت عموماً عظمت الٰہی کے استحضار کا ہوتا ہے ..

..... مراد عموماً نماز عصر لی گئی ہے ...... (ماجد)

(۵) پ ۱۰ س ۹۔ آیت ۵:-

...... فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوةَ

پھر اگر یہ توبہ کر لیں اور نماز پڑھنے لگیں اور زکوٰۃ دینے لگیں تو ان کا

فَخَلُّوْا سَبِیْلَهُمْ ط اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (۵)

راستہ چھوڑ دو بیشک اللہ بڑا مغفرت والا ہے بڑا رحمت والا ہے۔

(۶) پ ۱۰ س ۹۔ آیت ۱۱:-

فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوةَ

لیکن اگر وہ توبہ کر لیں اور نماز کے پابند ہو جائیں اور زکوٰۃ دینے لگیں

فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ ۭ وَنُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ
تو وہ تمہارے بھائی ہو جائیں گے دین میں، اور ہم آیتوں کو علم والوں کے لئے تفصیل
يَّعْلَمُوْنَ (۱۱)
سے بیان کرتے ہیں۔

(۷) پ ۱۰ س ۹ - آیت ۱۸ - منزل ۲۔

اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ
اللہ کی مسجدوں کا آباد کرنا تو بس ان لوگوں کا کام ہے جو ایمان رکھتے ہوں
وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فقف
اللہ اور روز آخرت پر، اور پابندی کرتے ہوں نماز کی، اور زکوٰۃ دیتے رہتے ہوں اور
فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ (۱۸)
بجز اللہ کے کسی سے نہ ڈریں پس ایسے لوگ امید ہے کہ راہ یاب ہو جائیں۔

(۸) پ ۱۷ س ۲۲ - آیت ۴۱ - منزل ۴۔

اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ
اگر ہم انہیں زمین میں حکومت دیدیں تو یہ لوگ نماز کی پابندی کریں اور زکوٰۃ
وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ
دیں اور نیک کام کا حکم دیں اور برے کام سے منع کریں اور انجام (سب) کاموں
الْمُنْكَرِ ۭ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ (۴۱)
کا اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

(۹) پ ۱۸ س ۲۴ - آیت ۳۶ - منزل ۴۔

فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ
ایسے گھروں میں جن کے لئے اللہ نے حکم دیا ہے کہ ان کا ادب کیا جائے اور ان میں

يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ (۳۶)

اُس کا نام لیا جائے ان میں وہ لوگ صبح و شام اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں۔

تفسیر:- نوٹ ۱:- مراد مسجدیں ہیں (تھانوی)

نوٹ ۲:- یعنی پانچوں نمازیں ادا کرتے ہیں۔ صبح کی نماز غدو میں آگئی اور چار نمازیں اٰصال میں آگئیں۔ کیونکہ آصال کہتے ہیں آفتاب ڈھلنے سے لیکر تمام رات تک۔ (تھانوی)

(۱۰) پ ۲۲ س ۳۵ - آیت ۱۸:-

......اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ

آپ تو بس انہیں کو ڈرا سکتے ہیں جو بے دیکھے اپنے پروردگار سے ڈرتے رہتے

وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ (۱۸)

ہیں اور نماز کی پابندی کرتے ہیں۔

(۱۱) پ ۲۳ س ۳۹ - آیت ۹ - منزل ۶

اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا

بھلا جو شخص رات کے اوقات سجدہ و قیام کی حالت میں عبادت کر رہا ہو۔

يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ؕ قُلْ هَلْ

آخرت سے ڈرتا ہو۔ اور اپنے پروردگار کی رحمت کی امید کر رہا

يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ؕ اِنَّمَا

ہو آپ کہیے کہ کیا علم والے اور بے علم کہیں برابر بھی ہوتے ہیں؟ نصیحت تو بس

يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ (۹)

وہی حاصل کرتے ہیں جو عقل والے ہیں۔

تفسیر:- نوٹ ۱:- یعنی نماز کی حالت میں عبادت کر رہا ہو۔

(تھانوی)

فصل ۱۵

نماز اقوام ، مذاہب و ملل سابق

(۱) پ ۱ س ۲ - آیت ۴۳ - منزل ۱ -

وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَ ارْکَعُوْا

اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور (نماز میں) جھکنے والوں

مَعَ الرّٰکِعِیْنَ (۴۳)

کے ساتھ جھکتے رہو۔

تفسیر :- نوٹ ۱ :- مخاطب بنی اسرائیل ہیں۔

نوٹ ۲ :- یعنی باجماعت نماز پڑھا کرو ..... یہود کی نماز میں رکوع نہ تھا .....
خلاصہ یہ کہ نبی آخرالزماں کی پیروی کرو۔ نماز بھی ان کے طور پر پڑھو جس میں جماعت بھی ہو اور
رکوع بھی۔ (ہند)

نوٹ ۳ :- آیت کے یہ سارے احکام ایک آیت قبل کے حکم ایمان - وآمنوا بما انزلت
کے ماتحت ہیں یعنی پہلے ایمان لاؤ اور پھر ان احکام پر عمل کرو۔ (ماجد)

(۲) پ ۱ س ۲ - آیت ۸۳ -

وَ اِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ

اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ عبادت نہ کرنا (کسی کی) بجز

اِلَّا اللّٰهَ قف ...... وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ ط

اللہ کے .... اور نماز قائم رکھنا اور زکوٰۃ دیتے رہنا۔

ثُمَّ تَوَلَّیْتُمْ اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْكُمْ وَ اَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ (۸۳)

پھر تم (سب ان احکام سے) پھر گئے بجز تم میں سے (معدودے) چند کے اور تم ہی ہو گردن کش

(۳) پ ۳ س ۲ - آیت ۳۹ -

فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ...

پس انہیں فرشتوں نے آواز دی اس حال میں کہ وہ حجرے میں کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔

تفسیر، مراد حضرت ذکریا علیہ السّلام۔

(۴) پ ۴ س ۳ - آیت ۱۱۳ - منزل ۱:-

لَيْسُوْا سَوَآءً ط مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ

سب یکساں نہیں (انہی) اہل کتاب میں ایک جماعت قائم ہے، جو لوگ اللہ کی آیتوں

يَتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ (۱۱۳)

کو اوقات شب میں پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں۔

تفسیر، نوٹ ۱:- یعنی نماز پڑھتے ہیں۔ (ماجد)

(۵) پ ۶ س ۵ - آیت ۱۲ و منزل ۲:-

وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ج ....

اور بیشک اللہ نے بنی اسرائیل سے عہد لیا تھا۔

لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ ....

تو اگر نماز کے پابند رہو گے اور زکوٰۃ دیتے رہو گے

لَاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ

تو میں تم سے تمہارے گناہ ضرور دور کر دوں گا اور ضرور تمہیں (بہشت کے)

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ج فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ

باغوں میں داخل کر دوں گا جن کے نیچے نہریں پڑی بہ رہی ہوں گی اور جو کوئی تم میں سے اس کے

مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ (۱۲)

بعد بھی کفر کرے گا تو بیشک اس نے ضائع کر دی راہ راست۔

(۶) پ۹ س ۸ ۔ آیت ۳۵ ۔ منزل ۲ ۔

وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ إِلَّا مُكَاءً وَّ

اور ان کی نماز (ہی) خانہ (کعبہ) کے پاس کیا تھی بجز سیٹی بجانے اور تالی

تَصْدِيَةً ط (۳۵)

بجانے کے ۔

تفسیر۔ نوٹ ۱ ۔ یہاں مشرکوں کی عبادت کی تحلیل کر کے بتایا ہے کہ بجز اس کے کہ منہ سے سیٹیاں بجائیں اور ہاتھ سے تالیاں اور ان کی عبادت تھی ہی کیا؟ خوب غور کر کے دیکھ لیا جائے کہ آج بھی عبادت کے جو غیر اسلامی اور جاہلی طریقے چلے ہوئے ہیں ان کا جزء اعظم یہی باجا، گاجا، تالیاں اور سیٹیاں ہیں یا نہیں؟ فقہاء مفسرین نے لکھا ہے کہ اس میں اُن جاہل صوفیہ کے لئے بھی وعید ہے جو وجد وحال لا کر اُچھلتے کودتے، تالیاں بجاتے اور ناچتے ہیں۔ اور اُسے کوئی کمال روحانی سمجھتے ہیں۔ (ماجد)

(۷) پ ۱۱ س ۱۰ ۔ آیت ۸۷ ۔ منزل ۳ ۔

وَاَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ وَاَخِيْهِ ..... وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ط

اور ہم نے موسیٰؑ اور ان کے بھائی کی طرف وحی بھیجی ..... اور نماز کی پابندی رکھو

تفسیر۔ نوٹ ۱ ۔ کہ اقامت نماز کی برکت سے اللہ تعالیٰ جلد تر اپنا فضل کرے گا اور تمہیں جلد سے جلد اس مصیبت سے نجات دلائے گا۔ (ماجد)

(۸) پ ۱۳ س ۱۴ ۔ آیت ۳۷ ۔ منزل ۳ ۔

رَبَّنَا إِنِّي أَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي

اے ہمارے پروردگار میں نے اپنی کچھ اولاد کو ایک بے زراعت میدان میں آباد کر دیا ہے

زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلٰوةَ .... (۳۷)

تیرے معظم گھر کے قریب اے میرے پروردگار کہ وہ لوگ نماز کا اہتمام رکھیں ۔

تفسیر۔ نوٹ ۱:۔ دعا ابراہیم علیہ السلام۔

نوٹ ۲:۔ یعنی میں نے اپنی اولاد کی جو یہاں نو آبادی قائم کی ہے اس کی غرض و غایت ہی یہ ہے کہ اقامت صلوٰۃ کا اہتمام رکھا جائے۔ (ماجد)

(۹) پ ۱۳ س ۱۴- آیت ۴۰:۔

رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ ﷺ رَبَّنَا

اے میرے پروردگار مجھ کو بھی نماز کا پابند رکھئے اور میری نسل میں سے بھی (کچھ کو)

وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ (۴۰)

اے ہمارے پروردگار ہماری دعا قبول کر۔

نوٹ ۱:۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام

نوٹ ۲:۔ دعا کے آداب وطریقہ کوئی حضرات انبیا ہی سے سیکھے۔ عبودیت کے کن کن پہلوؤں سے کیسے کیسے لجاجت کے انداز سے اپنے محبوب مالک کو پکارتے رہتے ہیں۔

نماز کی اہمیت اسی سے ظاہر ہے کہ ایک نبی جلیل القدر اپنے حق میں اس کے واسطے دعائے خصوصی کرتے ہیں۔ (ماجد)

(۱۰) پ ۱۶ س ۱۹- آیت ۳۱۔ منزل ۴:۔

.......وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ مَا دُمْتُ حَیًّا (۳۱)

اور (اسی نے) مجھے نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا جب تک میں زندہ رہوں۔

(ارشادات حضرت عیسیٰ علیہ السلام)

(۱۱) پ ۱۶ س ۱۹- آیت ۵۵۔ منزل ۴:۔ وَکَانَ یَاْمُرُ اَھْلَہٗ

اور وہ اپنے والوں کو نماز اور زکوٰۃ

بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ ص وَکَانَ عِنْدَ رَبِّہٖ مَرْضِیًّا (۵۵)

کا حکم دیتے رہتے تھے، اور وہ اپنے پروردگار کے نزدیک پسندیدہ تھے۔

تفسیر۔ نوٹ ۱،۔ یہ ذکر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا ہے۔

نوٹ ۲،۔ یہ وصف ایک پیمبر کے سلسلہ فضائل میں بیان ہو رہا ہے اس سے ظاہر ہے کہ اپنے اعزا۔ اقارب و احباب کو عبادات بدنی و مالی کی ترغیب دلاتے رہنا کتنی بڑی فضیلت کی چیز ہے۔ (ماجد)

(۱۲) پ ۱۶ س ۲۰۔ آیت ۱۴،۔

اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ لا وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ

بیشک میں ہی اللہ ہوں کوئی معبود نہیں میرے سوا میری ہی عبادت کیا کرو

لِذِکْرِیْ (۱۴)

اور میری ہی یاد کی نماز پڑھا کرو۔

تفسیر۔ نوٹ ۱،۔ نماز کی غایت ..... یاد الٰہی کو دل میں تازہ رکھنا ہے۔ (ماجد)

نوٹ ۲،۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے خطاب۔

(۱۳) پ ۱۷ س ۲۱۔ آیت ۷۳،۔

وَجَعَلْنٰھُمْ اَئِمَّۃً یَّھْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَیْنَآ

اور ہم نے ان (سب) کو پیشوا بنایا، ہدایت کرتے تھے ہمارے حکم سے اور

اِلَیْھِمْ فِعْلَ الْخَیْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَآءَ

ہم نے ان کے پاس وحی سے حکم بھیجا نیک کاموں کے کرنے کا اور نماز کی پابندی کا اور

الزَّکٰوۃِ ج وَکَانُوْا لَنَا عٰبِدِیْنَ (۷۳)

اور ادائے زکوٰۃ کا اور وہ ہماری ہی عبادت کرنے والے تھے۔

تفسیر۔ سلسلہ تذکرہ حضرت ابراہیم۔ لوط۔ اسحٰق۔ یعقوب علیہم السلام۔

(۱۴) پ ۱۷ س ۲۲۔ آیت ۲۶۔ منزل ۴،۔ وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰھِیْمَ

اور (وہ وقت یاد دلایئے) جب ہم

مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْئًا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ

نے ابراہیم کو بیت اللہ کی جگہ بتادی (اور حکم دیا) کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اور

لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ (۲۶)

میرے گھر کو پاک رکھنا طواف کرنے والوں اور قیام و رکوع و سجود کرنے والوں کے لیے۔

(۱۵) پ ۲۱ س ۳۱ - آیت ۱۷ - منزل ۵ -

يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ ...... (۱۷) (حضرت لقمٰن)

اے میرے بیٹے نماز کو قائم رکھ۔

(۱۶) پ ۳۰ س ۹۸ - آیت ۵ -

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۵

حالانکہ انہیں یہی حکم ہوا تھا کہ اللہ کی عبادت اس طرح کریں کہ دین کو اسی کے لیے

حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ

خالص رکھیں یکسو ہو کر نماز کی پابندی رکھیں اور زکوٰۃ دیا کریں یہی طریقہ ہے (ان)

دِيْنُ الْقَيِّمَةِ (۵)

درست مضامین کا۔

تفسیر۔ ذکر اہل کتاب۔ کہ یہ احکام ان کو ان کی کتابوں میں مل چکے ہیں۔ یعنی عبادت الٰہی اخلاص و حنیفیت کے ساتھ اور اقامت صلوٰۃ و ادائے زکوٰۃ۔

فصل ۱۶

غیر مسلم! استہزا، انکار، مزاحمت وغیرہ

(۱) پ ۶ س ۵/۱۳ ۔ آیت ۵۸ ۔ منزل ۲ ۔

وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا

اور جب تم نماز کے لیے پکار کرتے ہو تو یہ لوگ اس کو ہنسی اور کھیل بنا لیتے ہیں

وَّلَعِبًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ (۵۸)

یہ اس سبب سے ہے کہ یہ لوگ (بالکل) عقل سے کام نہیں لیتے۔

تفسیر:۔ یہ اشارہ دو قصوں کی طرف ہے۔

ایک یہ کہ جب اذان ہوتی اور مسلمان نماز شروع کرتے تو یہود کہتے کہ یہ کھڑے ہوتے ہیں خدا کرے کبھی کھڑا ہونا نصیب نہ ہو۔ اور جب ان کو رکوع وسجدہ کرتے دیکھتے تو ہنستے اور تمسخر کرتے۔

دوسرا قصہ یہ کہ مدینہ میں ایک نصرانی تھا۔ جب اذان میں سنتا "اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ" تو کہتا، "قد حرق الکاذب" یعنی جھوٹا جل جاوے۔ ایک شب ایسا اتفاق ہوا کہ وہ اور اس کے اہل وعیال سب سو رہے تھے۔ کوئی خادم گھر میں آگ لے کر گیا۔ ایک چنگاری گر پڑی وہ اور اس کا گھر اور گھر والے سب جل گئے۔ تھانوی۔

(۲) پ ۲۹ س ۷۷ ۔ آیت ۴۸ ۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا يَرْكَعُوْنَ (۴۸)

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جھکو تو نہیں جھکتے۔

نوٹ:۔ جھکنے سے مراد نماز میں جھکنا۔ یہ مطلب مولوی احمد رضا خاں صاحب شیخ الہند اور نذیر احمد صاحب نے لکھا ہے۔

(۳) پ ۳۰ س ۹۶ - آیت ۹ - ۱۰ -

اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یَنْهٰی (۹) عَبْدًا اِذَا صَلّٰی (۱۰)

کیا اس شخص کا حال تو نے دیکھا جو بندہ (خاص) کو روکتا ہے جب نماز پڑھتا ہے

تفسیر:- یہ آیت ابو جہل کے متعلق نازل ہوئی تھی جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھنے سے روکا تھا۔ (تھانوی)

فصل ۱۷

نماز پر طنز و تمسخر

(۱) پ ۱۲ س ۱۱ - آیت ۸۷ - منزل ۳ -

قَالُوْا یٰشُعَیْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا

وہ بولے اے شعیب کیا یہ تمہاری نماز تمہیں تعلیم دیتی ہے کہ ہم ان چیزوں کو

یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ .... (۸۷)

چھوڑ دیں جن کی پرستش ہمارے بڑے کرتے آئے ہیں۔

فصل ۱۸

کافر اور منافق کی نماز جنازہ پڑھنے کی ممانعت

(۱) پ ۱۰ س ۹ - آیت ۸۴ - منزل ۲ -

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ

اور ان میں سے جو کوئی مر جائے اس پر کبھی بھی نماز نہ پڑھئے اور نہ اس کی قبر پر

عَلٰی قَبْرِہٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا

کھڑے ہوجیئے بیشک انھوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے اور وہ اس حال

وَهُمْ فٰسِقُوْنَ (۸۴)

میں مرے ہیں کہ وہ نافرمان تھے۔

نوٹ ۱۔ منافقین کی نماز جنازہ پڑھنا ممنوع ہے۔ (ماجد)

نوٹ ۲۔ کافر کے جنازے پر نماز اور اس کے لئے استغفار یا اس کے کفن دفن میں شرکت جائز نہیں۔ (تھانوی)

باب ۴

زکوٰۃ

(چند امور قابلِ ذکر)

۱۔ قرآن مجید کی بیشتر آیات میں نماز اور زکوٰۃ کا ساتھ ہی ساتھ ذکر ہے۔ اور بعض آیات میں صرف زکوٰۃ کا ذکر ہے۔ جن آیات میں نماز اور زکوٰۃ کا ساتھ ساتھ ذکر ہے ان کی تعداد میرے شمار کے مطابق کم و بیش ۲۶ ہے۔ اور جن آیات میں صرف زکوٰۃ کا ذکر ہے۔ ان کی تعداد میرے شمار کے مطابق کم و بیش ۶ ہے۔ اس تعداد میں وہ آیات شامل نہیں ہیں جن میں بصراحت زکوٰۃ کا ذکر نہیں ہے اور لفظ "انفاق" سے بعض مفسرین نے زکوٰۃ مراد ہونا لکھا ہے۔

۲۔ زکوٰۃ کے لغوی معنی ہیں افزونی۔ زیادتی۔ پاکیزگی۔ اصطلاح شرعی میں مال کا وہ حصّہ جسے مالدار (صاحب نصاب) شریعت کے حکم کے مطابق راہ خدا میں نکالتا ہے۔ اسے زکوٰۃ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ مالدار کے مال میں زیادتی اور پاکیزگی پیدا کرتی ہے نیز صاحب مال کے اخلاق میں جلا اور اس کے درجات میں اضافہ کا باعث بنتی ہے..... زکوٰۃ سے فقیروں کی

امداد اور بیکسوں کی دستگیری ہوتی ہے ...... زکوٰۃ کی ادائیگی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا عملی شکر ہے اور موجب رحمت و برکت ہے آیۃ کریمہ۔ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ .... زکوٰۃ کا ادا کرنے والا راہ خدا میں اس عزیز ترین چیز کو قربان کر کے تسلیم و رضا کی روح کو بیدار کرتا ہے۔ ..... زکوٰۃ اگر ایک طرف انسان کو اپنے خالق کا وفادار بندہ بناتی ہے تو دوسری طرف مخلوق کو ایک دوسرے کے گلے ملاتی ہے ..... (آج بھی اگر دنیا اسلام کے اس عادلانہ نظام کو قبول کرے جو اشتراکیت اور سرمایہ داری کی افراط و تفریط کے درمیان ایک معتدل راہ ہے) اور جس کا ایک جزو "زکوٰۃ" بھی ہے تو وہ تباہی و بربادی کی اس خوفناک منزل پر پہونچنے سے محفوظ رہ سکتی ہے جہاں غریب امیروں کا خون چوسنے اور امیر غریبوں کی ہڈیاں چبانے کے لئے تیار کھڑے ہیں۔

اسلام کے اس حیرت انگیز انقلاب آفریں اجتماعی نظام سے مسحور ہو کر اٹلی کا مشہور مورخ کا تیانی یہ کہنے پر مجبور ہو گیا ہے کہ اسلام کی ظاہری صورت مذہبی ہے مگر اس کی روح اقتصادی اور اجتماعی ہے۔ اسی طرح روسی مصنف بندلی جوزی دعویٰ کرتا ہے کہ اسلام محض ایک دینی فکر نہ تھا بلکہ ایک اقتصادی و اجتماعی مسئلہ تھا۔

(ماخوذ از قاموس)

۳۔ زکوٰۃ کے وجوب اور مقدار کے متعلق "سنن ابوداؤد شریف" کی دو عبارت سے مفصل معلومات حاصل ہوگی جو درج ذیل ہیں۔

(۱) ۱۲،۴۔ ف۔ نصاب اس حد کو کہتے ہیں جس سے کم میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔

ف۔ اونٹ کا نصاب پانچ اونٹ ہیں اور چاندی کا پانچ اوقیہ ہیں۔ اوقیہ چالیس درم کا ہوتا ہے سب دو سو درم ہوتے ہر ایک درم تین ماشہ اور ایک رتی اور پانچواں حصہ رتی کا ہوتا ہے۔ دو سو درم چھ سو تیس ماشہ ہوئے جس کی ساڑھے باون تولہ چاندی ہوئی۔

یہی نصاب چاندی ہے۔ اور سونے کا نصاب دوسری حدیث میں بیس دینار ہے جس کے ساڑھے سات تولہ ہوتے ہیں یہی نصاب ہے سونے کا۔ جب نصاب کے برابر سونا چاندی ہو تو چالیسواں حصہ نصاب زکوٰۃ کا ہر سال دلوے اور جس قدر زیادہ روپیہ اشرفیاں ہوں اس میں سہل حساب یہ ہے کہ فیصدی دو روپیہ آٹھ آنے دے یہی چالیسواں حصہ ہے۔ اور پیداوار کا نصاب پانچ وسق فرمایا وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور صاع آٹھ رطل اور رطل آدھ سیر کا تو ساٹھ صاع کے چھ من ہوئے چالیس سیر کے حساب سے اور پانچ وسق سے تیس من ہوئے اگر اس قدر پیداوار غلہ یا میوہ ہو تو اس میں دسواں حصہ یعنی تین من زکوٰۃ دینا ہوگی اس سے کم میں کچھ لازم نہ آوے گا۔

(۱۱) ۱۳۷۸، ف۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے..... وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ يَوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ط هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ۳۵۔

جو لوگ گاڑ رکھتے ہیں سونے اور چاندی کو اور خرچ نہیں کرتے اس کو اللہ کی راہ میں تو ان کو خبر دو دکھ کی مار کی جس دن گرم کیا جاویگا وہ جہنم کی آگ میں پھر داغی جاوینگی ان کی پیشانیاں اور پسلیاں اور پیٹھیں ان کی اور کہا جاویگا یہ وہ ہے جو جوڑ رکھا تھا تم نے اپنے واسطے اب چکھو اس کا مزہ جس کو تم جوڑتے تھے۔ لغت میں کنز اس مال کو کہتے ہیں جس کی زکوٰۃ نہ دی جائے ــــ عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ ایک عورت آئی رسول اللہ کے پاس اس کی بیٹی بھی اس کے ساتھ تھی اور بیٹی کے ہاتھ میں دو کنگن تھے موٹے موٹے سونے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اس کی زکوٰۃ دیتی ہے وہ بولی نہیں آپ نے فرمایا تجھ کو اچھا معلوم ہوتا کہ خدا قیامت کے دن تجھ کو دو کنگن آگ کے پہنا دے عبداللہ نے کہا اس عورت نے اسی وقت یہ سن کر کنگنوں کو اتارا اور رسول اللہ کے سامنے ڈال

دیا اور کہا یہ اللہ اور رسول کے واسطے ہیں۔

فصل ۱

حکم ادائے زکوٰۃ

(۱) پ ۱ س ۲ - آیت ۱۱۰ -

- وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ ؕ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِکُمْ

اور نماز کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو۔ اور جو کچھ بھلائی تم اپنے واسطے آگے

مِّنْ خَیْرٍ تَجِدُوْہُ عِنْدَ اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ﴿۱۱۰﴾

بھیجو گے اُسے اللہ کے پاس پاؤ گے یقیناً تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اس کا خوب دیکھنے والا ہے۔

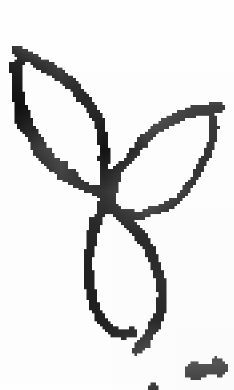
(۲) پ ۵ س ۴ - آیت ۷۷ -

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ قِیْلَ لَھُمْ کُفُّوْٓا اَیْدِیَکُمْ وَ

کیا تُو نے ان لوگوں کے حال پر نظر نہیں کی جن سے کہا گیا تھا کہ اپنے ہاتھوں کو

اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ ....

روکے رہو اور نماز کی پابندی کرو اور زکوٰۃ دیتے رہو۔



(۳) پ ۸ س ۶ - آیت ۱۴۱ -

وَھُوَ الَّذِیْٓ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَیْرَ مَعْرُوْشٰتٍ

اور وہ وہی (اللہ) تو ہے جس نے باغ پیدا کئے (ٹٹیوں پر) چڑھائے ہوئے اور بغیر چڑھائے

وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُکُلُہٗ وَالزَّیْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ

ہوئے اور کھجور کے درخت اور کھیتی کہ ان کے کھانے کی چیزیں مختلف ہوتی ہیں اور

مُتَشَابِھًا وَّغَیْرَ مُتَشَابِہٍ ؕ کُلُوْا مِنْ ثَمَرِہٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ

زیتون اور انار باہم مشابہ (بھی) اور غیر مشابہ بھی اس کے پھلوں میں سے

وَاٰتُوا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ ۖ وَلَا تُسْرِفُوْا ۭ اِنَّهٗ

کھاؤ جب وہ نکل آئے اور اس کا حق (شرعی) اس کے کاٹنے کے دن ادا کر دیا کرو اور

لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ (۱۴۱)

اسراف مت کرو۔ بیشک اللہ اسراف کرنیوالوں کو پسند نہیں کرتا۔

تفسیر نوٹ ۱:۔ اس کا حق دو جس دن کٹے یعنی زکوٰۃ اور مال کی زکوٰۃ ہے برس کے بعد اور اس کی زکوٰۃ اسی دن ہے جس دن ہاتھ لگے۔ جو زمین اپنے ملک میں ہو اور اس میں خراج نہ آتا ہو اس کے محصول میں حق اللہ کا ہے اگر پانی دینے سے ہو تو بیسواں حصہ اور اگر بن پانی دیئے ہو تو دسواں حصہ (قادر)

نوٹ:۔ مندرجہ ذیل آیت میں ادائے زکوٰۃ کا حکم اقامت نماز کے ساتھ ہے۔

(۴)	پ ۱۷ س ۲۲۔ آیت ۷۸۔۔۔۔ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ	دیکھو صفحہ	۱۷۔	شمار	۱۵
(۵)	پ ۱۸ س ۲۴ ” ۵۶ ۔۔۔ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ	”	۱۸۔	”	۱۶
(۶)	پ ۲۲ س ۳۳ ” ۳۳ ۔۔۔ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ	”	۲۰۔	”	۲۰
(۷)	پ ۲۸ س ۵۸ ” ۱۳ ۔۔۔ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ	”	۲۳۔	”	۲۳
(۸)	پ ۲۹ س ۷۳ ” ۲۰ ۔۔۔ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ	”	۲۳	”	۲۴

فصل ۲

رقم زکوٰۃ کا خرچ (مصرف)

پ ۱۰ س ۹۔ آیت ۶۰۔

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَاۗءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ

صدقات (واجبہ) تو صرف غریبوں اور محتاجوں اور کارکنوں کا حق ہیں جو ان پر مقرر

عَلَيۡهَا وَالۡمُؤَلَّفَةِ قُلُوۡبُهُمۡ وَفِي الرِّقَابِ وَالۡغٰرِمِيۡنَ

ہیں نیز ان کا جن کی دلجوئی منظور ہے اور (صدقات کو صرف کیا جائے) گردنوں (کے چھڑانے)

وَفِيۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَابۡنِ السَّبِيۡلِ ؕ فَرِيۡضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ

میں اور قرض داروں (کے قرضہ ادا کرنے) میں اور اللہ کی راہ میں اور مسافروں (کی امداد) میں یہ

وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ حَكِيۡمٌ (۶۰)

(سب) فرض ہے اللہ کی طرف سے۔ اور اللہ بڑا علم والا ہے بڑا حکمت والا ہے۔

۱۔ اِنَّمَا۔ کلمہ حصر ہے یعنی صرف انہی مدوں میں کسی اور مد میں نہیں
۲۔ صدقٰت۔ سے یہاں مراد صدقہ واجب ہے یعنی زکوٰۃ
(ماجد)

۳۔ فقیر۔ وہ نادار ہے جو سوال نہ کرے (ماجد) فقیر کے معنی ہیں جسکے پاس کچھ نہ ہو (تھانوی)

۴۔ مسکین۔ وہ نادار ہے جو سوال کرے (ماجد) مسکین کے معنی ہیں جس کے پاس نصاب سے کم ہو (تھانوی)

۵۔ والعملین۔ یعنی جو ان صدقات کی تحصیل وصول کرنے پر مامور ہیں ان کی تنخواہوں میں۔

۶۔ مؤلفۃ القلوب۔ ..... انسانوں کا ہر وہ گروہ جس کی طرف سے .... اسلامی حکومت کو

کوئی نہ کوئی خطرہ درپیش ہو..... امام اور حکومت وقت کی صوابدید پر ہے .....

۷۔ فی الرقاب: یعنی غلاموں کے آزاد کرانے کی مد میں۔

۸۔ غٰرمین۔ خواہ وہ قرضدار بجائے خود غنی و متمول ہی ہو۔ جس کے پاس دس ہزار روپیہ

موجود ہو اور گیارہ ہزار کا مثلاً قرضدار ہے۔ اس کو زکوٰۃ دینا درست ہے۔ دنیا میں شاید اسلام ہی ایک

ایسا مذہب ہے جس نے مقروضوں کے ساتھ عملی ہمدردی کا سبق دیا ہے اور اس گروہ کو بھی فقراء و

مساکین ہی کی طرح حاجتمند سمجھا ہے۔ فاضل گرامی مولانا گیلانی لکھتے ہیں .. یہ دنیا کا وہ مظلوم گروہ ہے

جس کے ساتھ نیکی اور حسن سلوک تو بڑی بات ہے اس وقت تک دنیا کی حکومتوں نے ان کے ستانے والوں

اور ان پر ظلم و تشدد کا پہاڑ توڑنے والوں کو صرف زبانی نہیں بلکہ قانونی امداد اور اعانت کو اپنا فریضہ

قرار دے رکھا ہے ہر حکومت کی فوجی اور عسکری قوت اس کے لئے تیار رہتی ہے کہ مقروضوں کے ذمہ قرضخواہوں کا

جو دین مطالبہ ہے صرف اصل ہی نہیں۔ بلکہ سود در سود کے ساتھ اس کو وصول کرا دیا جائے خواہ اس راہ میں اس کی ساری جائداد گھر کا سارا اثاثہ ہی کیوں نہ نیلام ہو جائے یہ ایک واقعہ ہے اور تہذیب کی برقی روشنیوں میں سے یہ اندھیر کھلم کھلا اودھم مچائے ہوئے ہے۔ (ماجد)

۹۔ فی سبیل اللّٰہ۔ یعنی مجاہدین کی امداد میں۔ بعض نے حاجیوں کو بھی اس میں شامل کیا ہے بعض نے دینی طالب علموں کو بھی۔ بعض فقہا نے یہاں تک توسیع سے کام لیا ہے کہ طاعت الٰہی میں ہر قسم کے جدوجہد کرنے والوں کو اس میں داخل کر دیا ہے۔

۱۰۔ فریضۃً من اللّٰہ۔ یہ تاکید ہے ان احکام کے واجب العمل ہونے کی۔ (ماجد)

۱۱۔ مصارف زکوٰۃ میں یہ شرط ہے کہ جس کو زکوٰۃ دی جاوے وہ مالک کر دیا جائے بدون تملیک زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ (تھانوی)

تفسیر از مولانا ابوالکلام آزادؒ۔

۱۔ فقرا اُسے کہیں گے جس کے پاس ضروریات زندگی کے لیے کچھ نہ ہو۔۔۔۔ مسکین ایسے اشخاص ہیں جو وسائل معیشت کا اہتمام نہیں کر سکتے۔۔۔۔ فقیر اور مسکین میں یہ فرق ہے کہ فقیر کو سوال کرنے میں عار نہیں ہوتا لیکن مسکین کو اس کی خودداری طلب و الحاج کی اجازت نہیں دیتی۔۔۔۔ حدیث میں آنحضرتؐ نے مسکین کی یہ تعریف کی ہے' جسے ایسے وسائل میسر نہیں کہ تونگر کریں' جس کا فقر ظاہر نہیں کہ لوگ خیرات دیں جو خود سوال کے لیے کھڑا نہیں ہوتا کہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلائے۔ (حدیث ختم)

ایسے علماء دین جو دین کی تعلیم و خدمت کے لئے وقف ہو گئے ہوں اور فکر معیشت کے لیے وقت نہ نکال سکیں مساکین میں داخل ہیں۔۔۔۔ ایسے افراد جن کو نوکری نہ ملتی ہو یا باوجود سعی کامل کے کوئی اور راہ معیشت نہ نکلتی ہو یقیناً مساکین میں داخل ہیں۔۔۔

(۲)۔۔۔۔ یہ خصوصیت صرف اسلام کی ہے۔۔۔۔ کہ ہر مستطیع مسلمان پر ایک خاص ٹیکس مقرر کر دیا جو اسے اپنی تمام آمدنی کا حساب کر کے سال بہ سال ادا کرنا چاہیے۔۔۔۔ اور اسے

اس درجہ اہمیت دی کہ اعمال میں نماز کے بعد اسی کا درجہ ہے...... حضرت مسیح نے یہ نہیں کہا کہ اتنا دیدو بلکہ یہ کہا کہ سب کچھ دیدو...... لیکن چونکہ اسلام کی طرح کوئی معین نظم قائم نہیں کیا اس لئے یہ تعلیم محض زہد و ترک دنیا کا ایک اعلیٰ مقام بن کر رہ گئی۔

(۳)...... قرآن یہ نہیں چاہتا کہ دولت کسی ایک گروہ کی ٹھیکہ داری میں آجائے بلکہ وہ چاہتا ہے کہ دولت ہمیشہ سیر و گردش میں رہے...... یہی وجہ ہے کہ وراثت کا نظام قائم کیا...... اور سود کا لین دین حرام کر دیا...... جس قوم میں سود کا جذبہ ابھرے گا اُس کے غالب افراد شقاوت و محرومی میں مبتلا رہیں گے۔ جس قوم میں خیرات کا جذبہ ابھرے گا اس کا کوئی فرد محتاج و مفلس نہیں رہے گا۔

(۴)...... اگر مسلمان آج اور کچھ نہ کریں صرف زکوٰۃ کا معاملہ ہی احکام قرآنی کے مطابق درست کر لیں...... تو اُن کی تمام اجتماعی مشکلات و مصائب کا حل خود بخود ہو جائے گا۔

(۵) [زکوٰۃ کا نظام شرعی]...... قرآن نے زکوٰۃ کا معاملہ ایک خاص نظام سے وابستہ کر دیا ہے اور اسی نظام کے قیام پر اس کے تمام مقاصد و مصالح کا حصول موقوف ہے۔ زکوٰۃ ایک ٹیکس ہے...... جس طرح آجکل انکم ٹیکس وصول کیا جاتا ہے۔ پس اس کی ادائیگی کا طریقہ یہ نہ تھا کہ ہر شخص خود ہی اپنا ٹیکس نکالے اور خود ہی خرچ بھی کر ڈالے بلکہ یہ تھا کہ حکومت اپنے کلکٹروں کے ذریعہ ہر شخص سے وصول کر کے بیت المال میں جمع کرے اور پھر ضروریات وقت کے مطابق جس مصرف کو مقدم دیکھے اس میں خرچ کرے۔

(۶)...... بنو امیہ کے زمانہ میں جب نظام خلافت بدل گیا اور حکام ظلم و تشدد پر اتر آئے تو بعض لوگوں کو خیال ہوا کہ ایسے لوگ ہماری زکوٰۃ کے کیوں امین سمجھے جائیں لیکن تمام صحابہ نے یہی فیصلہ کیا کہ زکوٰۃ انہیں کو دینی چاہیئے...... عہد عباسیہ تک یہ نظام بلا استثناء قائم رہا لیکن ساتویں صدی ہجری میں جب تاتاریوں کا سیلاب تمام اسلامی ممالک میں امنڈ

آیا اور نظام خلافت معدوم ہو گیا تو سوال پیدا ہوا کہ اب کیا کرنا چاہیئے ...... اس وقت پہلے پہل اس بات کی تخم ریزی ہوئی کہ زکوٰۃ کی رقم بطور خود خرچ کر ڈالی جائے ...... مگر ساتھ ہی فقہا نے اس پر بھی زور دیا کہ جن ملکوں میں اسلامی حکومت قائم نہیں رہی ہے ...... وہاں مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ کسی اہل مسلمان کو اپنا امیر مقرر کر لیں تاکہ اسلامی زندگی کا نظام قائم رہے۔

اگر کہا جائے کہ .... اسلامی حکومت قائم نہیں۔ اس لئے ..... انفرادی طور پر خرچ کرنے لگے تو شرعاً اور عقلاً یہ عذر مسموع نہیں ہو سکتا ..... کس نے مسلمانوں کے ہاتھ اس بات سے باندھ دیئے تھے کہ اپنے اسلامی معاملات کے لئے ایک امیر منتخب کر لیں یا ایک مرکزی بیت المال پر متفق ہو جائیں یا دیسی ہی انجمن بنا لیں جیسی انجمنیں بے شمار غیر ضروری باتوں کے لئے ـــــ انھوں نے جا بجا بنا لی ہیں ..... لوگ اصلاح کیلئے طرح طرح کے ہنگامے بپا کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں انجمنوں اور قومی چندوں کے ذریعہ وقت کی مشکلوں اور مصیبتوں کا علاج ڈھونڈ نکالیں گے حالانکہ مسلمانوں کے لئے اصلی سوال یہ نہیں ہے کہ کوئی نیا طریقہ ڈھونڈھ نکالیں سوال یہ ہے کہ اپنے گم گشتہ طریقہ کا کھوج لگائیں۔

درازیِ شب و بیداری من ایں ہمہ نیست
زبخت من خبر آرید تا کجا خفت است

(۷) اگر محض دولتمند افراد کے عطیوں اور قومی انجمنوں کے نظام سے قوم کا اقتصادی مسئلہ حل ہو سکتا تو آج یورپ اور امریکہ سے بڑھ کر کون ہے جو ان دونوں باتوں کا انتظام کر سکتا ہے؟ لیکن معلوم ہے کہ ان کا کوئی قومی فنڈ اور کوئی قومی نظام بھی نچلے طبقوں کی بیکاری اور متوسط طبقہ کا افلاس روک نہ سکا۔ اور اب اجتماعی مسئلہ کا ہلاکت آفریں خطرہ ان کے سروں پر منڈلا رہا ہے ..... اس صورت حال کا علاج صرف

وہی ہے جو اسلام نے تیرہ سو برس پہلے تجویز کیا تھا یعنی قانون سازی کے ذریعہ قوم کی پوری کمائی کا ایک خاص حصہ کمزور افراد کی خبر گیری کے لئے مخصوص کر دینا کہ .....

"تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَاءِ بِهِمْ فَتُرَدُّ اِلٰى فُقَرَاءِ بِهِمْ"

اور کہ

"كَیْ لَا يَكُوْنَ دُوْلَةً بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ" (پ ۲۸ س ۵۹ - آیت ۷)

(۸) ...... زکوٰۃ کی نوعیت عام خیرات کی سی نہیں بلکہ یہ اپنے معنوں میں ایک انکم ٹیکس ہے جو اسلامی حکومت نے ہر کمانے والے فرد پر لگا دیا تھا بشرطیکہ اس کی کمائی اس کی ذاتی ضروریات زندگی سے زیادہ ہو۔

موجودہ زمانہ کے انکم ٹیکس میں اور اس میں دو باتوں کا فرق ہے۔ ایک یہ کہ اپنی نوعیت میں یہ زیادہ وسیع ہے یعنی صرف کاروبار کی گھٹتی بڑھتی آمدنی ہی پر عائد نہیں ہوتا بلکہ اندوختہ پر بھی واجب ہوتا ہے اگرچہ اس سال کوئی آمدنی نہ ہوئی ہو...... نیز ملکیتیں.... جو بڑھنے کی استعداد رکھتی ہوں مثلاً مویشی دوسری یہ کہ مقصد کے لحاظ سے یہ ایک خاص مصرف رکھتا ہے جس کی مختلف صورتیں متعین کر دی گئی ہیں۔ اسٹیٹ کو حق نہیں کہ ان مصارف کے علاوہ کسی دوسرے مصرف میں خرچ کرے۔

(۹) قرآن نے یہودیوں کی اس گمراہی کا ذکر کیا ہے جو انہوں نے احکام شرع کی تعمیل سے بچنے کے لئے شرعی حیلے نکال لئے تھے افسوس ہے کہ مسلمانوں میں بھی اس گمراہی نے سر اُٹھایا حتیٰ کہ حیلہ کا معاملہ بعض کتب فقہ کا ایک مستقل باب بن گیا۔ ازاں جملہ ایک حیلہ زکوٰۃ کے باب میں بھی مشہور ہے .... کہ جو شخص زکوٰۃ سے بچنا چاہے وہ کسی آدمی سے بخش دینے اور بخشوا لینے کا فرضی معاملہ کرے...... مثلاً شوہر نے اپنی بیوی سے رجب کے مہینے میں کہہ دیا کہ میں نے اپنا مال تجھے ہبہ کر دیا اس نے کہا قبول اب شوہر پر زکوٰۃ نہیں رہی..... البتہ بیوی پر پڑ گئی بشرطیکہ بارہ مہینہ گذر جائیں لیکن وہ بارہ مہینہ کیوں گذرنے دیگی۔ وہ جمادی الاول میں شوہر سے

کہہ دے گی میں نے تمام مال اب تمہیں ہبہ کر دیا اس طرح اس نیک بخت سے بھی زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی ــــــ لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ احکام شرع کی تعمیل میں اس طرح کی حیلہ بازی نکالنی فسق و ضلالت کا انتہائی مرتبہ ہے ..... اور صرف عملی زندگی ہی کو نہیں بلکہ ایمان و فکر کو بھی تاراج کر دینے والا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جونہی اس طرح کے حیلوں کا چرچا پھیلا تمام سلف امت نے اس پر انکار عظیم کیا اور آئمہ و فقہا میں کوئی نہیں جس نے انہیں جائز رکھا ہو۔

(۱۰) حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں نے کوئی خاص اسلامی عمل ہی ترک نہیں کر دیا ہے بلکہ ان کی پوری زندگی غیر اسلامی ہو گئی ہے ...... زاویہ نگاہ غیر اسلامی ہو گیا ہے وہ اگر اسلامی احکام پر عمل بھی کرنا چاہتے ہیں تو غیر اسلامی طریقہ سے اور یہ دینی تنزل کی انتہا ہے۔

(۱۱) یہ سمجھنا غلط ہے کہ زکوٰۃ دیدینے کے بعد انفاق و خیرات کے تمام اسلامی فرائض ختم ہو جاتے ہیں..... اسلام نے مسلمانوں کو جس طرح کی زندگی بسر کرنے کی تلقین کی ہے وہ محض اپنی اور اپنے بیوی بچوں کے لئے ہی کی زندگی نہیں ہے بلکہ منزلی۔ خاندانی۔ معاشرتی جماعتی اور انسانی فرائض کی ادائیگی کی ایک پوری آزمائش ہے اور جب تک ایک انسان اس آزمائش میں پورا نہیں اترتا اسلامی زندگی کی لذت اس پر حرام ہے۔

اس پر اس کے نفس کا حق ہے۔ بیوی بچوں کا حق ہے۔ والدین کا حق ہے رشتہ داروں کا حق ہے ہمسایہ کا حق ہے اور پھر تمام نوع انسانی کا حق ہے۔ اس کا فرض ہے کہ اپنی استطاعت اور مقدور کے مطابق یہ تمام فرائض ادا کرے ...... یہی وجہ ہے کہ قرآن نے اعمال میں سے کسی عمل پر اتنا زور نہیں دیا جس قدر نماز اور انفاق پر...... مومن ▪ ہیں جن کا ہاتھ ہمیشہ کھلا رہتا ہے۔

(۱۲) یہ سمجھنا کہ جہاں سال میں ایک مرتبہ زکوٰۃ کا ٹیکس دیدیا۔ انفاق فی سبیل اللہ کے تمام مطالبات پورے ہو گئے صریح قرآن کی تعلیم سے اعراض کرنا ہے۔ زکوٰۃ تو ایک خاص

قسم کا ٹیکس ہے۔ اور ایک خاص مقصد کے لئے لگایا گیا ہے جو سال میں ایک مرتبہ دینا پڑتا ہے لیکن ہماری زندگی کا ہر چوبیس گھنٹہ ہم سے انفاق کا مطالبہ کرتا ہے اگر ہم اسلامی زندگی کا توشہ لے کر دنیا سے جانا چاہتے ہیں تو ہمارا فرض ہے کہ حسب استطاعت اس کے تمام مطالبات پورے کریں۔

فصل ۳

زکوٰۃ دینے والوں کی تعریف ثواب صفت

(۱) پ ۲ س ۲۔ آیت ۱۷۷:۔

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَ

طاعت یہ نہیں ہے کہ تم اپنا منہہ مشرق یا مغرب کی طرف پھیر لیا کرو بلکہ طاعت

الْمَغْرِبِ وَ لٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ ..... وَاٰتَى الزَّكٰوةَ

یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ پر ایمان لائے اور زکوٰۃ ادا کرے

.... اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ط وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ (۱۷۷)

یہی لوگ ہیں جو سچے اترے اور یہی لوگ تو متقی ہیں

(۲) پ ۳ س ۲۔ آیت ۲۷۷:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا .... وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ

بیشک جو لوگ ایمان لائے اور زکوٰۃ دی ان کے لئے ان

عِنْدَ رَبِّهِمْ ج وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (۲۷۷)

کا اجر ان کے پروردگار کے پاس ہے نہ ان پر کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

(۳) پ ۶ س ۴ - آیت ۱۶۲ :-

......وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ......اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ

اور زکوٰۃ کے ادا کرنے والے ہیں.... ایسوں کو ہم اجرِ عظیم

اَجْرًا عَظِيْمًا (۱۶۲)

ضرور دیں گے۔

(۴) پ ۹ س ۷ - آیت ۱۵۶ :-

......قَالَ عَذَابِيْٓ اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ ج

(اللہ نے) فرمایا اپنا عذاب میں اوسی پر واقع کرتا ہوں جس کے لئے چاہتا ہوں

وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ط فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ

اور میری رحمت تو ہر چیز پر پھیلی ہوئی ہے سوائے ان لوگوں کیلئے تو ضرور ہی لازم کردوں کا جو

يَتَّقُوْنَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا

خوف خدا رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور جو لوگ ہماری نشانیوں پر ایمان

يُؤْمِنُوْنَ (۱۵۶)

رکھتے ہیں۔

(۵) پ ۱۰ س ۹ - آیت ۷۱ :-

......وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ ......اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ط

اور زکوٰۃ دیتے رہتے ہیں

یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ ان پر ضرور

اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (۷۱)

رحمت کریگا بیشک اللہ بڑا اختیار والا ہے بڑا حکمت والا ہے۔

نوٹ :- آیت نمبر شمار ۱-۲-۳- ۵ -میں زکوٰۃ کا ذکر نماز کے

ذکر کے ساتھ آیا ہے۔

(۶) پ ۱۸ س ۲۳ - آیت ۱ - ۱۴ -

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ (۱) الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ

یقیناً (وہ) مومنین فلاح پا گئے جو اپنی نماز میں خشوع رکھنے

خٰشِعُوْنَ (۲) وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ (۳)

والے ہیں اور جو لغو (بات) سے برکنار رہنے والے ہیں

وَالَّذِیْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ (۴)

اور جو (اپنا) تزکیہ کرنے والے ہیں (زکوٰۃ) کے ادا کرنے والے ہیں ۔

نوٹ :- الزکوٰۃ کے اگر اصطلاحی فقہی معنی لیے جائیں جب بھی کوئی مضائقہ نہیں

اور بہت سے حضرات اسی طرف گئے ہیں (ماجد)

(۷) پ ۱۹ س ۲۷ - آیت ۱ - ۲ - ۳ -

طٰسٓ تف تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتَابٍ مُّبِيْنٍ (۱)

یہ آیتیں ہیں قرآن اور ایک واضح کتاب کی

هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ (۲) الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ

(موجب) ہدایت و بشارت ہے ایمان والوں کے لئے جو نماز کی پابندی کرتے رہتے

وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ (۳)

ہیں اور زکوٰۃ دیتے رہتے ہیں ۔ اور آخرت پر پورا یقین رکھتے ہیں ۔

(۸) پ ۲۱ س ۳۰ - آیت ۳۹ -

وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ

اور جو دیتے ہو بیاج پر کہ بڑھتا رہے لوگوں کے مال میں سو وہ نہیں بڑھتا

فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ

اللہ کے یہاں اور جو دیتے ہو زکوٰۃ سے چاہ کر رضامندی اللہ کی سو یہ

وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ (۳۹) نوٹ از ترجمہ شیخ الہندؒ۔

وہی ہیں جن کے دونے ہوئے۔

تفسیر۔ مولانا عثمانیؒ۔

یعنی سود بیاج سے گو بظاہر مال بڑھتا دکھائی دیتا ہے لیکن حقیقت میں گھٹ رہا ہے جیسے کسی آدمی کا بدن ورم سے پھول جائے وہ بیماری یا پیام موت ہے۔ اور زکوٰۃ نکالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مال کم ہوگا فی الحقیقت وہ بڑھتا ہے جیسے کسی مریض کا بدن مسہل اور تنقیہ سے گھٹتا دکھائی دے مگر انجام اس کا صحت ہو۔ سود اور زکوٰۃ کا حال بھی انجام کے اعتبار سے ایسا ہی سمجھ لو۔

(۹) پ ۲۱ س ۳۱ ۔ آیت ۱ ۔ ۲ ۔ ۳ ۔ ۴ ۔ ۵

الٓمّٓ (۱) تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ (۲) هُدًى وَّ

یہ آیتیں ہیں ایک پرحکمت کتاب کی جو ہدایت اور

رَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ (۳) الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ

رحمت ہے نیک کاروں کے حق میں جو نماز کو قائم رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے

وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ (۴)

ہیں اور وہ لوگ آخرت کا پورا یقین رکھتے ہیں یہی

اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ

لوگ ہیں اپنے پروردگار کی طرف سے راہ ہدایت پر اور یہی لوگ پوری فلاح

الْمُفْلِحُوْنَ (۵)

پانے والے ہیں۔

فصل ۴

ذکر ان لوگوں کا جو زکوٰۃ ادا کرنے میں غفلت نہیں کرتے

پ ۱۸ س ۲۴ - آیت ۳۷ - ۳۸ -

رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللَّهِ

ایسے لوگ جنہیں تجارت غفلت میں ڈال دیتی ہے نہ (خرید و) فروخت اللہ کی یاد سے

وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ ۙ يَخَافُونَ يَوْمًا

اور نہ نماز پڑھنے سے اور نہ زکوٰۃ دینے سے وہ ڈرتے رہتے ہیں

تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ (۳۷)

ایسے دن سے جس میں دل اور آنکھیں الٹ جائیں گی۔

لِيَجْزِيَهُمُ اللَّهُ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا وَيَزِيدَهُم

انجام یہ ہوگا کہ اللہ ان کو ان کے اعمال کا بہت ہی اچھا بدلہ دیگا اور ان کو اپنے

مِّن فَضْلِهِ ۗ وَاللَّهُ يَرْزُقُ مَن يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ (۳۸)

فضل سے اور بھی زیادہ دیگا اور اللہ جسے چاہتا ہے بے شمار دے دیتا ہے۔

فصل ۵

زکوٰۃ ادا نہ کرنیوالے

(۱) پ ۱۰ س ۹ - آیت ۳۴ - ۳۵ -

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْأَحْبَارِ

اے ایمان والو اہل کتاب کے اکثر علماء و مشائخ لوگوں کے مال

وَالرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَ

باطل طریقوں پر کھاتے (اڑاتے) رہتے ہیں اور لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے رہتے ہیں

يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ

اور جو لوگ سونا چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور اس کو خرچ نہیں کرتے اللہ کی راہ میں آپ

وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ

انھیں ایک دردناک عذاب کی خبر سنا دیجئے۔ یہ اس روز (واقع ہوگا) جبکہ اس

بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ (۳۴) يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ

(سونے چاندی) کو دوزخ کی آگ میں تپایا جائے گا پھر اس سے ان کی پیشانیوں کو

فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ۭ

اور ان کے پہلوؤں کو اور ان کی پشتوں کو داغا جائے گا یہی ہے وہ جسے تم اپنے

هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ (۳۵)

واسطے جمع کرتے رہے تھے سو اب مزہ چکھو اپنے جمع کرنے کا۔

تفسیر۔ (۱) اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرنا۔ یعنی شریعت کے واجب کئے ہوئے مصارف خیر میں۔

(۲) کنز کے لغوی معنیٰ اس مال کے ہیں جو کسی ظرف میں محفوظ کر کے رکھا گیا ہو یا زیر زمین دفن کر دیا گیا ہو۔ لیکن حدیث نبوی اور اصطلاح شرعی میں کنز سے مراد وہ مال لیا گیا ہے جس کی زکوٰۃ ادا نہ کیجائے اور جس کی زکوٰۃ ادا ہوتی رہے اس پر اطلاق کنز کا نہ ہوگا۔

(۳) محدث بیہقی نے...... ابن عمرؓ صحابی سے روایت کی ہے کہ جس مال کی زکوٰۃ ادا ہو چکی وہ کنز نہیں چاہے زمین کے سات پردوں میں گڑا ہوا اور جس کی زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی وہ کنز ہے چاہے سطح زمین پر کھلا پڑا ہو۔ (ماجد)

(۴) چونکہ پچھلی آیت میں احبار و رہبان کا ذکر کیا گیا تھا اس لئے آیت ۳۴ میں خصوصیت

کے ساتھ مسلمانوں کو مخاطب کرکے ان کی حالت بیان فرمائی ہے تاکہ اس سے نصیحت پکڑیں۔

(آزاد)

نوٹ:۔ مندرجہ بالا مختصر عبارت کے بعد مولانا آزاد نے یہود و نصاریٰ کے علماء و مشائخ کی بابت مفصل حالات لکھے ہیں۔ گو اس آیت کریمہ کی تفسیر سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے لیکن چونکہ بعض باتیں حیرت ناک اور سبق آموز ہیں اس لئے باوجود اس کے کہ اس سلسلہ تفسیر سے غیر متعلق ہیں چند باتیں سطور ذیل میں نقل کیجاتی ہیں۔ وھو ہذا

"بادشاہوں اور امیروں کی مطلب براریوں کے لئے حلال کو حرام، حرام کو حلال بنا دیتے اور اس کے فتوے دے کر انعام و اکرام لیتے...... حکموں کو توڑ مروڑ کر طرح طرح کے حیلہ بہانے نکال کر ایسی صورتیں نکال لیتے کہ امیروں کی ہوائے نفس پوری ہو جائے..... راہبوں میں سے جو شخص زیادہ شہرت حاصل کر لیتا...... لوگ ...... ہر طرح کی حاجتیں لے کر اس کے پاس آتے اور وہ ان سے طرح طرح کی نذریں لے کر انھیں یقین دلاتا کہ تمھاری حاجت روائی کا سامان ہو گیا...... تمام مذہبی اعمال و رسوم کے لئے باقاعدہ قیمتیں مقرر کر دی تھیں .... حتیٰ کہ کوئی خدا سے دعا بھی نہیں کرا سکتا۔ جب تک کہ اس کا مقررہ نذرانہ ادا نہ کردے ..... علماء یہود نے تورات خوانی کو پیشہ بنا لیا تھا..... مغفرت کے پروانہ فروخت کئے جانے لگے..... مورخین نے تصریح کی ہے کہ اس تجارت کو اس قدر فروغ ہوا تھا کہ کاروباری آدمیوں نے روپے سے اس کی فروخت کا ٹھیکہ لینا شروع کر دیا تھا...... طرح طرح کے ترکات اور آثار بنائے تھے اور عوام کے دلوں میں اعتقاد پیدا کر دیا تھا کہ جس کسی نے ان کی زیارت کر لی یا انھیں چھو لیا اُسے دین و دنیا کی ساری برکتیں مل گئیں..... آج مسلمان اور مسلمانوں کے علماء مشائخ اپنی حالت پر نظر ڈالیں اور غور کریں کہ کیا وہ بھی ٹھیک ٹھیک احبار و رہبان کے قدم بہ قدم نہیں چل رہے ہیں..... حضرت شاہ ولی اللہ نے اب سے دو سو برس پہلے فوز الکبیر میں لکھا تھا کہ اگر احبار یہود کی حالت دیکھنی چاہتے ہو تو آج کل کے علماء کو دیکھ لو اور اگر

عیسائیوں کے رہبانی کا نقشہ کھینچنا چاہتے ہو تو آج کل کے مشائخ کے سامنے بیٹھ کر کھینچ لو۔"

(۲) پ ۲۴ س ۴۱ - آیت ۶ - ۷ :-

......وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِينَ (۶) الَّذِينَ لَا يُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ

تباہی ہے ان مشرکوں کے لئے جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور

وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ (۷)

آخرت کے منکر ہیں۔

(ترجمہ و تفسیر تفہیم القرآن جلد ۴)

(۱) تفسیر:- یہاں زکوٰۃ کے معنی میں مفسرین کے درمیان اختلاف ہے .... دوسرا گروہ جس میں قتادہ ...... جیسے مفسرین شامل ہیں اس لفظ کو یہاں بھی زکوٰۃ مال ہی کے معنی میں لیتا ہے اس تفسیر کے لحاظ سے آیت کا مطلب یہ ہے کہ تباہی ہے ان لوگوں کے لئے جو شرک کر کے خدا کا اور زکوٰۃ نہ دے کر بندوں کا حق مارتے ہیں۔

(۲) تفسیر (نعیم) یہ منع زکوٰۃ سے خوف دلانے کے لئے فرمایا گیا تاکہ معلوم ہو کہ زکوٰۃ کو منع کرنا ایسا برا ہے کہ قرآن کریم میں مشرکین کے اوصاف میں ذکر کیا گیا ..... قتادہ نے اس کے معنی یہ لئے ہیں کہ جو لوگ زکوٰۃ کو واجب نہیں جانتے اس کے علاوہ اور بھی اقوال ہیں۔

فصل ۶

زکوٰۃ بلا مخصوص عنوان (متفرق)

نوٹ:- مندرجہ ذیل آیت میں زکوٰۃ کا ذکر نماز کے ساتھ ارشاد ہے

۱- پ ۱۰ س ۵- آیت ۵۵ - دیکھو باب ۳ - فصل ۱۴ - شمار ۲ صفحہ ۵۷

۲- پ ۱۰ س ۹- آیت ۵ 〃 〃 〃 ۵ 〃 ۵۸

۳- پ۱۰ س۹- آیت ۱۱- دیکھو باب ۳ فصل ۱۴- شمار ۶ صفحہ ۵۸

۴- پ۱۱ س۹ 〃 ۱۸ 〃 〃 〃 ۷ 〃 ۵۹

۵- پ۱۷ س۲۲ 〃 ۴۱ 〃 〃 〃 ۸ 〃 ۵۹

فصل ۷

زکوٰۃ- اقوام مذاہب و ملل سابق

نوٹ:- مندرجہ ذیل آیات میں زکوٰۃ کا ذکر نماز کے ساتھ ارشاد ہے

۱- پ۱ س۲- آیت ۴۳- لاحظہ ہو باب ۳- فصل ۱۵- شمار ۱ صفحہ ۶۱

۲- پ۱ س۲- آیت ۸۳ 〃 〃 〃 ۲ 〃 ۶۱

۳- پ۶ س۵- ۱۲ 〃 〃 〃 ۵ 〃 ۶۲

۴- پ۱۶ س۱۹- ۳۱ 〃 〃 〃 ۱۰ 〃 ۶۴

۵- 〃 〃 ۵۵ 〃 〃 〃 ۱۱ 〃 ۶۴

۶- پ۱۸ س۲۱ ۷۳ 〃 〃 〃 ۱۳ 〃 ۶۵

۷- پ۳۰ س۹۸ ۵ 〃 〃 〃 ۱۶ 〃 ۶۶

باب ۵

روزہ

(چند تشریحی امور)

(۱) صوم کے معنی لغت میں رکنے کے ہیں ..... اصطلاح شرعی میں خالص اللہ کے واسطے کھانے پینے ..... اور دیگر ممنوعات شرعیہ سے فجر سے غروب آفتاب تک رکنے کو صوم کہتے ہیں

(۲) روزہ [رمضان] سنہ ۲ھ میں فرض ہوا۔

(۳) روزہ دین کی ان بنیادی احکام میں سے ہے جو تمام امتوں میں مشترک رہے ہیں ..... اگرچہ آداب و شرائط میں فرق رہا ہو..... قرآن کریم میں حضرت مریم کے قصہ میں ان کا قول نقل کیا گیا ہے (ترجمہ) آیۃ کریمہ" میں نے رحمٰن کے نام پر روزہ کی نیت کر رکھی ہے لہٰذا آج کسی سے نہ بولوں گی" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں روزہ کی شرائط میں سے ایک شرط خاموشی بھی تھی۔

(۴) روزہ کوئی سزا نہیں ہے ..... بلکہ یہ ایک جسمانی و روحانی ریاضت ہے جسمیں بہت سے منافع متصور ہیں۔

(۵) ایک حدیث میں رسول اکرم صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ (ترجمہ" روزہ ڈھال ہے" اور دوسری حدیث میں فرمایا ہے کہ" روزے نصف صبر ہیں اور جو روزہ اُن مقاصد کا وسیلہ نہ بنے اس کو مردود قرار دیا ہے۔

(۶) روزہ ایک ایسا عمل ہے جس کا علم خدا کے سوا کسی کو نہیں ہو سکتا — اگر روزہ دار خود ہی ظاہر نہ کرے ..... ان امور کے علاوہ روزہ اور متعدد معاشرتی۔ معاشی۔ سیاسی اور طبی فوائد پر مشتمل ہے۔ (ماخوذ از قاموس القرآن)

(۷) بدگوئی بدنظری بدزبانی حرام ہمیشہ ہی ہیں رمضان میں حرام تر ہو جاتی ہیں۔

SIR W.T. ARNOLD مسیحی معاندین کے جواب میں لکھتے ہیں کہ ماہ رمضان کے روزوں کے سلسلہ میں صرف اس قدر کہنا ہے کہ دین کا یہ رکن بجائے خود اس خیال کی تردید کے لئے کافی ہے کہ اسلام کی ترویج عیش پرستیوں کے جائز کر دینے سے ہوئی ہے ۔ کارلائل کے بقول محمد کا مذہب تن آسانی کا مذہب نہیں ہے ۔ (ماجد)

فصل ۱

احکام

(۱) پ ۲ س ۲ - آیت ۱۸۳ ۱-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ

اے ایمان والو تم پر روزے فرض کئے گئے جیسا کہ اُن لوگوں پر فرض کئے گئے تھے

عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (۱۸۳)

جو تم سے قبل ہوئے ہیں عجب نہیں کہ تم متقی بن جاؤ ۔

تفسیر - نوٹ ۱ - صیام جمع ہے صوم کی۔صوم یا روزہ اصطلاح شریعت میں اُسے کہتے ہیں کہ انسان طلوع فجر سے غروب آفتاب تک اپنے کو کھانے پینے اور عمل زوجیت سے روکے رہے

جو روزے فرض ہیں وہ ماہ رمضان کے ہیں۔غیبت فحش بد زبانی وغیرہ زبان کے تمام گناہوں سے روزہ میں بچے رہنے کی سخت تاکیدیں حدیث میں آئی ہیں۔

جدید و قدیم سب طبیبن اس پر متفق ہیں کہ روزہ جسمانی بیماریوں کے دور کرنے کا بہترین علاج اور جسم انسانی کیلئے ایک بہترین مصلح ہے ...... ماجد

نوٹ ۲ - کما ..... من قبلکم ۱ - روزہ کسی نہ کسی صورت میں تو دنیا کے تقریباً

ہر مذہب اور ہر قوم میں پایا جاتا ہے جیسا کہ انسائکلوپیڈیا برٹانیکا طبع چہاردہم کی جلد ۹۔ صفحہ ۱۰۶۔ اور جلد ۱۰ صفحہ ۱۹۳ سے ظاہر ہے ..... روزہ شریعت موسوی کا ایک اہم اور مشہور جزو ہے۔

مذاہب عالم سے اتنی گہری واقفیت کہ صاف صاف ان میں جزو مذہب ہونے کی خبر دیدی ...... ہزار بارہ سو سال پیشتر عرب جیسے دور افتادہ اور دنیا کے ہر ملک سے بے تعلق جزیرہ نما میں ایک اُمی کیلئے کسی طرح ممکن نہیں۔ بجز وحی الٰہی کے توسط کے۔ (ماجد)

نوٹ ۳:۔ لعلکم تتقون ؛۔ روزہ تعمیل ارشاد خداوندی میں تزکیہ نفس۔ تربیت جسم دونوں کا ایک بہترین دستور العمل ہے۔ لعلکم تتقون کے ارشاد سے اسلامی روزہ کی اصل غرض اور غایت کی تصریح ہوگئی کہ اس سے مقصود تقویٰ کی عادت ڈالنا اور امت و افراد کو متقی بنانا ہے۔ تقویٰ نفس کی ایک مستقل کیفیت کا نام ہے ..... اس عالم میں تقویٰ اختیار کر لینے سے (یعنی جتنی عادتیں صحت روحانی وحیات اخلاقی کے حق میں مضر ہیں ان سے بچے رہنے سے) عالم آخرت کی لذتوں اور نعمتوں سے لطف اٹھانے کی صلاحیت ..... پوری طرح پیدا ہو کر رہتی ہے ..... مسیحی اور یہودی روزوں کی حقیقت بس اتنی ہے کہ وہ یا تو کسی بلا کو دفع کرنے کے لئے رکھے جاتے ہیں یا کسی فوری اور مخصوص روحانی کیفیت حاصل کرنے کو۔ (ماجد)

نوٹ ۴:۔ ۲ھ میں رمضان کے روزوں کا یہ حکم قرآن میں نازل ہوا۔ (مودودی)

نوٹ ۵:۔ یہ حکم (روزہ رکھنے کا) حضرت آدم کے زمانہ سے اب تک برابر جاری رہا ہے گو تعین ایام میں اختلاف ہو (ہند)

(۲) پ ۲ س ۲۔ آیت ۱۸۴۔

اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى

(یہ روزے) گنتی کے چند روز کے (ہیں) پھر تم میں سے جو شخص بیمار ہو یا سفر میں

سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَی الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَهٗ

ہو اسے دوسرے دنوں کا شمار رکھنا (لازم ہے) اور جو لوگ اُسے مشکل سے

فِدْیَةٌ طَعَامُ مِسْکِیْنٍ ؕ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَهُوَ خَیْرٌ لَّهٗ ؕ

برداشت کرسکیں ان کے ذمہ فدیہ ہے (کہ وہ) ایک مسکین کا کھانا ہے اور جو کوئی خوشی خوشی نیکی کرے بس

وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (۱۸۴)

کے حق میں بہتر ہے، اور اگر تم علم رکھتے ہو تو بہتر تمہارے حق میں یہی ہے کہ تم روزے رکھو۔

تفسیر۔ نوٹ ۱۔ اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ یعنی ان فرض روزوں کی ایک متعین تعداد ہے جیساکہ ڈسپلن (تنظیم یا باقاعدگی) کا اقتضا ہے ..... وحدت امت کے لحاظ سے لازمی تھا کہ ایک متعین حدود کے ساتھ ساری امت کیلئے مقرر ہو۔ ضمناً یہ پہلو بھی نکل آیا کہ ان فرض روزوں کی تعداد کچھ بہت بڑی نہیں ..... سال بھر میں کل ۲۹ یا ۳۰ دن۔

نوٹ ۲۔ مریضًا ..... مراد ایسی بیماری سے ہے جو روزہ رکھنے میں خلل انداز ہو..... محض مریض کسی درجہ میں ہونا اجازت ترک صوم کیلئے کافی نہیں..... بیماری کی کوئی متعین حد شریعت نے نہیں بتائی ہر شخص اپنے حالات کے لحاظ سے اپنی ضمیر کی روشنی میں اس کا فیصلہ کرسکتا ہے۔

نوٹ ۳۔ علیٰ سَفَرٍ۔ سفر کے اندازے شریعت نے مقرر کردیئے ہیں..... لیکن خود ان اندازوں میں اختلاف صحابہ رضی اللہ عنہا کے زمانہ سے اب تک چلا آرہا ہے۔ ابن عمرؓ و ابن عباسؓ صحابیوںؓ اور فقیہ ثوری کا مذہب یہ ہے کہ سفر شرعی کا اطلاق ۳۔ دن کی مسافت والے سفر پر ہوتا ہے۔ حنفیہ کے ہاں بھی فتویٰ تین ہی دن کی مقدار سفر پر ہے۔ گو دوسرے آئمہ کے یہاں دو روز بلکہ ایک روز کے سفر پر بھی افطار جائز ہے۔

نوٹ ۴۔ فعدۃٌ من ایام اُخَرَ ؕ۔ یہ حکم نہیں اجازت ہے (یعنی اگلے بیماری یا سفر کے دوران روزے چھوٹ گئے ہوں) زیادہ تکلیف کی حالت میں ترک صوم ہی بہتر سمجھا گیا ہے۔

نوٹ ۵:۔ یُطِیقُونَہٗ ۔میں ضمیر صوم کی طرف ہے۔یعنی .... روزہ کا تحمل انہیں مشکل ہی سے ہو سکے۔مشقت بہت زائد اٹھانی پڑے۔ مثلاً زیادہ بوڑھے اشخاص۔یا حاملہ اور مرضعہ عورتیں طاقت اور وسعت ان دو لفظوں میں اہل لغت نے فرق کیا ہے۔وسعت تو گویا امکان کے مرادف ہے۔اور طاقت میں یہ مفہوم شامل ہے کہ وہ کام کرنے والے کی قدرت میں تو ہو لیکن اس کے کرنے میں مشقت بہت زیادہ پڑے .... کھلے معنی یہ ہیں کہ "وہ لوگ جو تکلیف کے ساتھ روزہ رکھ سکیں"۔... ابن عباسؓ کی قرأت میں تو یُطوَّقُونَہٗ ہے ۔جو صاف مرادف یُکَلَّفُونَہٗ کا ہے .....تابعین بلکہ صحابیوں کی متعدد روایتوں میں اس سے مراد بوڑھے بوڑھیاں ہی لی گئی ہیں اور متعدد مفسروں نے بھی یہ ہی سمجھا ہے۔اور آیت کو منسوخ قرار دینے کی کوئی وجہ موجود نہیں ہے۔

نوٹ ۶:۔ فدیۃٌ طعامُ مسکین:۔یعنی جن بوڑھے بوڑھیوں ناتوانوں کے لئے روزہ رکھنا بہت تعب کا باعث ہو انہیں اختیار ہے کہ بجائے روزہ رکھنے کے ایک غریب کو روزانہ کھانا کھلادیا کریں۔اور کھانے کا معیار وہ ہو جو خود ان کا اوسط رہتا ہے۔

نوٹ ۷:۔ تطوع خیراً:۔ اسی ادائے فدیہ کے باب میں۔یعنی اس قدر مقدار تو بہرحال واجب ہے۔اب اگر اس میں کوئی اور زیادتی کرنا چاہے یعنی .... دو شخصوں کو کھلادے ..... قسم بہتر کردے فدیہ کے ساتھ روزہ کو بھی جمع کرلے تو اور بہتر ہے ..... رسول اللہ صلعم ..... اس ماہ مبارک میں ..... فیاض سے فیاض تر ہو جاتے تھے۔

نوٹ ۸:۔ وآن تصوموا:۔ اس میں ترغیب اور تشویق ہے کہ روزہ رکھنے کے جو منافع اور مصالح ہیں وہ تو روزہ رکھنے ہی سے حاصل ہونگی۔ہاں معذوروں کے لئے گنجائش فدیہ کی بھی رکھ دی گئی ہے۔

نوٹ ۹:۔ اِن کنتم تعلمون:۔ کہ صوم رمضان کی کیا کیا برکتیں اور فضیلتیں ہیں اور اس کے کیا کیا منافع و مصالح ہیں۔ (ماجد)

نوٹ ۱۰:۔ (آیت ۱۸۳-۱۸۴) یہاں تک وہ ابتدائی حکم ہے جو رمضان کے روزوں کے متعلق ۲ھ میں جنگ بدر سے پہلے نازل ہوا تھا۔ اس کے بعد کی آیت اس کے ایک سال بعد نازل ہوئی۔ اور مناسبت مضمون کی وجہ سے اس سلسلہ بیان میں شامل کر دی گئیں۔ (مودودی)

نوٹ ۱۱:۔۔۔۔۔۔ جو لوگ اب بھی یہ کہتے ہیں کہ جس کا جی چاہے روزہ رمضان میں رکھ لے اور جس کا جی چاہے فدیہ پر قناعت کرے خاص روزہ ہی رکھے یہ حکم نہیں۔ وہ جاہل ہیں یا بے دین۔ (عثمانی)

نوٹ ۱۲:۔ منقول از بیان القرآن ۔۔۔۔۔ جس بیماری میں روزہ رکھنا نہایت شاق ہو یا مضر مرض ہو اس میں روزہ نہ رکھنا جائز ہے مسئلہ سفر شرعی حنفیہ کے نزدیک یہ ہے کہ اپنی جائے قیام سے تین منزل کے قصد سے سفر کرے تو راستہ میں یہ مسافر ہو گیا۔ اب منزل مقصود پر پہنچکر اگر پندرہ روز یا زیادہ قیام کا ارادہ کر لیا تو مسافر نہ رہا اور اگر پندرہ روز سے کم کے قیام کا ارادہ کیا تو پھر بھی مسافر ہے غرض جو شخص شرعی مسافر ہو اس کو جائز ہے کہ باوجود روزہ رکھ سکنے کے روزہ نہ رکھے لیکن اگر ایسی حالت میں زیادہ افضل یہی ہے کہ رکھے **مسئلہ** یہ مریض اور مسافر جن کا ذکر کیا گیا اگر اس روز کے روزے کی نیت نہ کر چکے تھے تو روزہ نہ رکھنا درست ہے اور اگر نیت کر چکے ہوں تو بلا تکلیف شدید روزہ توڑنا جائز نہیں۔ **مسئلہ شرعی**۔

مسئلہ۔۔۔۔۔ جو شخص بہت بوڑھا ہو یا ایسا بیمار ہو کہ اب صحت کی توقع نہیں ایسے لوگوں کے لئے یہ حکم اب بھی ہے کہ فی روزہ یا تو ایک مسکین کو دو وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلا دیں یا خشک جنس دینا چاہیں تو فی روزہ اسّی تولہ کے سیر سے ایک مسکین کو پونے دو سیر گیہوں دیدیا کریں اگر اتنے دو مسکین کو دیں گے درست نہیں۔ یا ایک تاریخ میں ایک مسکین کو دو دن کا فدیہ دیں گے تب بھی درست نہیں اور اگر فدیہ دینے کے بعد اس شخص میں طاقت آگئی یا وہ مرض جاتا رہا تو ان روزوں کو پھر قضا کرنا ہو گا۔۔۔۔۔ اگر کسی کو فدیہ دینے کی بھی وسعت

نہ ہو تو ...... صرف استغفار کرے اور نیت رکھے کہ جب ہو سکے ادا کر دوں گا۔

(۴) پ ۲ س ۲۔ آیت ۱۸۵۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ

ماہ رمضان وہ ہے کہ جس میں قرآن اتارا گیا ہے، وہ لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور

هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ

(اس میں) کھلے ہوئے (دلائل ہیں) ہدایت اور (حق و باطل میں) امتیاز کے سو تم میں سے جو کوئی اس

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۖ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا

مہینہ کو پالے، لازم ہے کہ وہ (مہینہ بھر) روزہ رکھے اور جو کوئی بیمار ہو یا سفر میں ہو، تو (اس پر)

اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۗ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ

دوسرے دنوں کا شمار رکھنا (لازم ہے)، اللہ تمہارے حق میں سہولت چاہتا ہے اور تمہارے

وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۫ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا

حق میں دشواری نہیں چاہتا اور یہ (چاہتا ہے) کہ تم شمار کی تکمیل کر لیا کرو، اور یہ کہ تم اللہ کی بڑائی

اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (۱۸۵)

کیا کرو اس پر کہ تمہیں راہ بتادی عجب نہیں کہ تم شکر گزار بن جاؤ۔

نوٹ ۱: یعنی اترنا شروع ہوا۔ کُل قرآن مجید کا نزول تو بڑی تدریج کے ساتھ کوئی ۲۱-۲۲ سال کی مدت میں ہوا ہے یہاں مراد یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول قرآن کی ابتدا ماہ رمضان میں ہوئی۔ وحی قرآنی کی سب سے پہلی آیتیں سورہ علق کا ابتدائی حصہ ہے اور وہ غار حرا میں رسول اللہ صلعم پر اسی مہینہ میں نازل ہوئی تھیں (سنہ نبوی) ...... قمری مہینے چونکہ مختلف موسموں میں ادل بدل کر آتے رہتے ہیں مسلمان روزہ دار کبھی رمضان کی اس گردش سے ہلکی گرمی اور ہلکی سردی، شدید گرمی اور شدید سردی۔ خشک و تر، ہر ہر موسم میں بھوک اور پیاس کے ضبط و تحمل کا خوگر ہو جاتا ہے ...... اہل سنت اسی لئے قرآن مجید کے اس نزول کی سالانہ یادگار

اس مہینہ بھر راتوں کو اپنی مسجدوں میں مناتے ہیں اور تراویح کی رکعتوں میں سارے قرآن کو اپنے حافظہ میں تازہ کرلیتے ہیں۔

نوٹ ۲۔ للناس :۔ ۔۔۔۔ کہ قرآن کی مخاطب ساری دنیا ہے محض قریش یا عرب نہیں۔

نوٹ ۳ :۔ شہد منکم الشھر۔ قمری مہینہ کا آغاز ہر ۲۹ یا ۳۰ دن کے بعد چاند دیکھنے سے ہوتا ہے ۔۔۔۔۔ اسلام تو اس سیدھے سادھے فطری حساب کا قائل ہے کہ بغیر کسی آلہ کی مدد کے۔ بغیر ریاضیات اعلیٰ کے توسط کے بس آنکھ سے جب چاند دیکھو روزہ رکھنا شروع کرو۔

شہد :۔ وسیع معنی میں ہے یعنی جب ماہ رمضان شروع ہونے کا علم ہو جائے خواہ براہ راست چاند کو دیکھ کر خواہ دوسروں سے رویت کی خبر سن کر ۔۔۔۔ روزہ رکھنا شروع کردیں ۔۔۔ رویت ہلال معتبر کہاں کی ہوگی ؟ فقہا نے اس کے جواب میں بڑی بڑی موشگافیاں کی ہیں۔ لیکن صاف اور سیدھی بات یہ ہے کہ اُسی شہر یا بستی کی یا قرب وجوار کی بستیوں کی۔ سینکڑوں ہزاروں میل دور سے رویت ہلال کی خبریں منگانے کا تار ٹیلیفون ریڈیو وغیرہ کے ذریعہ سے انتظام کرنا یا کلکتہ کی رویت کو ۱۹۰۰ میل دور بمبئی پر حجت گرداننا شریعت اسلامی کی اصلی روح پر ظلم کرنا ہے۔ اختلاف مطالع ایک صریح مشاہدہ کی چیز ہے ۔۔۔۔۔ ایک بار رمضان کے سلسلہ میں شام کی خبر مدینہ میں پہونچی۔ دونوں جگہ کی تاریخوں میں فرق نکلا حضرت عبداللہ بن عباس صحابی نے حدیث نبوی کا حوالہ دے کر فتویٰ دیا کہ ہم تو یہیں کی رویت کا اعتبار کریں گے ۔۔۔۔ اور نووی شارح مسلم نے لکھا ہے کہ صحیح مسئلہ ہمارے علما کے یہاں یہ ہے کہ رویت سارے انسانوں پر حجت نہیں بلکہ صرف اتنی مسافت والوں پر ہے جہاں تک نماز قصر نہ کی جائے۔ اور ایک قول ہے کہ جہاں تک مطلع متحد ہو ۔۔۔۔ ابن عباس نے ۔۔۔۔ اس لئے انکار کیا کہ رویت کا حکم دور دراز مقامات پر صادق نہیں آتا ۔۔۔۔ کوئی ملک اس دنیا کے پرے پرے اگر ایسا آباد ہے کہ وہاں ۔۔۔۔ کئی کئی مہینہ آفتاب طلوع نہیں ہوتا ۔۔۔۔ یا ۔۔۔۔۔ کئی مہینہ غروب نہیں ہوتا ۔۔۔۔ بہ خیال تقویٰ کوئی وہاں بھی روزہ رکھنا چاہے۔ تو سونے جاگنے کے لئے ۔۔۔۔۔ وہاں اوقات کا جو معیار ہو اس اندازہ اور حساب سے روزہ بھی رکھ سکتا ہے۔

نوٹ ۴:- یرید بکم العسر۔ شریعت اسلامی کے سارے احکام و قوانین اسی ایک اصول پر مبنی ہیں اور خود اسی روزہ رمضان کے معاملہ میں معذور کیلئے کتنی گنجائش کتنی سہولتیں رکھدی گئی ہیں..... اگر غور کر کے دیکھا جائے تو شریعت کا ایک حکم بھی ایسا نہ ملیگا جسمیں عامل کے حالات عمر صحت.... اور دوسری مشکلات کا لحاظ نہ کرلیا گیا ہو۔ امت اسلامی کیلئے فخر و مسرت کیلئے یہ کافی ہے کہ جو احکام غیروں کو سخت معلوم ہوتے ہیں ان کی تعمیل میں آج ساڑھے تیرہ سو سال گذر جانے کے بعد بھی...... اس خوش دلی اور بے تکلفی کے ساتھ لگی ہوئی ہے کہ اغیار دیکھ دیکھ کر حیرت میں رہ جاتے ہیں۔ سر ولیم میور لکھتے ہیں کہ "روزہ کی سختیاں بدستور قائم ہیں خواہ وہ کسی موسم میں پڑیں اور آج تک مشرق کے میدانوں میں چلچلاتی ہوئی دھوپ اور جھلساتی ہوئی سموم میں گرمیوں کے لمبے لمبے دنوں میں محمدؐ کے پیرو صبح سے شام تک پانی کا ایک قطرہ حلق کے نیچے نہیں اتارتے..... اتنی سخت ریاضت قوت ایمانی اور ضبط نفس کا پورا امتحان ہے" (لائف آف محمدؐ صفحہ ۱۹۳) (ماجد)

نوٹ ۵:- ماخوذ از تفہیم القرآن صفحہ ۱۴۲:-

سفر کی حالت میں روزہ رکھنا یا نہ رکھنا آدمی کے اختیار تمیزی پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو صحابہ سفر میں جایا کرتے تھے ان میں سے کوئی روزہ رکھتا تھا اور کوئی نہ رکھتا تھا اور دونوں گروہوں میں سے کوئی دوسرے پر اعتراض نہ کرتا تھا۔ خود آنحضرتؐ نے بھی کبھی سفر میں روزہ رکھا ہے اور کبھی نہیں رکھا ہے۔

فصل ۲- بعض رعایت یا اجازت

پ ۲ س ۲- آیت ۱۸۷:-

أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ ط

جائز کر دیا گیا ہے تمہارے لئے روزوں کی رات میں اپنی بیویوں سے مشغول ہونا وہ

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ؕ عَلِمَ اللّٰهُ

تمہارے لئے لباس ہیں اور تم ان کے لئے لباس ہو اللہ کو خبر ہو گئی کہ تم اپنے

اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا

کو خیانت میں مبتلا کرتے رہتے تھے پس اس نے تم پر اپنی رحمت سے توجہ فرمائی اور تم سے

عَنْكُمْ ۚ فَالْـٰٔنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ص

درگذر کر دی سو اب تم ان سے ملو ملاؤ اور اسے تلاش کرو جو اللہ نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے۔

فصل ۳

سحری

سلسلہ آیت مندرجہ بالا۔

وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ

اور کھاؤ اور پیو جب تک کہ تم پر صبح کا سفید خط سیاہ خط سے نمایاں

مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ص ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ

ہو جائے پھر روزہ کو رات (ہونے) تک پورا کرو اور بیویوں سے اس

اِلَى الَّيْلِ ۚ وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِي الْمَسٰجِدِ

حال میں صحبت نہ کرو جب تم اعتکاف کئے ہو مسجدوں میں یہ اللہ کے ضابطے ہیں

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ

سو ان (سے نکلنے) کے قریب بھی نہ جانا اللہ اس طرح اپنے احکام لوگوں کے لئے کھول کھول

اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ (۱۸۷)

کر بیان کرتا ہے عجب نہیں کہ وہ پرہیزگار بن جائیں۔

تفسیر۔ (الف) (۱) خیط الابیض۔ خیط الاسود۔ فجر کی سفید دھاری کا سیاہ دھاری

سے ممتاز ہوجانا کنایہ ہے۔ تاریکی شب کے دور ہونے اور سپیدۂ صبح کے نمودار ہونے یعنی طلوعِ فجر سے ..... احادیث میں بڑی تاکید کے ساتھ ترغیب دی گئی ہے کہ روزہ دار کی رات بھی حتی الامکان ذکر و عبادت میں بسر ہونا چاہیئے ... فجر شرعی سے ..... وہ نور کا تڑکا مراد ہے جو صبح کاذب کے کچھ دیر بعد ہوتا ہے۔ اور روشنی شرقاً غرباً پھیلنے لگتی ہے ..... حدیث میں سحری میں تاخیر کرنے کی بڑی فضیلت آئی ہے ..... رسول اللہ صلعم نے خود ارشاد فرمایا ہے کہ بلالؓ جو لوگوں کو ہوشیار کرنے کے لئے بہت سویرے اذان دیدیتے ہیں ان کی اذان سے یا محض شمال جنوب میں روشنی دیکھکر سحری ختم نہ کرو بلکہ روشنی کے پھیل جانے کو ..... معتبر جانو..... ایک حدیث سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلعم اور حضرات صحابہ بالکل صبح ہوجانے تک سحری سے شغل فرماتے رہتے۔ بس اس کا لحاظ رہتا کہ کہیں آفتاب ہی نہ نکل آئے ..... حضرت عمرؓ اور حضرت حذیفہ اور حضرت عبداللہ بن عباس جیسے صحابیوں اور متعدد تابعین سے منقول ہے کہ کھانے پینے سے احتیاط اس وقت سے واجب ہے جب صبح راستوں اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر ظاہر ہوجائے۔ لیل کا اطلاق عربی میں دن کے خاتمہ یعنی غروب آفتاب پر معاً ہوجاتا ہے..... آیت کے معنی صاف یہ ہوئے کہ افطار عین غروب آفتاب کے ساتھ ہونا چاہیئے۔

بدگوئی۔ بدنظری۔ بدزبانی حرام ہمیشہ ہی ہیں۔ رمضان میں ..... حرام تر ہوجاتی ہیں۔

..... سر ڈبلو۔ ٹی۔ آرنلڈ ..... مسیحی معاندین کے جواب میں لکھتے ہیں کہ ماہ رمضان کے روزوں کے سلسلہ میں صرف اس قدر کہنا ہے کہ دین کا یہ رکن بجائے خود اس خیال کی تردید کیلئے کافی ہے کہ اسلام کی ترویج عیش پرستیوں کے جائز کردینے سے ہوئی۔ کارلائل کے بقول محمدؐ کا مذہب تن آسانی کا مذہب نہیں۔ ماجد

(۳) ب۔ منقول از تفہیم القرآن:۔

اسلام نے اپنی عبادات کیلئے اوقات کا وہ معیار مقرر کیا ہے جس سے دنیا میں ہر وقت ہر مرتبہ تمدن کے لوگ ہر جگہ اوقات کی تعین کرسکیں ..... نادان لوگ اس طرزِ توقیت پر

عموماً یہ اعتراض کرتے ہیں کہ قطبین کے قریب جہاں رات اور دن کئی کئی مہینہ کے ہوتے ہیں اوقات کی یہ تعین کیسے چل سکیں گی۔ حالانکہ یہ اعتراض دراصل علم جغرافیہ کی سرسری واقفیت کا نتیجہ ہے۔ حقیقت میں نہ وہاں چھ مہینوں کی رات اس معنی میں ہوتی ہے اور نہ چھ مہینوں کا دن جس معنی میں ہم خط استوا کے آس پاس رہنے والے لوگ دن اور رات کے لفظ بولتے ہیں ..... صبح و شام کے آثار وہاں پوری باقاعدگی کے ساتھ افق پر نمایاں ہوتے ہیں۔ اور انہیں کے لحاظ سے وہاں کے لوگ ہماری طرح اپنے سونے جاگنے اور کام کرنے اور تفریح کے اوقات مقرر کرتے ہیں۔ جب گھڑیوں کا رواج عام نہ تھا تب بھی فن لینڈ۔ ناروے اور گرین لینڈ وغیرہ ملکوں کے لوگ اپنے اوقات معلوم کرتے ہی تھے اور اس کا ذریعہ یہی افق کے آثار تھے .....

شریعت نے (افطار و سحر) ان دونوں اوقات کی کوئی ایسی حد بندی نہیں کی ہے جس سے چند سیکنڈ یا منٹ اِدھر اُدھر ہو جانے سے آدمی کا روزہ خراب ہو جاتا ہو ..... ایک شخص کے لئے یہ بالکل صحیح ہے کہ اگر عین طلوع فجر کے وقت اس کی آنکھ کھلی ہو تو وہ جلدی سے اُٹھ کر کچھ کھا پی لے حدیث میں آتا ہے کہ حضور نے فرمایا۔ اگر تم میں سے کوئی شخص سحری کھا رہا ہو اور اذان کی آواز آجائے تو فوراً چھوڑ نہ دے بلکہ اپنی حاجت بھر کھا پی لے۔ اسی طرح افطار کے وقت بھی غروب آفتاب کے بعد خواہ مخواہ دن کی روشنی ختم ہونے کا انتظار کرتے رہنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سورج ڈوبتے ہی بلال کو آواز دیتے تھے کہ لاؤ ہمارا شربت۔ بلال عرض کرتے کہ یا رسول اللہ ابھی تو دن چمک رہا ہے۔ آپ فرماتے کہ جب رات کی سیاہی مشرق سے اٹھنے لگے تو روزے کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔

فصل ۴-۱ اعتکاف

پ ۲ س ۲۔ آیت ۱۸۷

..... وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ ۙ فِى الْمَسٰجِدِ ؕ ....

جب تم اعتکاف کئے ہو مسجدوں میں۔

نوٹ ۱:۔۔۔۔۔ اعتکاف کے لغوی معنی ہیں اپنے کو کسی شے پر روک رکھنا یا لازم کر لینے کے۔ اصطلاح شریعت میں اس سے مراد ہے مسجد میں بیٹھکر اپنے کو عبادت کیلئے مقید کر لینا۔۔۔۔۔ اقل مدت۔۔۔۔ امام ابو حنیفہ اور امام مالک کے مسلک میں کم از کم ایک شب و روز ہونا چاہیئے۔۔۔۔ عورتوں کا اعتکاف بجائے مسجد کے گھر کے کسی گوشے میں بھی ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔۔ رسول اللہ صلعم کی عادت مبارک تھی کہ ماہ مبارک کے آخری عشرہ میں پورے دس دن کے تے مسجد میں اعتکاف فرماتے۔۔۔۔ اعتکاف مسنون بھی ہے اور اس کو فقہانے سنت کفایہ قرار دیا ہے یعنی بستی میں اگر کوئی بھی کرے تو پوری بستی کی طرف سے وہ سنت ادا ہو جائیگی۔ (ماجد)

فصل ۵

روزہ داروں کو بشارت۔ ثواب

پ ۱۱ س ۹ - آیت ۱۱۲ :-

اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحَامِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ

(وہ مجاہدین) توبہ کرتے رہنے والے ہیں عبادت کرتے رہنے والے

الرّٰكِعُوْنَ السَّاجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ

ہیں حمد کرتے رہنے والے ہیں روزہ رکھنے والے ہیں رکوع کرتے رہنے والے ہیں سجدہ کرتے

وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ؕ

رہنے والے ہیں نیک باتوں کا حکم کرتے رہنے والے ہیں اور بری باتوں سے

وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ (۱۱۲)

روکتے رہنے والے ہیں اور اللہ کی حدوں کا خیال رکھنے والے ہیں مومنین کو خوشخبری سنا دیجئے۔

پ ۲۲ س ۳۳ - آیت ۳۵ :-

إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ

بیشک اسلام والے اور اسلام والیاں اور ایمان والے اور ایمان والیاں

وَالْقَانِتِينَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَ

اور فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں اور صادق مرد اور صادق عورتیں اور

الصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِينَ وَالْخَاشِعَاتِ وَ

صابر مرد اور صابر عورتیں اور خشوع والے اور خشوع والیاں اور

الْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ وَ

تصدق کرنے والے اور تصدق کرنے والیاں اور روزہ رکھنے والے اور روزہ

الْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا

رکھنے والیاں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے اور حفاظت کرنے والیاں اور اللہ کو بکثرت

وَّالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا (۳۵)

یاد کرنے والے اور یاد کرنیوالیاں ان (سب) کیلئے اللہ نے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔

فصل ۲

مخاطب ازواج مطہرات

پ ۲۸ س ۶۶ - آیت ۵ :-

عَسَىٰ رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُبْدِلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا

اگر پیمبر تمہیں طلاق دے دیں تو ان کا پروردگار تمہارے عوض انہیں تم سے بہتر بیویاں بدیگا۔

مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ مُّؤْمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ

اسلام والیاں، ایمان والیاں فرمانبرداری کرنے والیاں توبہ کرنے والیاں عبادت کرنے والیاں۔

سٰٓئِحٰتٍ ثَيِّبٰتٍ وَّاَبْكَارًا ۔ (۵)

روزہ رکھنے والیاں شوہر دیدہ بھی اور کنواریاں بھی۔

فصل ۷

مخاطب حضرت مریمؑ

پ ۱۶ س ۱۹ - ۲۶ -

فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَقَرِّيْ عَيْنًا ج فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ

اور کھاؤ اور پیو اور آنکھیں ٹھنڈی کرو اور اگر کسی بشر

اَحَدًا لا فَقُوْلِيْٓ اِنِّيْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ

کو دیکھنا تو کہدینا کہ میں نے خدائے رحمٰن کے لئے روزہ کی نذر مان رکھی ہے سو میں

اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا (۲۶)

تو آج کسی انسان سے بولوں گی نہیں۔

تفسیر۔ منوٹ ۱ :۔ روزہ بہت سی اگلی شریعتوں میں سکوت کے ساتھ ہوتا تھا۔ شریعت اسلامی میں سکوت جائز نہیں۔ ماجد

منوٹ ۲ :۔ بنی اسرائیل میں چپ کا روزہ رکھنے کا طریقہ رائج تھا۔

(تفہیم القرآن جلد ۳ صفحہ ۶۵)

فصل ۸

لیلۃ القدر۔ شب قدر

(۱) پ ۲۵ س ۴۴۔ آیت ۱ تا ۵

حٰمٓ (۱) وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ (۲) اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ

حا۔ میم قسم ہے (اس) کتاب واضح کی کہ ہم نے اس کو ایک برکت والی

مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ (۳) فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ

رات میں اتارا ہے (کیونکہ) ہم (بندوں کو) خبردار کرنے والے تھے۔ اس رات میں ہر حکمت والا معاملہ ہماری

حَكِيْمٍ (۴) اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا ؕ اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِيْنَ (۵)

پیشی سے حکم ہو کر طے کیا جاتا ہے۔ ہم (آپ کو پیمبر بنا کر) بھیجنے والے تھے۔

تفسیر۔ لیلۃ مبارکہ۔ مراد شب قدر ہے جو حدیث نبوی کے مطابق ماہ رمضان کے آخری عشرہ کی کسی طاق رات میں واقع ہوتی ہے ..... جس شب مبارک کو خود خالق لیل ونہار "شب مبارک" ارشاد فرمائے کسی بشر کے قلم میں یہ قوت ہے کہ اس کی کرامتوں اور فضیلتوں کی شرح کر سکے .... ایک جگہ شب مبارک سے موسوم کیا گیا ہے دوسری جگہ شب قدر (لیلۃ القدر) کے خطاب گرامی سے یاد فرمایا ہے۔ ماجد

(۲) پ ۳۰ س ۹۷۔ آیت ۱ ۔ ۳۔

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ (۱) وَمَآ اَدْرٰكَ مَا لَيْلَةُ

بیشک ہم نے اسے (قرآن کو) شب قدر میں اتارا ہے اور آپ کو خبر ہے کہ شب قدر کیا

الْقَدْرِ (۲) لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ (۳)

ہے؟ شب قدر ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہے۔

تفسیر۔ (۱) سب سے پہلی وحی رسول اللہ صلعم پر ماہ مبارک رمضان کے آخری عشرہ

کی کسی طاق تاریخ نہیں ہوئی تھی حدیث صحیح کے مطابق یہ شب قدر ہر سال آخری عشرہ رمضان کی کسی طاق تاریخ میں آیا کرتی ہے ..... اس رات میں دعا و عبادت کے بڑے بڑے فضائل احادیث میں وارد ہوئے ہیں۔ احناف نے اس کے وقوع کے لیے ۲۷ ویں شب رمضان کا قول اختیار کیا ہے۔ (ماجد)

۲۔ ماخوذ از تفسیر فتح العزیز ۔

..... ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنی اسرائیل کا احوال صحابہ کرام کے سامنے بیان فرماتے تھے اس عرصہ میں احوال شمعون یا سمنون کا کہ ایک زاہد کا نام ہے جو بنی اسرائیل میں گذرا ہے اور کثرت عبادت میں ضرب المثل ہے بیان فرمانے لگے کہ اس نے ہزار مہینہ عبادت کی ..... صحابہ کرامؓ نے عرض کی کہ .... ہم کس طرح سے ایسے شخص کے ثواب کو پہنچ سکتے ہیں کہ انتہا ہماری عمر کی ساٹھ یا ستر برس ہیں ... سونے ..... تلاش معاش اور دوسری حاجتوں میں (کافی عمر) صرف ہوتی ہے .. عبادت کے واسطے کیا (عمر) باقی رہی آنحضرت صلعم بھی اس بات کو سن کر نہایت دلگیر اور غمگین ہوئے اللہ تعالیٰ نے آپ کے دفع ملال کے واسطے یہ سورۃ نازل فرمائی ..... کہ ہم نے تم کو ایک رات عنایت فرمائی ہے کہ اس ایک رات کی عبادت ہزار مہینہ کی عبادت سے بہتر ہے .... یہ پانچ راتیں اس بات کا احتمال رکھتی ہیں کہ شب قدر ہوں اکیسویں[۲۱] تیئسویں[۲۳] پچیسویں[۲۵] ستائیسویں[۲۷] انتیسویں[۲۹] ..... اکثر ستائیسویں شب کو واقع ہوتی ہے اسی واسطے ابن عباسؓ نے فرمایا ہے کہ لیلۃ القدر میں نو حرف ہیں اور یہ سورۃ میں تین بار مذکور ہے اور جب تین کو نو میں ضرب دیں تو ستائیس[۲۷] ہوتے ہیں بعض علما نے کہا ہے کہ اس سورۃ میں تیئس[۲۳] کلمے ہیں اور ستائیسواں[۲۷] ان میں سے "ھی" کا لفظ ہے کہ شب قدر کی طرف پھرتا ہے اور یہ اشارہ ستائیس[۲۷] کے عدد کی طرف ہے ۔

۳۔ یہ الفاظ کہ "اس سورۃ میں تیئس[۲۳] کلمے ہیں" شائد سہو کتابت ہو۔ اس لئے کہ "ھی" کا لفظ اگر ستائیسواں[۲۷] ہے تو انتیس کلمہ ہوتے ہیں۔ "ھی" کا لفظ ستائیسواں[۲۷] قرار دے کر میں نے کلمات کا شمار اس طور پر کیا ہے ۔

انّا[۱]۔ انزلنہ[۲]۔ فی[۳]۔ لیلۃ[۴] القدر[۵]۔ و[۶]۔ ما[۷]۔ ادرٰک[۸]۔ ما[۹]۔ لیلۃ[۱۰] القدر[۱۱]۔ لیلۃ[۱۲] القدر[۱۳]۔ خیر[۱۴]

۱۲ مِن ۔ ۱۳ الف ۔ ۱۴ شہر ۔ ۱۵ تنزل ۔ ۱۶ الملٰئکۃ ۔ ۱۷ وَ ۔ ۱۸ الروح ۔ ۱۹ فیھا ۔ ۲۰ باذن ۔ ۲۱ ربّ ۔ ۲۲ ھم ۔ ۲۳ مِن ۔ ۲۴ کل ۔ ۲۵ امر ۔
۲۶ سلام ۔ ۲۷ ھی ۔ ۲۸ حتّٰی ۔ ۲۹ مطلع الفجر ۔

باب ۶

حج ۔ عمرہ ۔ طواف

(۱) پ ۲ س ۲ - ۱ آیۃ ۱۵۸ :-

إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَائِرِ اللَّهِ ۖ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ

صفا و مروہ بیشک اللہ کی یادگاروں میں سے ہیں ۔ سو جو کوئی بیت (اللہ) کا حج کرے

أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَن يَطَّوَّفَ بِهِمَا ۚ وَمَن تَطَوَّعَ

یا عمرہ کرے اس پر (ذرا بھی) گناہ نہیں کہ ان دونوں کے درمیان آمد و رفت کرے اور جو کوئی خوشی سے

خَيْرًا فَإِنَّ اللَّهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ (۱۵۸)

کوئی امر خیر کرے سو اللہ تو بڑا قدر دان ہے بڑا علم رکھنے والا ہے ۔

تفسیر :- ۱ ۔ صفا و مروہ کسی زمانہ میں مسجد الحرام کے پاس دو پہاڑیاں تھیں ۔ اب معمولی بلندیاں محض چٹان کی سی رہ گئی ہیں ۔ صفا حرم شریف کی داہنی جانب ہے اور مروہ بائیں جانب دونوں کے درمیان فاصلہ ۷۹۳ قدم کا ہے یا تقریباً سات فرلانگ ۔

۲ ۔ صفا کے لغوی معنی صاف پتھر یا خالص چٹان کے ہیں ۔ اور مروہ کے بھی لفظی معنی سفید نرم پتھر کے ہیں ۔

۳ ۔ حدیث صحیح میں یہ مضمون آیا ہے کہ حضرت ہاجرہ " حضرت اسمٰعیل کو شیر خوارگی کے زمانہ میں خانہ کعبہ کے پاس پیاسا اور تنہا چھوڑ کر اس تلاش میں نکلی تھیں کہ کہیں کوئی قافلہ آتا جاتا نظر آجائے تو اس سے پانی ہاتھ آئے اور اس وقت اضطراب میں دوڑ کر اس

پہاڑی سے اس پہاڑی پر جاتی تھیں کہ شاید بلندی سے کسی قافلہ پر نظر پڑ جائے (ماجد)

۴۔ ...... حضرت ابراہیم علیہ السلام جب بہ حکم خدا اپنے ننھے بچے اسمٰعیلؑ اور ان کی ماں حضرت ہاجرہؑ کو مکہ کی لق ودق وادی میں تنہا چھوڑ گئے اور ان کا پانی کا مشکیزہ اور کھجوروں کی تھیلی خالی ہو گئی اور معصوم اسمٰعیل پیاس سے ایڑیاں رگڑنے لگے تو حضرت ہاجرہ نے مایوسی اور پریشانی کے عالم میں پانی کی تلاش میں ان پہاڑیوں (صفا و مروہ) کے سات چکر لگائے۔ یہ ادا ان کی اللہ تعالیٰ کو ایسی پسند آئی کہ ملت حنیفہ کے لئے اُسے ارکان حج میں قرار دیا گیا...... صفا و مروہ اللہ تعالےٰ کی عظمت و محبت کی نشانیاں ہیں اور ان کے درمیان چکر لگانے عشاق خدا کے جذبہ بے اختیار کی یادگار ہے (قاموس)

(۵) ...... حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی ..... تشنگی سے جب جاں بلبی کی حالت ہوئی تو حضرت ہاجرہ بیتاب ہو کر کوہ صفا پر تشریف لے گئیں وہاں بھی پانی نہ پایا تو اتر کر نشیب کے میدان میں دوڑتی ہوئی مروہ تک پہنچیں اس طرح سات مرتبہ گردش ہوئی ...... اللہ تعالیٰ نے غیب سے ایک چشمہ زمزم نمودار کیا اور ان کے صبر و اخلاص کی برکت سے ان کے اتباع میں ان دونوں پہاڑیوں کے درمیان دوڑنے والوں کو مقبول بارگاہ کیا اور ان دونوں کو محل اجابت دعا بنایا (نعیم)

(۶) صفا و مروہ کے درمیان ...... آمدورفت سات بار ہوتی ہے .... اسی لئے اس کا نام سعی (دوڑ) ہے۔ (ماجد)

(۷) شعائر اللہ، یعنی اللہ کے دین کی نشانیاں ...... اصطلاح میں مراد مناسک حج کی علامتیں ہیں (ماجد)

(۸) شعائر اللہ سے دین کے اعلام یعنی نشانیاں مراد ہیں خواہ وہ مکانات ہوں جیسے کعبہ۔ عرفات۔ مزدلفہ۔ جمار ثلاثہ۔ صفا۔ مروہ۔ منیٰ۔ مساجد یا ازمنہ جیسے رمضان۔ عید فطر و اضحیٰ جمعہ۔ ایام تشریق یا دوسرے علامات جیسے اذان۔ اقامت۔ نماز با جماعت۔ نماز جمعہ۔ نماز عیدین ختنہ یہ سب شعائر دین ہیں (نعیم)

(۹). شان نزول۔ زمانہ جاہلیت میں صفا و مروہ پر دو بت رکھے تھے۔۔۔ کفار جب صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتے تو ان بتوں پر تعظیماً ہاتھ پھیرتے عہد اسلام میں بت توڑ دیئے گئے لیکن چونکہ کفار یہاں مشرکانہ فعل کرتے تھے اس لیے مسلمانوں کو صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا گراں ہوا کہ اس میں کفار کے مشرکانہ فعل کے ساتھ کچھ مشابہت ہے اس آیت میں ان کا اطمینان فرما دیا گیا کہ چونکہ تمہاری نیت خالص عبادت الٰہی کی ہے تمہیں اندیشہ مشابہت نہیں اور جسطرح کعبہ کے اندر زمانہ جاہلیت میں کفار نے بت رکھے تھے اب عہد اسلام میں بت اٹھا دیے گئے اور کعبہ شریف کا طواف درست رہا اور وہ شعائر دین میں سے رہا اسی طرح کفار کی بت پرستی سے صفا و مروہ کے شعائر دین ہونے میں کچھ فرق نہیں رہا۔ (نعیم)

(۱۰) الف۔ حج۔ لغت میں حج کے معنیٰ مطلقاً قصد اور ارادہ کرنا ہیں۔ لیکن اصطلاح شریعت میں حج کہتے ہیں زیارت بیت اللہ کا اس کے آداب و شرائط کے ساتھ ارادہ کرنے کو (قاموس)

(ب) حج:۔ عبادات اسلامی کا چوتھا رکن۔ یا نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ کے بعد چوتھا فریضہ۔ امت کے ہر فرد پر خواہ وہ دنیا کے کسی علاقہ کا باشندہ ہو بشرط استطاعت وصحت و امن راہ عمر میں ایک بار فرض ہے۔ گویا دنیائے اسلام کی بین الاقوامی سالانہ کانگرس۔

(۱۱) ارکان حج یعنی جو چیزیں فرض ہیں وہ تین ہیں (۱) پوشش احرام یعنی حدود حرم میں داخلہ سے پہلے لباس اتار کر احرام یا بلا سلا ہوا لباس پہن لینا (۲) میدان عرفات میں ۹۔ ذی الحجہ کو حاضری۔ اصطلاح میں اسے وقوف کہتے ہیں (۳) طواف زیارت۔ یعنی وقوف کے بعد خانہ کعبہ کا طواف اور واجبات حج چار ہیں (۱) ۹-۱۰۔ ذی الحجہ کی درمیانی شب میں مزدلفہ میں قیام (۲) صفا و مروہ کے درمیان آمد و رفت! اصطلاحی نام سعی ہے (۳) مزدلفہ میں قیام کے بعد منیٰ میں کنکریاں پھینکنا۔ اصطلاحی نام رمی جمرات ہے۔ (۴) طواف کعبہ (یہ طواف فرض کے علاوہ ہے اور طواف صدر کہلاتا ہے)

(۱۲) قربانی کرنا۔ سر کے بال اتروانا وغیرہ بہت سے سنن و مستحبات ان کے علاوہ ہیں

(۱۳) الف۔ عمرہ۔ اس کے لفظی معنی آباد جگہ کا قصد کرنا اور زیارت کرنا ہیں۔

(ب) عمرہ۔ اس کا دوسرا نام حج اصغر ہے۔ اس میں حج کی طرح مہینہ اور تاریخ کی قید نہیں۔ اور نہ اس میں وقوف عرفات ہے اور نہ قیام مزدلفہ ومنیٰ۔ سال کے ہر موسم میں اور ہر وقت ہو سکتا ہے۔ عمرہ کی نیت سے احرام حدود حرم سے باہر باندھے طواف کعبہ اور صفا ومروہ کے درمیان سعی کر کے بال اتروائے۔ بس عمرہ ہو گیا۔ احرام کھول دے۔

(۱۴) طواف کے اصلی معنی کسی چیز کے گرد گھومنے یا چکر کاٹنے کے ہیں۔ لیکن وسعت دے کر اس کے معنی مطلق آس پاس جانے کے بھی کئے گئے ہیں۔ اور یہاں مراد دو مقاموں کے درمیان آمد ورفت سے ہے۔

(۱۵) تطوع۔ ہر وہ چیز ہے فرض کے علاوہ جو انسان اپنی خوشی سے انجام دے۔

(۱۶) صفا ومروہ کے درمیان سعی (یعنی دوڑنا) حج وعمرہ دونوں میں لازم ہے

(۱۷) شاکر۔ شکر کا لفظ جب اللّٰہ کے لئے آتا ہے تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ وہ بندہ کی تھوڑی سی طاعت پر معاوضہ بہت زائد دیتا ہے۔

(۲) پ۲ س ۲۔ آیت ۱۸۹ء

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ ؕ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ

آپ سے (لوگ) نئے چاندوں کے باب میں دریافت کرتے ہیں۔ آپ کہہ دیجئے کہ وہ لوگوں

لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ ؕ

کے لئے آلہ شناخت اوقات ہیں۔

تفسیر:۔ ...... دنیا میں مشرک قومیں کثرت سے قمر پرستی میں مبتلا رہی ہیں .... بڑھتے چاند کو مبارک اور اترتے چاند کو منحوس سمجھنے کا رواج تو آج خدا معلوم کتنے مسلمان گھرانوں میں بھی موجود ہے ..... چند رسوم چونکہ حج ہی کے سلسلہ میں تھیں اس لئے اس کا ذکر بھی حج ہی کے متصل فرمایا گیا۔ (ماجد)

(۲) پ ۲ س ۲ - آیت ۱۹۶ - منزل ۱

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ؕ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ

اور حج اور عمرہ کو اللہ کے لئے پورا کرو پھر اگر گھر جاؤ تو جو بھی قربانی

فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ وَلَا تَحْلِقُوْا رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى

کا جانور میسر ہو، وہ اسے پیش کردو اور جبتک قربانی اپنے مقام پر پہنچ جائے

يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا

اپنے سر نہ منڈاؤ لیکن اگر تم میں سے کوئی بیمار ہو یا اس کے سر میں کچھ تکلیف

اَوْ بِهٖۤ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْ

ہو تو وہ روزوں سے یا خیرات سے یا ذبح سے فدیہ دیدے

صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۚ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ ۟ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ

لیکن جب تم حالت اطمینان میں ہو تو پھر جو شخص عمرہ سے

اِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ فَمَنْ لَّمْ

مستفید ہو اسے حج سے ملاکر تو جو قربانی بھی اسے میسر ہو وہ کرڈالے اور جس کسی کو میسر

يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ فِى الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا

ہی نہ آئے وہ تین دن کے روزے زمانہ حج میں رکھ ڈالے اور سات روزے

رَجَعْتُمْ ؕ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ

جب تم واپس ہو یہ پورے دس (روزے) ہوئے یہ اس کے لئے (درست)

يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ

ہے جس کے اہل مسجد حرام کے قریب نہ رہتے ہوں اور اللہ سے ڈرتے رہو

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ؑ (۱۹۶)

اور جانے رہو کہ اللہ سخت گرفت کرنے والا ہے

تفسیر۔ نوٹ ۱۰:۔ یعنی یہ عبادتیں بجالاؤ تو اللہ کی رضا جوئی ہی کے لئے بجالاؤ۔ اخلاص نیت کے ساتھ...... تمام ممنوعات سے محترز رہ کر..... کوئی ایسی چیز نہ کرو جو ان عبادتوں کے غیر شایاں ہو...... لِلّٰہِ کی تفسیر میں مفسر ابن العربی مالکی[7] نے یہ نکتہ خوب پیدا کیا ہے کہ...... حج وعمرہ کا قصد میلہ ٹھیلہ سمجھ کر نہ ہو تفاخر کی راہ سے نہ ہو۔ تجارتی ضروریات سے نہ ہو۔ اخلاص محض کے ساتھ قرب رضائے الٰہی کی نیت سے ہو۔ (ماجد)

نوٹ ۱۲:۔ احصار کے لفظی معنی گھر جانا...... اگر کسی دشمن کی روک تھام...... یا بیماری وغیرہ سے معذور ہو کر راستہ میں رک جانا پڑے اور منزل مقصود تک نہ پہونچ سکو.....

نوٹ ۱۳:۔ تمتع کے لفظی معنی فائدہ اُٹھانے کے ہیں۔ اصطلاح فقہ میں مراد حج اور عمرہ کے ملا لینے سے ہوتی ہے...... دین ابراہیمی کو چھوڑ کر عرب جاہلی کا..... عقیدہ تھا کہ موسم حج میں عمرہ کرنا سخت گناہ ہے۔

نوٹ ۱۴:۔ اشارہ تمتع کی جانب ہے..... تمتع اور قِران یعنی موسم حج میں عمرہ کے ساتھ حج کر لینے کی دو صورتیں صرف آفاقیوں کے لئے درست ہیں۔ مکہ اور جوار مکہ والوں کے لئے نہیں۔

نوٹ ۱۵:۔ لیکن..... مسجد الحرام:۔ میقات اس مقام کو کہتے ہیں جہاں سے حرم کے حدود شروع ہوجاتے ہیں۔ اور وہاں پہونچ کر ہر آفاقی پر حج یا عمرہ کی نیت کر لینا اور احرام باندھ لینا واجب ہوجاتا ہے۔ ہر ہر سمت سے آنے والوں کی میقات الگ الگ ہیں۔

(۴) پ ۲ س ۲۔ آیت ۱۹۷:۔

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ ج فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ

حج کے (چند) مہینے معلوم ہیں جو کوئی ان میں اپنے اوپر حج مقرر

الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ط

کرے تو پھر حج میں نہ کوئی فحش بات ہونے پائے اور نہ کوئی بے حکمی اور نہ کوئی

وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ ؕ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ

جھگڑا اور جو کوئی بھی نیک کام کرو گے اللہ کو اس کا علم ہو کر رہیگا اور زادراہ لے لیا کرو اور

خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى ز وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ (۱۹۷)

بہترین زادراہ تو تقویٰ ہے۔ سو اے اہل فہم میرا ہی تقویٰ اختیار کئے رہو۔

تفسیر۔ نوٹ ۱۔ یعنی شوال، ذیقعدہ۔ ذی الحجہ۔ اصل ارکان حج تو ذی الحجہ کے دوسرے ہفتہ میں ادا ہوتے ہیں۔

۲۔ احرام حج شوال ہی سے بندھنا شروع ہو جاتا ہے۔

۳۔ احرام اُس خاص پوشش کا نام ہے جو حدود حرم یا میقات میں داخل ہوتے ہی ہر حاجی و زائر پر واجب ہو جاتی ہے۔

یہ پوشش ...... صرف بے سلی ہوئی چادریں ہونی چاہیں۔

(۴) حج بیت اللہ اسلام کی اُن عبادتوں میں سے ہے جس نے اپنوں ہی کو نہیں بیگانوں کو بھی خاص طور پر متاثر کیا ہے۔ اور مستشرقین کے رعب افگن نام سے فرنگی اہل علم و اہل قلم کا جو طبقہ ہے اس نے تو اس ظاہری منافع اور اجتماعی مصالح پر بار بار رشک کیا ہے اور اُسے اکثر عالم اسلامی کی سالانہ کانگرس سے تعبیر کیا ہے۔

(۵) جدال:۔ مارپیٹ ہاتھا پائی الگ رہی زبانی حجت تکرار ..... سب احرام کی حالت میں ممنوع ہے۔

(۶) رمضان کا مہینہ اور حج کا موسم بھی روحانیات کے عالم میں اپنی صحت بخش آب و ہوا کے لئے ممتاز ہیں۔

(۷) اسلام نے .... حکم دیا کہ جب گھر سے حج و زیارت کے لئے نکلو تو ضرورت بھر کا روپیہ پیسہ لے کر نکلو ..... دوسروں پر بار بننے کی کوشش نہ کرو ...

آیت ان توکل پیشہ صوفیہ کے مذہب کی بھی تردید کر رہی ہے جو کسب معاش کو چھوڑ بیٹھے

ہیں۔ (۸) اسلام صرف احکام کی ظاہری تعمیل کو کافی نہیں سمجھتا بلکہ چاہتا ہے ......کہ جو بھی نیک عمل انسان کرے وہ صرف اعضاو جوارح سے نہیں بلکہ ضمیر اور دل کی پاکیزگی کے ساتھ۔ (ماجد)

(۵) پ۲ س ۲- آیت ۱۹۸-

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ

تمہیں اس باب میں کوئی مضائقہ نہیں کہ تم اپنے پروردگار کے ہاں سے تلاش معاش کرو

فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ

پھر جب تم جوق در جوق عرفات سے واپس ہونے لگو تو اللہ کا ذکر مشعر حرام کے پاس

الْحَرَامِ ۪ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ ۚ وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ

کرلیا کرو اور اس کا ذکر اس طرح کرو جیسا اس نے تمہیں بتایا ہے اور اس سے قبل تم یقیناً محض

قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ (۱۹۸)

ناواقفوں میں سے تھے۔

تفسیر۔ نوٹ ۱۔ فضلاً الخ۔ سب کا اتفاق ہے کہ فضل سے یہاں مراد مال اور نفع تجارت ہے (ماجد)

۲۔ حج کے فرض تین ہی ہیں۔ (۱) احرام پوشی (۲) ۹ر کو عرفات میں حاضری یا وقوف (۳) طواف فرض۔ اہم ترین رکن وقوف عرفات ہے۔

۳۔ اَفَضْتُم۔ اِفاضہ کے معنیٰ انبوہ در انبوہ چلنے یا واپس ہونے کے ہیں۔

۴۔ عرفات۔ مکہ معظمہ سے جو سڑک مشرق کی جانب طائف کو جاتی ہے اس پر مکہ سے کوئی بارہ میل کے فاصلہ پر کئی میل کے رقبہ کا ایک لمبا چوڑا میدان ہے۔ اس کا نام عرفات.... سال بھر یہ میدان بالکل سنسان پڑا رہتا ہے۔ صرف ایک دن یعنی ۹ر ذالحجہ کو اس کی پوری کسر نکل آتی ہے ....اس روز یہ میدان انسانوں سے بھر جاتا ہے ...... دوپہر سے لے کر آخر وقت

عصر تک اسی میدان میں رہنا چاہیئے اور اس کا اصطلاحی نام وقوف ہے۔ یہی حاضری اعمال حج کی جان ہے اور یہ سارا وقت توبہ واستغفار۔ عبادت، انابت ہی میں صرف ہونا چاہیئے۔ قریب غروب آفتاب مزدلفہ (مشعرالحرام) کے لئے کوچ ہو جانا چاہیئے۔

(۵) المشعرالحرام۔ مشعر کے لفظی معنی نشانی یا علامت کے ہیں۔ اور حرام یعنی محترم یا مقدس ..... نام اس خاص مقام کا جو مزدلفہ کی دو پہاڑیوں کے درمیان ہے۔ اور خود سارے مزدلفہ کو بھی مشعرالحرام ہی کہتے ہیں۔ ..... مزدلفہ مکہ سے کوئی ۶ میل کے فاصلہ پر ہے ..... منیٰ سے عرفات جانے کا ایک تو سیدھا راستہ ہے۔ حاجی ۹۔ کو عرفات اسی راستہ سے جاتے ہیں۔ واپسی میں حکم ہے کہ دوسرے راستہ سے لوٹیں۔ یہ ذرا چکر کا ہے۔ اور مزدلفہ اسی راستہ میں پڑتا ہے۔

۶۔ واذکروا اللّٰہ:۔ نے یاد دلایا کہ یہ رات رنگ رلیاں منانے کی نہیں۔ جاہلی قوموں کے میلوں ٹھیلوں کی طرح روشنی آتشبازی کے لئے نہیں۔ خواب غفلت میں پڑے رہنے کے لئے نہیں ..... ذکر و عبادت الٰہی کے لئے ہے۔ (ماجد)

۷۔ ضال ہمیشہ گمراہی کے معنی میں نہیں آتا ناواقف کے معنی میں بھی آتا ہے اور ضلال سے مراد احکام الٰہی سے ناواقفیت ہو سکتی ہے۔ (ماجد)

(۶) پ۲ س ۲۔ آیت (۱۹۹)

ثُمَّ اَفِیْضُوْا مِنْ حَیْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰہَ ؕ

ہاں تو تم وہاں جا کر واپس آؤ جہاں سے لوگ واپس آتے ہیں اور اللّٰہ سے مغفرت طلب

اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (۱۹۹)

کرو بیشک اللّٰہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

تفسیر (۱) ..... قریش کے گھڑے ہوئے عقیدوں میں سے ایک عقیدہ یہ بھی تھا کہ ہمیں حج میں عرفات کی حاضری کی کیا ضرورت ہے وہاں تک سب کے ساتھ جانا ہماری علوشان کے منافی ہے۔ ہمارے لئے مزدلفہ تک جانا کافی ہے۔ آیت انہی کی اصلاح کیلئے ہے۔

(۶) ..... حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ کوئی دن ایسا نہیں جس میں یوم عرفہ سے زیادہ بندے آگ سے آزاد کئے جاتے ہوں۔ (ماجد)

(۷) پ۲ س ۲۔ آیت ۲۰۰۔

فَإِذَا قَضَيْتُم مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَذِكْرِكُمْ

پھر جب تم اپنے مناسک ادا کر رہے ہو تو اللہ کی یاد کرو اپنے باپ دادوں کی یاد کی طرح

آبَاءَكُمْ أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا ۗ فَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ

بلکہ یہ یاد اس سے بھی بڑھ کر ہو اور لوگوں میں کچھ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ اے پروردگار ہمارے ہمیں دنیا

رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ (۲۰۰)

(ہی) میں دیدے اور ایسے شخص کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔

وَمِنْهُم مَّن يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَ

اور کوئی ان میں ایسے ہوتے ہیں جو کہتے ہیں کہ اے پروردگار ہمارے ہم کو دنیا میں (بھی)

فِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (۲۰۱)

بہتری دے اور آخرت میں (بھی) بہتری اور ہم کو آگ کے عذاب سے بچائے رکھنا۔

تفسیر۔ ۱۔ عرفات و مزدلفہ سے واپسی کے بعد منیٰ میں قیام تین دن ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ کو لازمی ہے اور بعض ائمہ کے نزدیک ۱۳۔ کو بھی۔

۲۔ اذا قضیتم۔ یعنی جب تم ادائے مناسک کر رہے ہو۔ اِذا۔ کے لفظ سے یہ دھوکا نہ ہو کہ یہاں حکم ادائے مناسک کے بعد کے لئے مل رہا ہے اذا ہمیشہ بعد کے لئے نہیں آتا ہمزمانی کے موقع پر بھی قرآن مجید میں آیا ہے۔

۳۔ مناسک شعائر حج کو کہتے ہیں۔

۴۔ ...... عرب جب منیٰ میں جمع ہوتے ..... تو اپنے بزرگوں کے مفاخر و مناقب کے پر زور بیان سے دلوں کو گرماتے ..... مسلمانوں کو حکم ملتا ہے کہ یہی جوش و خروش تم اللہ کے ذکر میں

دکھاؤ۔ مولانا رومیؒ نے اسی کو اپنی شاعرانہ وعاشقانہ زبان میں یوں ادا کیا ہے۔

عشق مولیٰ کے کم از لیلیٰ بود

گوے گشتن بہر او اولیٰ بود

۵۔ ربنا آتنا ..... رسول مقبول صلعم خود اس دعا کی کثرت رکھتے تھے ..... مزید تفسیر

یہ کہ دنیا میں ہمیں اعمال خیر عنایت ہوں اور آخرت میں ثمرات خیر۔ (ماجد)

(۸) پ ۲ س ۲۔ آیت ۲۰۳۔

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ؕ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ

اور اللہ کو (ان چند) گنے ہوئے دنوں میں (برابر) یاد کرتے رہو جو شخص (ان) دو

فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى ؕ

دنوں میں جلدی کرے اس پر (بھی) کوئی گناہ نہیں اور جو تاخیر کرے اس پر بھی کوئی گناہ نہیں (یہ)

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ (۲۰۳)

اس کے لئے جو ڈرتا رہتا ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جانے رہو کہ تم (سب) اسکی طرف جمع کئے جاؤ گے۔

تفسیر۔ نوٹ ۱:۔ ایام معدودٰت۔ یعنی ایام تشریق۔ زمانہ قیام منیٰ ہیں ..... تشریق

کے معنی قربانی سکھانے کے ہیں۔ ایام تشریق ۔ ۱۰-۱۱-۱۲۔ ذی الحجہ ہیں۔ (ماجد)

(۹) پ ۴ س ۳۔ آیت ۹۷۔

...... وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ

اور لوگوں کے ذمہ ہے حج کرنا اللہ کے لئے اس مکان کا (یعنی) اس شخص کے ذمہ

اِلَيْهِ سَبِيْلًا ؕ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ (۹۷)

جو وہاں تک پہونچنے کی طاقت رکھتا ہو اور جو کوئی کفر کرے تو اللہ سارے جہان سے بے نیاز ہے۔

تفسیر:۔ استطاعت سبیل سے مراد وہاں تک پہنچ جانے کے ذرائع د

اسباب ہیں۔ (ماجد)

(۱۰) پ ۱۰ س ۹۔ آیت ۳۔

وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖۤ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ

اور اعلان (کیا جاتا ہے) اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے لوگوں کے سامنے بڑے

الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۙ۬ وَرَسُوْلُهٗ ؕ (۳)

حج کے دن کہ اللہ اور اس کا رسول مشرکوں سے دستبردار ہیں۔

تفسیر۔ حج اکبر۔ حج ہی کو کہتے ہیں کوئی مخصوص قسم کا حج مراد نہیں۔ اکبر کا لفظ صرف حج اصغر یا عمرہ سے تقابل و امتیاز کے لئے ہے ...... یہاں مراد ۹ سنہ ہجری کا یوم الحج ہے۔ ... یوم الحج کی اصطلاح ۹۔ ذی الحجہ (یوم عرفہ) کے لئے ہے۔ ۱۰ ذی الحجہ کو یوم النحر کہتے ہیں ...... یہ اعلان حضرت علیؓ نے تمام قبائل عرب کے روبرو کیا تھا۔ (ماجد)

(۱۱) پ ۱۷ س ۲۲۔ آیت ۲۷۔

وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى

اور لوگوں میں حج کا اعلان کر دو لوگ تمہارے پاس پیدل بھی آئیں گے اور دُبلی

كُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ ۙ (۲۷)

اونٹنیوں پر بھی جو دور دراز راستوں سے پہنچی ہوں گی۔

تفسیر۔ نوٹ ۱۔ حضرت ابراہیمؑ کو اس اعلان کا حکم اس وقت ملا تھا جب دنیا نہ تار سے واقف تھی نہ ٹیلیفون سے ..... لیکن حضرت ابراہیمؑ نے خدا معلوم کس لاہوتی اسٹیشن سے ...... اس پیام کو نشر کیا کہ روئے زمین کے ہر براعظم کے ایک ایک گوشہ میں .... یہ آواز پہونچ گئی اور ہزاروں برس گزر گئے کہ خلقت آج تک اس بے آب و گیاہ سرزمین کی طرف کھنچی چلی آتی ہے ...... مفسرین نے ذکر کیا ہے کہ جب یہ حکم ملا تو حضرت ابراہیمؑ نے عرض کیا کہ اے پروردگار میری آواز کون سب کے کانوں تک پہونچائے گا؟ جواب ملا کہ ہم !۔ (ماجد)

(۱۲) آیت ۲۸:۔ لِّيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا

تاکہ اپنے فوائد کے لیے آ موجود ہوں اور تاکہ ایام معلوم میں اللہ کا

اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن

نام لیں ان چوپایوں پر جو اللہ نے ان کو عطا کیے ہیں پس تم بھی

بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۖ فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ (۲۸)

اس میں سے کھاؤ اور مصیبت زدہ محتاج کو بھی کھلاؤ۔

تفسیر۔ ۱:۔ مراد قربانی کی تاریخیں ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ذی الحجہ۔

۲۔ چوپایوں سے مراد قربانی کے جانور اونٹ گائے بھیڑ بکری ہیں۔

۳۔ قربانی کا منکر سطحی دماغ والا گروہ حال میں پیدا ہوا ہے اور کہتا ہے کہ قرآن میں کہیں قربانی کا ذکر نہیں ملتا۔ کاش وہ قرآن ہی پر غور کرنا سیکھے اور اس آیت سے قربانی کا سبق لے۔ (ماجد)

(۱۳) آیت ۲۹:۔ ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ

پھر لوگوں کو چاہیے کہ اپنا میل کچیل دور کریں اور اپنے واجبات

وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ (۲۹)

پورا کریں اور چاہیے کہ (اس) قدیم گھر کا طواف کریں۔

تفسیر۔ نوٹ ۱:۔ احرام اتار دیں حجامت بنوائیں غسل کریں ..... (ماجد)

نوٹ ۲:۔ نذر جس مراد کے لئے بھی مانی جائے چاہیے کہ ہمیشہ اللہ ہی کے نام کی ہو۔ کسی اور کے نام کی نذر حرام ہے۔ (ماجد)

نوٹ ۳:۔ یہ طواف فرض ہے..... طواف الزیارۃ یا طواف الافاضہ کہلاتا ہے۔ (ماجد)

باب ۷

قُربانی

(۱) پ ۲ س ۲ - آیت ۱۹۶:-

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ۚ فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ

اور حج اور عمرہ کو اللہ کے لئے پورا کرو پھر اگر گھر جاؤ تو جو بھی

فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ

قربانی کا جانور میسر ہو (اُسے پیش کر دو)

تفسیر - نوٹ ۱ - اگر کسی دشمن کی روک تھام کے باعث - یا کسی بیماری وغیرہ سے معذور ہو کر راستہ ہی میں رُک جانا پڑے ...... تو قربانی کا جانور جو ساتھ ہو اُسے وہیں ذبح کر دو - اور احرام کھول دو ......

نوٹ ۲ - احصار کے معنی گھر جانے کے ہیں خواہ وہ کسی سبب سے ہو ....

نوٹ ۳ - ھدی - کے لفظی معنی محض اُس پیشکش کے ہیں جو خانہ کعبہ کے لئے بھیجا جائے ..... قربانی کا ہر جانور اس سے مراد ہے ..... (ماجد)

(۲) پ ۶ س ۵ - آیت ۲ -

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا

اے ایمان والو بے حرمتی نہ کرو اللہ کی نشانیوں کی اور نہ حرمت والے مہینوں کی

الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَآئِدَ وَلَاۤ اٰمِّيْنَ

اور نہ (حرم میں) قربانی والے جانوروں کی اور نہ گلے میں پٹے پڑے ہوئے جانوروں کی اور نہ بیت الحرام

الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ۭ

کے قصد کرنیوالوں کی جو اپنے پروردگار کے فضل اور رضا مندی کے طالب رہتے ہیں -

تفسیر۔ نوٹ ۱۔ شعائر اللہ۔ شعائر جمع شعیرہ کی ہے۔ مراد اعلام الٰہی ہیں یعنی وہ چیزیں جن کے ادب و احترام کے تحفظ کے لئے اللہ نے کچھ احکام مقرر کر دیئے ہیں

نوٹ ۲۔ الھدیٰ۔ لفظ ان قربانیوں کے لئے مخصوص ہے جو کعبہ مقدس کو لے جائی جاتی ہیں۔ ان کی بے حرمتی یہ ہوگی کہ ان قربانیوں سے تعرض کیا جائے۔

نوٹ ۳۔ القلائد:۔ یہ پٹے اسی نشانی کے لئے گلے میں پڑے رہتے تھے کہ یہ اللہ کی نذر ہیں حرم ہی میں ذبح ہوں گی ..... (ماجد)

(۳) پ ۷ س ۵ - آیت ۹۷

جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ

اللہ نے کعبہ کے مقدس گھر کو انسانوں کے باقی رہنے کا مدار ٹھہرایا ہے (نیز) حرمت

وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَآئِدَ ط

والے مہینہ کو اور حرم میں قربانی کو اور گلے میں پٹے پڑے ہوئے جانوروں کو۔

نوٹ:۔ کعبہ۔ بیت الحرام شھر الحرام کی بابت تفسیر اُن ہی عنوان کے ابواب میں ملاحظہ ہو۔ ھدیٰ۔ قلائدہ کی بابت تفسیر ملاحظہ ہو شمار ۲۔ باب ھٰذا۔

(۴) پ ۱۷ س ۲۲ - آیت ۲۸ - منزل ۴

لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ

تاکہ اپنے فوائد کے لئے آموجود ہوں اور تاکہ ایام معلوم میں اسکا نام لیں

اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ

ان چوپایوں پر جو اللہ نے ان کو عطا کئے ہیں پس تم بھی اس میں سے

فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ (۲۸)

کھاؤ اور مصیبت زدہ محتاج کو بھی کھلاؤ۔

نوٹ:۔ باب ۶ شمار نمبر ۱۲ - میں بھی یہ آیت کریمہ لکھی گئی ہے۔

تفسیر ۱ :- ایام معلومٰت :- مراد قربانی کی تاریخیں ۱۰-۱۱-۱۲ ذی الحجہ ہیں۔ (ماجد)

۲:- چوپایوں سے مراد قربانی کے جانور، اونٹ گائے بھیڑ بکری ہیں۔ (ماجد)

۳:- قربانی کا منکر سطحی دماغ والا گروہ حال میں پیدا ہوا ہے اور کہتا ہے کہ قرآن میں کہیں قربانی کا ذکر نہیں ملتا۔ کاش وہ قرآن پر غور کرنا سیکھے اور اس آیت سے قربانی کی اہمیت کا سبق لے۔ (ماجد)

(۵) پ ۱۷ س ۲۲ - آیت ۳۲ :-

وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ (۳۲)

اور جو کوئی (دین) خدا کی یادگاروں کا ادب رکھے گا سو یہ (ادب) دلوں کی پرہیزگاری میں سے ہے۔

تفسیر :- شعائر اللہ سے یہاں خاص طور پر قربانیاں مراد ہیں۔

(۶) ...... آیت ۳۳ - لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى

تمہارے لئے ان سے فوائد حاصل کرنا (جائز ہیں) ایک مدت معین

ثُمَّ مَحِلُّهَآ اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ (۳۳)

تک پھر اس (کے ذبح) کا موقع بیت عتیق کے قریب ہے۔

تفسیر :- یعنی جب تک وہ جانور باقاعدہ شرعی ہدی نہ بنا دیا جائے اس جانور سے اور کام لینا مثلاً اس پر سواری یا باربرداری دودھ وغیرہ سب جائز ہیں۔ (ماجد)

(۷) پ ۱۷ س ۲۲ - آیت ۳۶ :-

وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا

اور قربانی کے جانوروں کو ہم نے تمہارے لئے اللہ (کے دین) کی یادگاریں بنا دیا ہے

خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ ۚ فَاِذَا وَجَبَتْ

تمہارے حق میں ان ہی کے اندر بھلائی (رکھ دی گئی) ہے۔ سو تم انہیں کھڑے کر کے ان پر اللہ کا نام

جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَ اَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَ الْمُعْتَرَّ ط

لیا کرو پھر جب وہ کروٹ کے بل گر پڑیں تو خود بھی ان میں سے کھاؤ اور بے سوال اور سوالی کو بھی کھلاؤ۔

تفسیر ۱:۔ بدن جمع ہے بدنہ کی اصلی معنی یاں موٹا تازہ اونٹ کے لیکن اہل عربیت نے اس سے گائے اور اونٹ دونوں مراد لیے ہیں ..... قربانی کے دوسرے جانور یعنی بھیڑ بکری بھی اسی حکم میں داخل ہیں۔

نوٹ ۲:۔ یہ خاص کر اونٹ کی قربانی کا ہے اس کو اس طریقہ پر ذبح کیا جاتا ہے۔ بدنہ کا اصل اطلاق بھی اسی پر ہوتا ہے اور اسی کی قربانی افضل بھی ہے .....

نوٹ ۳:۔ قانع وہ ہے جو صبر کئے بیٹھا ہے جو کچھ بھی مل جائے اسے قبول کر لیتا ہے۔

نوٹ ۴:۔ معتر:۔ وہ ہے جو بے قرار ہو کر مانگتا رہتا ہے۔

نوٹ ۵:۔ بعض عارفین نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلعم قربانی کا گوشت اہتمام کے ساتھ تناول فرماتے تھے جو دلیل ہے اس کے مندوب ہونے کی، راز اس کا یہ ہے کہ جو چیز بھی اللہ کی جانب منسوب ہو جائے وہ ہے ہی اس قابل کہ اس سے رغبت کی جائے۔ (ماجد)

(۸) آیت ۳۷:۔ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ

اللہ تک نہ ان کا گوشت پہونچتا ہے اور نہ ان کا خون البتہ اس کے

يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ط

پاس تمہارا تقویٰ پہونچتا ہے۔

نوٹ:۔ یعنی اجر تو تمہارے اخلاص و نیت ثواب پر ملتا ہے۔ آیت نے قربانی کے سلسلے میں ایک بڑی اہم اصل کا بیان کر دیا۔

(۹) پ ۳۰ س ۱۰۸۔ آیت ۲:۔

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ (۲)

سو آپ اپنے پروردگار کی نماز پڑھئے اور قربانی کیجیے۔

(۱) نَحر - اونٹ کی قربانی کرنا - اونٹ کو ذبح کرنا - سینہ پر زخم لگانا (لغت)

(۲) قربانی حضرت صلعم پر ضرور تھی اور امت میں مالدار پر ہے مفلس پر ضرور نہیں (مصنف)

(۳) بدنی و روحی عبادات میں سب سے بڑی چیز نماز ہے اور مالی عبادات میں قربانی ایک ممتاز حیثیت رکھتی ہے کیونکہ قربانی کی اصل حقیقت جان کا قربان کرنا تھا۔ جانور کی قربانی کو بعض حکمتوں اور مصلحتوں کی بنا پر اس کے قائم مقام کر دیا گیا جیسا کہ حضرت ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام کے قصہ سے ظاہر ہے ...... نحر کے معنی قربان کرنے کے ہیں گویا اس میں مشرکین پر تعریض ہوئی کہ وہ نماز اور قربانی بتوں کے لئے کیا کرتے تھے۔ مسلمانوں کو یہ کام خالص خدائے واحد کے لئے کرنے چاہئیں۔ (عثمانی)

(۱۰) پ ۱۷ س ۲۲ - آیت ۳۴ - منزل ۴۔

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى

اور ہم نے ہر ایک امت کے لئے قربانی رکھدی تھی تاکہ وہ لوگ اللہ کا نام ان چوپایوں

مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ؕ

پر لیں جو اس نے انھیں دے رکھے ہیں۔

نوٹ:۔ قربانی کا حکم کسی نہ کسی صورت میں ہر پچھلی شریعت میں موجود رہا ہے۔ یہ شریعت اسلامی کا کوئی نیا اور انوکھا حکم نہیں اور اہل کتاب کے مذاہب ...... میں تو قربانی مذہب کا ایک رکن ہے ...... آج منکرین کا جو گروہ کہہ رہا ہے کہ قربانی کا حکم قرآن میں کہیں مذکور نہیں کاش وہ آیت ۲۸ - ۲۹ (پ ۱۷ س ۲۲) کی طرح اس آیت پر بھی غور کرنا سیکھے۔ (ماجد)

باب ۸

بیت اللہ۔ کعبہ۔ مسجد الحرام

(۱) پ ۱ س ۲۔ آیت ۱۲۵:۔

وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ (۱۲۵)

ترجمہ:۔ اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب ہم نے خانہ (کعبہ) کو لوگوں کے لئے ایک مقام رجوع اور مقام امن مقرر کیا۔ اور مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بنالو۔ اور ہم نے ابراہیم اور اسمٰعیل کی طرف حکم بھیجا کہ تم دونوں میرے گھر کو پاک صاف رکھو طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع کرنے والوں اور سجدہ کرنیوالوں کے لئے۔

تفسیر:۔ ا۔ ...... البیت۔ سے مراد بیت الحرام یا خانہ کعبہ ہے ...... یہ عمارت روئے زمین پر خدائے واحد کی عبادت کا قدیم ترین مکان ہے ...... انیسویں صدی کے ربع آخر میں انگریز مصنف باسورتھ اسمتھ نے لکھا ہے کہ یہ وہ معبد ہے جس کی قدامت عہد تاریخ سے پرے ہے ...... آگے قدیم رومی مؤرخ جس کا زمانہ خود حضرت مسیح سے ایک صدی قبل کا ہے۔ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ اس وقت بھی یہ معبد قدیم ترین تھا اور ساری نسل عرب کا نہایت مقدس مرجع تھا۔

(۲) مَثَابَةً :۔ کے معنی ہیں وہ مقام جس کی طرف انسان بار بار رجوع کرے اور پھر جی نہ بھرے ...... رجوع کے ساتھ عبادت کا مفہوم بھی .... اس لفظ میں شامل ہوگیا

امنًا۔ مامونیت اس سے ظاہر ہے کہ صرف عمارت کعبہ یا مسجد الحرام ہی نہیں بلکہ اردگرد کی سرزمین میلوں تک داخل حرم ہے۔

حرم :۔ وہ علاقہ ہے جہاں انسان کی جان لینا الگ رہا جانور تک کا شکار جائز نہیں ......بڑے بڑے مجرم مشرکوں کے دور حکومت میں بھی جرم کر کے خانہ کعبہ کی دیوارو کے درمیان آکر پناہ پا جاتے تھے۔

مقام ابراہیم :۔ (الف) کے معنی اس پتھر کے ہی لئے گئے ہیں جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم خانہ کعبہ کی تعمیر کرتے تھے۔ یہ پتھر خانہ کعبہ سے چند ہی فٹ کے فاصلہ پر اب بھی ایک حجرے میں محفوظ ہے۔

مصلی ۔نماز کی جگہ یا دعا کی جگہ۔ حجرے کے سامنے طواف کے سات پھیروں کے بعد دو رکعت نماز پڑھی جاتی ہے۔ (ماجد)

(ب) مقام ابراہیم وہ وہ پتھر جس پر کھڑے ہو کر خانہ کعبہ کو تعمیر کیا تھا اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کا نشان ہے۔ اور اسی پتھر پر کھڑے ہو کر حج کی دعوت دی تھی۔ (عثمانی)

(۲) حضرت اسمٰعیلؑ۔ حضرت ابراہیمؑ کے فرزند اکبر تھے۔ آپ کی مصری بیوی حضرت ہاجرہ کے بطن سے۔ سال ولادت غالباً ~~۲۰۷۴~~ ق۔م۔ سال وفات غالباً ۱۹۳۰ ق۔م۔ توریت میں ہے کہ عمر ۱۳۷ سال کی پائی۔ آپ کے بارہ فرزند ہوئے اور ان سے بارہ نسلیں چلیں ..... عرب کا مشہور و عالی نسب قبیلہ قریش آپ ہی کی نسل سے ہے۔

(۳) بیتی ۔میرے گھر سے مراد صرف یہ ہے کہ وہ گھر جو میری یاد و عبادت کے لئے مخصوص و نامزد ہو چکا ہے۔

(۴) عٰکفین ۔عکوف کے لفظی معنی ہیں کسی جگہ کے رہنے کو تعظیماً لازم کر لینا اصطلاح شریعت میں نام ہے مسجد کے اندر بہ نیت عبادت قیام کو کسی مدت کیلئے لازم کر لینے کا .... اعتکاف موجب اجر و قربت ہے۔ (ماجد)

(۵) لفظ مثابۃ کا ترجمہ یکساں نہیں ہے۔ حضرت شیخ الہند نے اور شاہ عبدالقادر صاحبؒ نے اس لفظ کا ترجمہ "اجتماع کی جگہ" لکھا ہے۔ دیگر تراجم حسب ذیل ہیں۔

(۱) حضرت تھانوی "معبد" مولانا مودودی "مرکز" مولوی نذیر احمدؒ مرجع و معبد) احمد رضا خاںؒ مرجع۔ شاہ رفیع الدین "جائے ثواب"۔

(۴) للطائفین۔ العٰکفین۔ کے تراجم میں بھی یکسانیت نہیں ہے۔ حضرت تھانویؒ نے ان الفاظ کا ترجمہ بیرونی اور مقامی لوگ لکھا ہے۔ چند دیگر مترجمینؒ نے طواف والوں اعتکاف والوں اور بعض نے طواف کرنیوالوں اور اعتکاف کرنیوالوں۔ لکھا ہے۔

(۲) پ ۱ سس ۲۔ آیت ۱۲۷۔

وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ط

ترجمہ:۔ اور (وہ وقت بھی یاد رکھنے کے قابل ہے) جب ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ خانہ (کعبہ) کی بنیادیں بلند کر رہے تھے۔

تفسیر۔ (۱) بیت سے مراد خانہ کعبہ ہے۔

(۲) یرفعُ۔ کا لفظ قابل غور ہے۔ بنیادیں اول بار رکھی نہیں جا رہی تھیں وہ تو حضرت آدمؑ اپنے عہد میں رکھ گئے تھے۔ عمارت کے منہدم ہو جانے کے بعد اب انہیں از سر نو اٹھایا جا رہا تھا۔

(۳) باسور بھا اسمیتہ:۔ بنیاد کعبہ کا سلسلہ حسب روایات اسمٰعیل اور ابراہیم تک پہونچتا ہے بلکہ شیثؑ اور آدم تک۔

(۳) پ ۲ سس ۲۔ آیت ۱۴۴۔

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَآءِ ج فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا ص فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ط

ترجمہ:۔ بیشک ہم نے دیکھ لیا آپ کے منہ کا بار بار آسمان کی طرف اٹھنا سو ہم ضرور آپ کو متوجہ کر دیں گے اس قبلہ کی طرف جسے آپ چاہتے ہیں۔ اچھا اب کر لیجئے اپنا چہرہ مسجد الحرام کی طرف۔

تفسیر۔ (۱) ..... فرشتۂ وحی کے انتظار میں آپ کی نظر بار بار آسمان کی طرف اٹھ جاتی تھی ..... حق تعالیٰ اگرچہ ہرگز کسی جہت کا پابند کسی مکان سے محدود نہیں تاہم تجلیات خاصہ کو قرآن میں آسمان کی جانب منسوب کیا گیا ہے ..... محققین نے لکھا ہے کہ بوقت اضطرار دعا آسمان کی طرف منہ کرنا موجبات قبول میں سے ہے۔

(۲) کیا ٹھکانا ہے اس بلندی مرتبہ کا کہ مولیٰ خود طالب رضا عبد ہو جائے۔ اقبال نے اسی مقام کی تشریح کی ہے۔

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندہ سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

(۳) فَوَلِّ ۔ ابھی وعدہ ہوا تھا تحویل قبلہ کا اب حکم صادر ہو گیا تحویل قبلہ کا۔

(۴) المسجد الحرام :۔ عزت و حرمت والی مسجد سے مراد مکہ معظمہ کی وہ مسجد اعظم ہے جس کے اندر خانہ کعبہ واقع ہے۔ خانہ کعبہ بہت ہی مختصر عمارت کا نام ہے ...... امت کی سہولت کے لئے نسبتہً ایک بہت بڑی عمارت کا نام دے دیا گیا ...... محققین کے نزدیک یہاں مسجد حرام سے مراد کعبہ ہی ہے ..... مسجد حرام کی موجودہ عمارت کا نقش اول خلیفہ مہدی عباسی کے زمانہ کا ہے۔ بعد کے خلفاء سلاطین برابر اس میں اضافہ کرتے رہے۔ خصوصاً ترک سلاطین۔ موجودہ ہیئت سلطان سلیم ثانی (متوفی ۱۵۷۴ء) کے عہد سے تقریباً قائم ہے ....

(۵) شطر سے مراد ہے مسجد حرام کی سمت میں یا اس کے رخ پر ..... (ماجد)

(۴) پ ۲ س ۲ - آیت ۱۵۰ :۔

وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ط

ترجمہ :۔ اور آپ جس جگہ سے بھی (باہر) نکلیں اپنا منہ مسجد حرام کی طرف موڑ لیا کریں۔

تفسیر۔ یہاں تک یہ حکم استقبال کعبہ کل ملا کر چھ بار آچکا ہے اہل لطائف و اسرار نے لکھا ہے کہ ہر بار کے حکم سے ایک ایک خاص اشارہ مقصود ہے۔

(۵) پ ۲ س ۲۔ آیت ۱۹۱:۔

......وَلَا تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ ۚ فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ ۗ كَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ (۱۹۱)

ترجمہ:۔ اور ان سے مسجد حرام کے قریب قتال نہ کرو جب تک وہ (خود) تم سے قتال نہ کریں ہاں اگر وہ (خود) تم سے قتال کریں تو (تم بھی) انہیں قتل کرو یہی سزا ایسے کافروں کی

تفسیر:۔ حفاظت خود اختیاری حدود حرم کے اندر بھی قتال کو جائز کر دیگی (راجد)

(۶) پ ۲ س ۲ ۔ آیت ۲۱۷:۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ۗ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ۗ وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌۢ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۖ وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ۗ ....

ترجمہ:۔ اور آپ سے حرمت والے مہینہ کی بابت (یعنی) اس میں قتال کی بابت دریافت کرتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ اس میں قتال کرنا بڑا (گناہ) ہے اور اس سے کہیں بڑے (جرم) اللہ کے نزدیک اللہ کی راہ سے روکنا اور اللہ سے کفر کرنا اور مسجد الحرام سے روک دینا اور اس سے اس کے رہنے والوں کو نکال دینا ہیں اور فتنہ قتل سے (کہیں) بڑھ کر ہے۔

(۷) پ ۴ س ۳۔ آیت ۹۶:۔

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ (۹۶) فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ

وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ط

ترجمہ:۔ سب سے پہلا مکان جو لوگوں کے لئے تجویز کیا گیا وہ وہ ہے جو مکہ میں ہے (سب کیلئے) برکت والا اور سارے جہان کے لئے راہ نما ہے۔ اس میں کھلے ہوئے نشان ہیں (ان میں سے ایک) مقام ابراہیم ہے اور جو کوئی اس میں داخل ہو جاتا ہے وہ امن سے ہو جاتا ہے۔

تفسیر:۔ (۱) بیت:۔ مراد خانہ کعبہ ہے جس کی اولیں تعمیر حضرت آدمؑ نے کی تھی اور اس کے منہدم ہو جانے کے بعد از سر نو حضرت ابراہیم و اسمٰعیلؑ نے کی۔

(۲) وضع للناس:۔ یعنی لوگوں کی طاعت و عبادت کے لئے بنا۔

(۳) کعبہ کو سب سے پہلا معبد بتا کر یہود کو یہ بھی جتلا دیا گیا کہ کعبہ تو بیت المقدس سے بھی قدیم تر ہے۔

(۴) بکۃ:۔ مکہ ہی کا دوسرا نام ہے۔ (ماجد)

(۸) پ ۶ س ۵ - آیت ۲۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ ......
وَلَآ آٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ ......

ترجمہ:۔ اے ایمان والو بے حرمتی نہ کرو اللہ کی نشانیوں کی ...... اور نہ بیت الحرام کے قصد کرنے والوں کی ......

(۹) پ ۷ س ۵ - آیت ۹۷۔

جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ ---(۹۷)

ترجمہ:۔ اللہ نے کعبہ کے مقدس گھر کو انسانوں کے باقی رہنے کا مدار ٹھہرایا ہے۔

تفسیر:۔ (۱) کعبہ "مربع مکان" کو کہتے ہیں۔ چونکہ یہ مربع ہے اس لئے اس نام سے مشہور ہوا۔ (قاموس)

(۲) کعبہ کے معنی بلند مقام کے ہیں اور یہ بلندی ظاہری و معنوی دونوں کی جامع ہے۔

(۳) قیٰماً للناس :۔۔۔یعنی جب تک انسانی آبادی قائم ہے خانہ کعبہ کا وجود بھی باقی رہے گا۔

(۴) احادیث میں آتا ہے کہ جب خانہ کعبہ کا ہدم کافروں کے ہاتھ سے ہوجائیگا تو اسی کے بعد قیامت بھی آجائے گی۔ (ماجد)

(۱۰) پ ۹ س ۸۔ آیت ۱۳۴۔

وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوْٓا اَوْلِيَآءَهٗ ؕ

ترجمہ :۔ ہاں یہ بھی ان لوگوں کے لئے نہیں کہ اللہ ان پر عذاب (ہی سرے سے) نہ لائے درآنحالیکہ وہ مسجد حرام سے روکتے ہیں جب کہ وہ اس کے متولی ہی نہیں۔

تفسیر :۔ یعنی حرم شریف کے اندر داخلے سے اس میں نماز پڑھنے سے اس کے اندر طواف کرنے سے یہ ظالم لوگ مسلمانوں کو اور رسول اسلام صلعم کو برابر روک رہے ہیں۔

(۱۱) پ۱۰ س ۹۔ آیت ۱۹:۔

اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ

ترجمہ :۔ کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانے اور مسجد حرام کے آباد رکھنے کو (برابر) قرار دے لیا ہے اس شخص (کے عمل) کے جو ایمان رکھتا ہے اللہ اور روز آخرت پر اور اس نے جہاد بھی اللہ کی راہ میں کیا یہ لوگ برابر نہیں ہوسکتے اللہ کے نزدیک۔

تفسیر :۔ روایتوں میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عباس بن عبدالمطلب نے اپنے زمانہ کفر میں اور شیبہ نے حضرت علی کے مقابلہ میں اپنی خدمات کعبہ و زائرین کعبہ پر

فخر کیا تھا۔ یہ آیت اسی موقع پر نازل ہوئی۔ (ماجد)

(۱۲) پ ۱۰ س ۹۔ آیت ۲۸۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا یَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ج

ترجمہ:۔ اے ایمان والو مشرکین تو نرے ناپاک ہیں سو اس سال کے بعد مسجد حرام کے پاس بھی نہ آنے پائیں۔

تفسیر۔ (۱) نجسٌ:۔ مراد اس نجاست سے نجاستِ عقائد ہے نہ کہ نجاستِ اعیان و اجسام۔

(۲) یعنی حدود حرم کے اندر بہ غرض حج وعمرہ نہ داخل ہونے پائیں۔ ممانعت کا تعلق مطلق داخلۂ حرم و داخلۂ مسجد حرام سے نہیں۔

(۳) ..... اہل کتاب بھی ..... مشرکین ہی کے حکم میں داخل ہیں۔

(۴) حدیثوں سے تمام جزیرہ عرب کا یہی حکم ثابت ہے۔ مشرکین کے لئے بھی اور یہود و نصاریٰ کے لئے بھی۔

(۵)..... مسافرانہ امام کی اجازت سے آنا اگر امام کے نزدیک خلاف مصلحت نہ ہو مضائقہ نہیں۔

(۶) سال سے مراد ۹ سنہ ہجری ہے۔ (ماجد)

(۱۳) پ ۱۳ س ۱۴۔ آیت ۳۷۔

رَبَّنَآ اِنِّیْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِكَ الْمُحَرَّمِ لا

ترجمہ:۔ اے ہمارے پروردگار میں نے اپنی کچھ اولاد کو ایک بے زراعت میدان میں آباد کر دیا ہے تیرے معظم گھر کے قریب۔

تفسیر۔(۱) کعبہ اگرچہ اس وقت منہدم حالت میں تھا تاہم اس کی جگہ تو خوب جانی پہچانی ہوئی اور نگاہوں میں محترم و متبرک تھی۔

(۲) ذریت سے مراد حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور ان کا سلسلہ اولاد ہے۔ (ماجد)

(۱۴) پ ۱۵ س ۱۷ - آیت ۱

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ط اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ (۱)

ترجمہ:۔ پاک ذات ہے وہ جو اپنے بندہ کو راتی رات مسجد حرام سے مسجد اقصٰی تک لے گیا۔ جس کے ارد گرد کو ہم نے بابرکت بنا رکھا ہے تاکہ ان (بندہ) کو ہم بعض اپنے عجائب (قدرت) دکھائیں بیشک سمیع بصیر (وہی اللہ) ہے۔

تفسیر:۔ (۱) مسجد الحرام۔ یعنی خانہ کعبہ کی مسجد

(۲) مسجد الاقصٰی یعنی قبلہ اول بیت المقدس کی مسجد

(۳) اقصٰی یعنی شہر مکہ سے بہت دور

(۱۵) پ ۱۷ س ۲۲ - آیت ۲۵۔

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَیَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِیْ جَعَلْنٰہُ لِلنَّاسِ سَوَآءَ نِ الْعَاکِفُ فِیْہِ وَالْبَادِ ط وَمَنْ یُّرِدْ فِیْہِ بِاِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُّذِقْہُ مِنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ (۲۵)

ترجمہ:۔ بیشک جو لوگ کافر ہیں اور (لوگوں کو) روکتے ہیں اللہ کی راہ سے اور مسجد حرام سے جس کو ہم نے مقرر کیا ہے لوگوں کے واسطے کہ اس میں رہنے والا اور باہر سے آنے والا (سب) برابر ہیں اور جو کوئی بھی اس کے اندر کسی بے دینی کا ارادہ ظلم سے

کرے گا اسے عذاب دردناک چکھائیں گے۔

تفسیر۔ (۱) اللہ کی راہ سے یعنی دین کے کام سے۔ یہاں مراد عمرہ ہے ۶ھ میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت کثیر کے ساتھ مدینہ سے عمرہ کا قصد کیا تھا تو مشرکین مکہ نے آپ کو مقام حدیبیہ پر آکر آگے بڑھنے سے روک دیا تھا اشارہ اسی طرف ہے مفصل ذکر سورہ فتح کے ذیل میں ہے۔

(۲) المسجد الحرام۔ مراد یہاں پورا رقبہ حرم ہے۔

(۳) حرم محترم کے دروازہ ہر مومن کے لئے کھلے ہوئے ہیں کسی کے واسطے کوئی خصوصیت نہیں۔ پردیسی اور وطنی ملکی و آفاقی دونوں اس پر یکساں حق رکھتے ہیں۔ فقہ حنفیہ نے اسی آیت سے اخذ کرکے لکھا ہے کہ حرم کی سرزمین مثل وقف کے ہے۔ کسی کو اس میں ملک کا دعویٰ کرنا یا کسی کو ان حدود میں انتفاع سے روکنا جائز نہیں۔ نہ یہاں کی اراضی کا کرایہ لینا درست ہے۔ مکہ کے مکانات کی بیع کی کراہت پر خود تابعین اور صحابہ کی روایات موجود ہیں....

(۱۶) پ ۱۷ س ۲۲۔ آیت ۲۶۔

وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْـًٔا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ (۲۶)

ترجمہ:۔ اور (وہ وقت یاد دلائیے) جب ہم نے ابراہیم کو بیت اللہ کی جگہ بتادی (اور حکم دیا) کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اور میرے گھر کو پاک رکھنا طواف کرنے والوں اور قیام و رکوع و سجود کرنے والوں کے لئے۔

تفسیر۔ (۱) بیت اللہ یعنی خانہ کعبہ

(۲) بوّانا۔ یعنی خانہ کعبہ کی عمارت اس وقت موجود نہ تھی حضرت ابراہیمؑ نے ہدایت غیبی پاکر خود وہاں تعمیر شروع کی۔ (ماجد)

(۳) کہتے ہیں کعبہ شریف کی جگہ آگے سے بزرگ تھی پھر بعد مدتوں کے نشان نہ رہا تھا حضرت ابراہیمؑ کو حکم ہوا پھر عمارت بنائی اور تازہ کیا۔ ایک بادل غیب سے آ کھڑا ہوا اس کی چھاؤں میں لکیر ڈالی اور بنیاد رکھی ..... (قادر)

(۱۷) پ ۲۰ س ۲۸ آیت ۵۷:-

وَقَالُوٓا اِنْ نَّتَّبِعِ الْهُدٰى مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا ؕ اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا يُّجْبٰٓى اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَىْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ (۵۷)

ترجمہ:- اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر ہم آپ کے ساتھ ہو کر ہدایت پر چلنے لگیں تو اپنی سرزمین سے نکال دیئے جائیں۔ کیا ہم نے ان کو امن و امان والے حرم میں جگہ نہیں دی جہاں ہر قسم کے پھل کھنچے چلے آتے ہیں ہمارے پاس سے بطور رکھانے کے لیکن ان میں سے اکثر لوگ (اتنی بات بھی) نہیں جانتے۔

تفسیر:- مطلب یہ ہوا کہ یہ لوگ ہماری قدرت اور رزاقی پر غور نہیں کرتے کہ کہاں تو انہیں ایسے ویران اور بیہڑ سرزمین پر پیدا کیا اور پھر ایک دن کے لئے بھی بھوکا نہیں رکھا۔ رزق کی ہر قسم کی افراط رکھی اور ان کے وطن کو حرم قرار دے کر کشت و خون تک سے محفوظ کر دیا ..... (ماجد)

(۱۸) پ ۲۱ - س ۲۹ - آیت ۶۷:-

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ ؕ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَكْفُرُوْنَ (۶۷)

ترجمہ:- کیا ان لوگوں نے اس پر نظر نہیں کی کہ ہم نے (ان کے شہر کو) امن والا

حرم بنایا ہے اور ان کے گردو پیش لوگوں کو نکالا جا رہا ہے تو کیا یہ لوگ جھوٹے معبودوں پر ایمان رکھیں گے اور اللہ کی نعمتوں کی ناشکری ہی کرتے رہیں گے۔

(۱۹) پ ۲۶ س ۴۸ - آیت ۲۵:-

هُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ مَعْكُوفًا أَنْ يَبْلُغَ مَحِلَّهُ ط

ترجمہ:- یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے کفر کیا اور تم کو مسجد حرام سے روکا اور قربانی کے جانور کو جو رکا ہوا رہ گیا تھا اس کے موقع میں پہونچنے سے روک دیا۔

تفسیر- المسجد الحرام - اس کے تحت میں خانہ کعبہ اور اس کے ملحقات و توابع سب داخل ہیں۔ (ماجد)

(۲۰) پ ۲۷ س ۵۲ - آیت ۴:-

...... وَالْبَيْتِ الْمَعْمُورِ (۴)

ترجمہ ماجد:- اور بیت المعمور کی

ترجمہ قادریؒ:- اور آباد گھر کی

تفسیر- (۱) کعبہ کو کہا یا ساتویں آسمان پر کعبہ ہے فرشتوں کے طواف کا (قادر)

(۲) فرشتوں کا عبادت خانہ ساتویں آسمان پر...... جس کے عین محاذ میں زمین پر خانہ کعبہ واقع ہے۔ (ماجد)

(۲۱) پ ۳۰ س ۱۰۶ - آیت ۳:-

فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هَٰذَا الْبَيْتِ (۳)

ترجمہ:- چاہیئے تھا کہ اس خانہ (کعبہ) کے مالک کی عبادت کریں۔

تفسیر- هَٰذَا الْبَيْتِ:- یعنی خانہ کعبہ (ماجد)

باب ۹

مَکّہ

(۱) پ ۱ س ۲ - آیت ۱۲۶:-

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ

ترجمہ:- اور (وہ وقت بھی یاد رکھنے کے قابل ہے) جب ابراہیم نے عرض کی کہ اے میرے پروردگار اس شہر کو امن والا بنا دے اور اس میں رہنے بسنے والوں کو روزی دے پھلوں سے (یعنی) ان رہنے والوں کو جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان لائیں۔

تفسیر:- ابراہیم خلیل اللہ کی یہ دعائیں جس حیرت انگیز طریقہ پر پوری ہوئیں وہ خود ایک معجزہ ہے۔ پہلی دعا یہ تھی کہ شہر مکہ کو امن والا بنا دیا جائے...... امن وامان کے لحاظ سے مکہ اور حوالی مکہ آپ اپنی نظیر ہیں...... خونی بھی اگر آ کر خانہ کعبہ کے اندر پناہ گزین ہو جائے تو اُسے وہاں قتل نہیں کیا جا سکتا...... دوسری دعا یہ تھی کہ مکہ والوں کو پھل پھلاری کھانے کو ملتے رہیں۔ مکہ واقع ایسی جگہ ہے کہ ساری زمین سخت ریتلی ہے یا سخت پتھریلی۔ بارش بھی بہت قلیل مقدار میں ہوتی ہے..... تازہ و سبز گھاس تک نہیں پیدا ہوتی.....

لیکن ان سب کے باوجود جتنے تازہ تازہ پھل میوے ترکاریاں غلے چاہیئے شہر تک میں خرید لیجئے..........(ماجد)

(۲) پ ۴ س ۳ - آیت ۹۶:-

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّةَ

مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ (۹۶)

ترجمہ:۔ سب سے پہلا مکان جو لوگوں کے لیے وضع کیا گیا وہ ہے جو مکہ میں ہے (سب کے لیے) برکت والا اور سارے جہان کیلئے راہ نما ہے۔

نوٹ:۔ تفسیر دیکھو باب ۸۔ نمبر شمار ۔

(۳) پ ۱۳ س ۱۴۔ آیت ۳۵:۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ (۳۵)

ترجمہ:۔ اور (وہ وقت یاد کرو) جب ابراہیمؑ نے عرض کی کہ اے میرے پروردگار اس شہر (مکہ) کو امن والا بنا دے اور مجھ کو اور میرے فرزندوں کو اس سے بچائے رکھ کہ ہم لوگ مورتی پوجا کرنے لگیں۔

تفسیر:۔ هٰذَا الْبَلَد یعنی شہر مکہ۔ یہ وقت وہ ہے کہ جب حضرت ابراہیم شہر مکہ میں خانہ کعبہ کے قریب حضرت اسمٰعیل اور ان کی والدہ حضرت ہاجرہ کو لا کر چھوڑ گئے ہیں (ماجد)

(۴) پ۲۰ س ۲۷۔ آیت ۹۱:۔

اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِيْ حَرَّمَهَا وَلَهٗ كُلُّ شَيْءٍ وَّاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (۹۱)

ترجمہ:۔ (آپ کہدیجئے) مجھے تو یہی حکم ہے کہ میں عبادت کروں اس شہر کے مالک (حقیقی) کی جس نے اسے محترم بنایا ہے اور سب چیزیں اسی کی ملک ہیں اور مجھے حکم ملا ہے کہ میں فرمانبردار رہوں۔

تفسیر:۔ هٰذِهِ الْبَلْد یعنی شہر مکہ۔

(۵) پ ۲۶ س ۴۸ - آیت ۲۴ :-

وَهُوَ الَّذِیْ كَفَّ اَیْدِیَهُمْ عَنْكُمْ وَ اَیْدِیَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَیْهِمْ ؕ

ترجمہ - وہ (اللہ) وہی تو ہے جس نے ان کے ہاتھ تم سے اور تمہارے ہاتھ ان سے بطن مکہ میں روک دیئے بعد اس کے کہ تم کو ان پر قابو دے دیا تھا۔

تفسیر - اشارہ صلح حدیبیہ کی جانب - بطن مکہ سے مراد حدیبیہ ہے جسے کمال قرب و اتصال کی بنا پر بطن مکہ ہی قرار دے دیا گیا۔ (ماجد)

(۶) پ ۳۰ س ۹۰ - آیت ۱ - ۲ :-

لَاۤ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ (۱) وَ اَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ (۲)

ترجمہ :- میں قسم کھاتا ہوں اس شہر کی اور آپ کو اس شہر میں لڑائی حلال ہونے والی ہے۔

تفسیر - شہر سے مراد شہر مکہ ہے - جہاں ان آیات کے نزول کے وقت تک رسول اللہ صلعم مقیم تھے - (ماجد)

(۷) پ ۳۰ س ۹۵ - آیت ۱ - ۲ - ۳ :-

وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ (۱) وَطُوْرِ سِیْنِیْنَ (۲) وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ (۳)

ترجمہ - قسم ہے انجیر اور زیتون کی اور طور سینا، اور اس امن والے شہر کی۔

تفسیر - شہر سے مراد مکہ معظمہ ہے - (ماجد)

باب ۱۰

شہر الحرام (حرمت کے مہینہ)

(۱) پ ۲ س ۲ - آیت (۱۹۴)

اَلشَّھْرُ الْحَرَامُ بِالشَّھْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ط

ترجمہ :- حرمت والا مہینہ تو حرمت والے مہینہ کے عوض میں ہوتا ہے اور حرمتیں معاوضہ کی چیزیں ہیں ۔

تفسیر - (۱) یعنی کسی حرمت کی بنیاد تو بس اسی پر ہے کہ دوسرا فریق بھی اس کی حرمت ملحوظ رکھے گا ۔ اور اگر یہ نہیں تو پھر کسی مہینہ کی حرمت کی بنیاد ہی نہیں - یہ چیز تو محض عوض معاوضہ کی اور طرفین کے تعامل پر مبنی ہے ۔

(۲) عرب کے قبائل آپس میں سخت جنگجو چلے آتے تھے ۔ لیکن آپس میں یہ بھی ٹھہر گئی تھی کہ سال میں چار مہینہ جنگ بند رہے اور یہ زمانہ امن و صلح کے ساتھ گذارا جائے اور یہ چار مہینہ یہ تھے ۔

محرم - رجب - ذی قعدہ - ذی الحجہ

(۳) عرب جاہلیت ، شقاوت جنگجوئی کے لئے بدنام ...... لیکن اس کے باوجود سال کے دو تہائی لڑتے تھے اور باقی ⅓ حصہ امن و آشتی ہی کے مشغلہ میں گزار دیتے تھے ۔

(۴) یہ کمال تو جاہلیت جدید یا جاہلیت فرنگ ہی کے لئے اٹھا رہا تھا کہ فرنگی قوموں کے بڑے بڑے سورما نہ اتوار دیکھیں نہ بڑا دن نہ ایسٹر نہ گڈ فرائی ڈے ...... توپیں اور ٹینک ...... ایک دوسرے کی جان لینے کے لئے تلے ہوئے ایک دوسرے کو موت کے گھاٹ اتارنے پر اڑے رہتے ہیں ۔ (ماجد)

(۲) پ ۲ س ۲ - آیت ۲۱۷ :-

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ۖ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ۖ

ترجمہ - اور آپ سے حرمت والے مہینہ کی بابت (یعنی) اس میں قتال کی بابت دریافت کرتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ اس میں قتال کرنا بڑا (گناہ) ہے -

(۳) پ ۶ س ۵ - آیت ۲ :-

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ ....

ترجمہ - اے ایمان والو بے حرمتی نہ کرو اللہ کی نشانیوں کی اور نہ حرمت والے مہینوں کی -

(۴) پ ۷ س ۵ - آیت ۹۷ :-

جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ .... (۹۷)

ترجمہ :- اللہ نے کعبہ کے مقدس گھر کو انسانوں کے باقی رہنے کا مدار ٹھہرایا ہے (نیز) حرمت والے مہینہ کو -

(۵) پ ۱۰ س ۹ - آیت ۵ :-

فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ ......(۵)

ترجمہ :- سو جب حرمت والے مہینے گذر لیں اس وقت مشرکوں کو قتل کرو -

(۶) پ ۱۰ س ۹ - آیت ۳۶ :-

اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَا

اَرْبَعَۃٌ حُرُمٌ ط

ترجمہ:۔ بیشک مہینوں کا شمار اللہ کے نزدیک بارہ ہی مہینہ ہیں کتاب الٰہی میں (اس روز سے) جس روز کہ اس نے آسمان اور زمین پیدا کئے اور ان میں سے چار (مہینہ) حرمت والے ہیں۔

باب ۱۱
شعائر اللہ

(۱) پ ۲ س ۲۔ آیت ۱۵۸:۔

اِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَۃَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰہِ ج

ترجمہ:۔ صفا و مروہ بیشک اللہ کی یادگاروں میں سے ہیں۔

نوٹ:۔ تفسیر دیکھو باب ۲ شمارہ ۱

(۲) پ ۲ س ۲۔ آیت ۱۹۸:۔

فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ ص

ترجمہ:۔ پھر جب تم جوق در جوق عرفات سے واپس ہونے لگو تو اللہ کا ذکر مشعر الحرام کے پاس کر لیا کرو۔

تفسیر۔ (۱) مشعر کے لفظی معنی نشانی یا علامت کے ہیں اور حرام یعنی محترم یا مقدس (۲) نام اس خاص مقام کا بھی ہے جو مزدلفہ کی دو پہاڑیوں کے درمیان ہے اور خود سارے مزدلفہ کو بھی مشعر الحرام ہی کہتے ہیں۔ مزدلفہ مکہ سے کوئی ۶ میل کے فاصلہ پر ہے۔ (۳) منیٰ سے عرفات جانے کا ایک تو سیدھا راستہ ہے۔ حاجی ۹ کو عرفات جاتے اسی راستہ سے

ہیں۔ واپسی میں حکم ہے کہ دوسرے راستہ سے لوٹیں یہ ذرا چکر کا ہے اور مزدلفہ اسی راستہ میں پڑتا ہے۔ (ماجد)

(۳) پ ۶ س ۵ - آیت ۲۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ

ترجمہ:۔ اے ایمان والو بے حرمتی نہ کرو اللہ کی نشانیوں کی۔

تفسیر۔ شعائر جمع شعیرہ کی ہے۔ مراد اعلام الٰہی ہیں یعنی وہ چیزیں جن کے ادب و احترام کے تحفظ کے لئے اللہ نے کچھ احکام مقرر کر دیئے ہیں۔ (ماجد)

(۴) پ ۱۷ س ۲۲ - آیت ۳۰ =

وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ط

ترجمہ:۔ اور جو کوئی بھی اللہ کے محترم احکام کا ادب کرے گا سو یہ اس کے حق میں اس کے پروردگار کے پاس بہتر ہوگا۔

تفسیر۔ ایک عام کلیہ یہ بیان ہوتا ہے کہ جو بھی احکام الٰہی سے جو کوئی ادب و لحاظ رکھیگا علماً اس طرح کہ اس کو حاصل کرے اور عملاً اس طرح کہ ان کی خلاف ورزی نہ کرے سو یہ احکام الٰہی کا ادب و احترام اسی کے کام آئے گا۔ اور سبب بن جائیگا بلندی درجات کا عفو سیئات کا حصول خیر و برکت کا .... (ماجد)

(۵) پ ۱۷ س ۲۲ - آیت ۳۲ :۔

وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ

ترجمہ:۔ اور جو کوئی (دین) خدا کی یادگاروں کا ادب رکھے گا سو یہ (ادب) دلوں کی پرہیزگاری میں سے ہے۔

(۶) پ ۱۷ س ۲۲ - آیت ۳۶ :۔

وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ۔

ترجمہ:۔ اور قربانی کے جانوروں کو ہم نے تمہارے لئے اللہ (کے دین) کی یادگار بنادیا ہے تمہارے حق میں ان ہی کے اندر بھلائی (رکھ دی گئی) ہے۔

باب ۱۲

استغفار

(۱) پ ۲ س ۲۔ آیت ۱۹۹۔

ثُمَّ اَفِیْضُوْا مِنْ حَیْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰہَ ط اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (۱۹۹)

ترجمہ:۔ ہاں تو تم وہاں جاکر واپس آؤ جہاں سے لوگ واپس آتے ہیں اور اللہ سے مغفرت طلب کرو بیشک اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے

(۲) پ ۴ س ۴۔ آیت ۱۳۵۔

وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَۃً اَوْ ظَلَمُوْآ اَنْفُسَھُمْ ذَکَرُوا اللّٰہَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِھِمْ وَمَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰہُ وقف وَلَمْ یُصِرُّوْا عَلٰی مَا فَعَلُوْا وَھُمْ یَعْلَمُوْنَ ۱۳۵

ترجمہ تھانوی:۔ اور ایسے لوگ کہ جب کوئی ایسا کام کرگذرتے ہیں جس میں زیادتی ہو یا اپنی ذات پر نقصان اٹھاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کو یاد کرلیتے ہیں پھر اپنے گناہوں کی معافی چاہنے لگتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے سوا اور ہے کون جو گناہوں کو بخشتا ہو۔ اور وہ لوگ اپنے فعل پر اصرار نہیں کرتے اور وہ جانتے ہیں۔

تفسیر:۔ ا۔ استغفار صحیح و معتبر وہی ہے جو محض زبان سے نہیں دل کی حسرت و ندامت کے ساتھ اور اس عزم کے ساتھ ہو کہ اب وہ گناہ دوبارہ نہیں ہونے پائیگا ورنہ اگر ہاتھ میں

تسبیح چل رہی ہے اور دل بدستور گناہوں سے لذت لے رہا ہے تو اکابر نے کہا ہے کہ یہ استغفار خود قابل استغفار ہے اور عجب نہیں کہ ایسے استغفار کا شمار استہزا میں ہو جائے۔

(۲) ومن یغفر الذنوب الا اللہ۔ یہ تنبیہ ہے اس پر کہ گناہوں کی معافی صرف اللہ تعالےٰ کے ہاتھ میں ہے۔ کسی نبی۔ ولی۔ فرشتہ وغیرہ کے ہاتھ میں نہیں اور اس میں خصوصیت کے ساتھ رد ہے اس مسیحی عقیدہ کا کہ گناہوں کی معافی مسیحؑ بلکہ ان کے نائبوں کے اختیار میں ہے۔ (ماجد)

(۳) پ ۵ س ۴۔ آیت ۶۴۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَاۗءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِـيْمًا ۶۴

ترجمہ:۔ اور ہم نے جو بھی رسول بھیجا وہ اس غرض سے کہ اس کی اطاعت اللہ کے حکم سے کی جائے اور کاش کہ جس وقت یہ اپنی جانوں پر زیادتی کر بیٹھے تھے آپ کے پاس آجاتے پھر اللہ سے مغفرت چاہتے اور رسول بھی ان کے حق میں مغفرت چاہتے تو یہ ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا اور مہربان پاتے۔

(۴) پ ۵ س ۴ - آیت ۱۰۶۔

وَّاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِـيْمًا ۱۰۶

ترجمہ:۔ اور آپ اس سے مغفرت چاہیے۔ بیشک اللہ بڑا ہی مغفرت والا ہے بڑا ہی رحیم ہے۔

(۵) وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْۗءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِـيْمًا (۱۱۰)

ترجمہ:۔ اور جو کوئی بھی برا کرے یا اپنی جان پر زیادتی کرے پھر اللہ سے مغفرت طلب کرے تو وہ اللہ کو بڑا مغفرت والا بڑی رحمت والا پائے گا۔

(۶) پ ۱۱ س ۱۱ - آیت ۳

وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ ط

ترجمہ :- کہ تم اپنے پروردگار سے مغفرت چاہو پھر اس کی طرف رجوع کرو وہ تمہیں خوش عیشی دے گا ایک مقرر وقت تک اور ہر زیادہ عمل کرنے والے کو اس کا زیادہ (اجر) دیگا۔

(۷) پ ۲۴ س ۴۰ - آیت ۷ -

اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ج رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ؕ

ترجمہ :- جو (فرشتے) کہ عرش اٹھائے ہوئے ہیں اور جو (فرشتے) اس کے گرداگرد ہیں وہ اپنے پروردگار کی تسبیح حمد کے ساتھ کرتے رہتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان والوں کے لئے استغفار کیا کرتے ہیں کہ اے پروردگار تیری رحمت اور علم ہر چیز کو شامل ہے سو تو ان لوگوں کو بخش دے جنہوں نے توبہ کر لی ہے اور تیرے راستہ پر چلتے ہیں انہیں دوزخ کے عذاب سے بچا دے۔

تفسیر - (۱) اللہ! اللہ!! - ان مومنین کے مرتبہ قرب کا کیا ٹھکانا جن کے حق میں مقربین استغفار کرتے رہتے ہیں۔ (ماجد)

(۲) ...... (فرشتے) بارگاہ احدیت میں یوں عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار آپ کا علم اور رحمت ہر چیز کو محیط ہے۔ پس جو کوئی تیرے علم محیط میں برائیوں کو چھوڑ کر سچے دل سے تیری طرف رجوع ہوا اور تیرے راستہ پر چلنے کی کوشش کرتا ہوا اگر اس سے بمقتضائے بشریت کچھ کمزوریاں اور خطائیں سرزد ہو جائیں۔ آپ اپنے فضل و رحمت سے اس کو معاف

فرما دیں۔ نہ دنیا میں ان پر دار و گیر ہو اور نہ دوزخ کا منہ دیکھنا پڑے۔ باقی جو مسلمان توبہ وانابت کی راہ اختیار نہ کرے اس کا یہاں ذکر نہیں (عثمانی)

(۸) پ ۲۴ س ۴۰ - آیت ۵۵ :-

فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ (۵۵)

ترجمہ۔ سو آپ صبر کیجئے۔ بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ اور معافی مانگئے اپنی کوتاہی کی اور اپنے پروردگار کی تسبیح و حمد شام اور صبح کرتے رہیے۔

تفسیر۔ (۱) یہ حضور کو مخاطب بنا کر ساری امت کو سنایا۔ (عثمانی)

(۲) حضرت رسول خدا دن میں سو سو بار استغفار کرتے گناہ سے ہر بندے سے قصور ہے اس کے موافق ہر کسی کو ضرور ہے استغفار۔ (فاذر)

(۹) پ ۲۴ س ۴۱ - آیت ۶ :-

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ ؕ

ترجمہ:- آپ کہہ دیجئے میں بھی تم ہی جیسا بشر ہوں۔ (البتہ) مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے کہ تمہارا خدا تو بس ایک ہی خدا ہے سو اسی کی طرف سیدھے بانڈھے رہو اور اسی سے معافی چاہتے رہو۔

(۱۰) پ ۲۵ س ۴۲ - آیت ۵ :-

تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ ؕ

ترجمہ:- کچھ بعید نہیں کہ آسمان اپنے اوپر سے پھٹ پڑیں اور فرشتے اپنے پروردگار کی تسبیح و حمد کرتے رہتے ہیں اور اہل زمین کے لیے طلب مغفرت کرتے رہتے ہیں۔

(۱۱) پ ۲۶ س ۴۷ - آیت ۱۹ -

فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ

ترجمہ:- آپ اس کا یقین رکھیے کہ بجز اللہ کے کوئی معبود نہیں اور اپنی خطا کی معافی مانگتے رہیے اور سارے ایمان والوں اور ایمان والیوں کے لیے بھی۔

(۱۲) پ ۲۶ س ۵۱ - آیت ۱۸ -

وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ (۱۸)

ترجمہ - اور آخر شب میں استغفار کیا کرتے تھے

ف:- متقین کے ذکر کے سلسلہ میں یہ آیت ارشاد ہوئی ہے۔

(۱۳) پ ۲۹ س ۷۳ - آیت ۲۰ -

وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (۲۰)

ترجمہ:- اور اللہ سے مغفرت طلب کرتے رہو بیشک اللہ بڑا مغفرت والا ہے بڑا رحمت والا ہے۔

(۱۴) پ ۳۰ س ۱۱۰ - آیت ۳ -

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا (۳)

ترجمہ:- آپ اپنے پروردگار کی تسبیح و تحمید کیجیے اور اس سے استغفار کیجیے۔ بیشک وہ بڑا قبول کرنے والا ہے۔

تفسیر:- استغفار جب رسول کے لئے آتا ہے تو مراد کسی گناہ کے صدور سے نہیں صرف ترک اولیٰ سے ہوتی ہے۔ (ماجد)

باب ۱۳

استعاذہ

(۱) پ ۹ س ۷ ۔ آیت ۲۰۰ ۔

وَاِمَّا یَنۡزَغَنَّکَ مِنَ الشَّیۡطٰنِ نَزۡغٌ فَاسۡتَعِذۡ بِاللّٰہِ اِنَّہٗ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ (۲۰۰)

ترجمہ:۔ اور اگر آپ کو کوئی وسوسہ شیطان کی طرف سے آنے لگے تو فوراً اللہ کی پناہ مانگ لیا کیجئے۔ وہ خوب سننے والا ہے اور جاننے والا ہے۔

(۲) پ ۱۴ س ۱۶ ۔ آیت ۹۸ ۔

فَاِذَا قَرَاۡتَ الۡقُرۡاٰنَ فَاسۡتَعِذۡ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ (۹۸)

ترجمہ:۔ تو جب آپ قرآن پڑھنے لگیں تو شیطان مردود کے (شر) سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کیجئے۔

(۳) پ ۱۸ س ۲۳ ۔ آیت ۹۷ ۔ ۹۸ ۔

وَقُلۡ رَّبِّ اَعُوۡذُ بِکَ مِنۡ ھَمَزٰتِ الشَّیٰطِیۡنِ (۹۷)
وَاَعُوۡذُ بِکَ رَبِّ اَنۡ یَّحۡضُرُوۡنِ (۹۸)

ترجمہ:۔ اور آپ کہیئے کہ اے میرے پروردگار میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں شیطانوں کے وسوسوں سے اور اے میرے پروردگار میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ وہ (یعنی شیطان) میرے پاس بھی آئیں۔

(۴) پ ۲۴ س ۴۰ ۔ آیت ۵۶ ۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُجَادِلُوۡنَ فِیۡۤ اٰیٰتِ اللّٰہِ بِغَیۡرِ سُلۡطٰنٍ اَتٰھُمۡ اِنۡ فِیۡ صُدُوۡرِھِمۡ اِلَّا کِبۡرٌ مَّا ھُمۡ بِبَالِغِیۡہِ فَاسۡتَعِذۡ

بِاللّٰهِ ط اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ (۵۶)

ترجمہ:- جو لوگ جھگڑے نکالتے رہتے ہیں اللہ کی آیتوں میں بغیر اس کے کہ کوئی سند ان کے پاس موجود ہو ان کے دلوں میں نری بڑائی ہی (بسی ہوئی) ہے کہ وہ اس تک پہونچنے والے نہیں۔ سو آپ اللہ کی پناہ مانگتے رہیئے بیشک وہی (سب) سننے والا ہے (سب) دیکھنے والا ہے۔

(۵) پ ۳۰ س ۱۱۳:-

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ (۱) مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ (۲) وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ (۳) وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ (۴) وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ (۵)

ترجمہ:- آپ کہدیجیے کہ میں صبح کے مالک کی پناہ لیتا ہوں تمام مخلوقات کے شر سے اور اندھیری رات کے شر سے جب رات آجائے۔ اور گرہوں پر پڑھ پڑھ کر پھونکنے والیوں کے شر سے اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرنے لگے۔

تفسیر:- سورت تمام اقسام مضرت سے ...... پناہ جوئی و پناہ طلبی کی جامع ہے اور ختم قرآن پر ایسی ہی جامع دعا کی ضرورت بھی تھی۔ (ماجد)

(۶) پ ۳۰ س ۱۱۴:-

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ (۱) مَلِكِ النَّاسِ (۲) اِلٰهِ النَّاسِ (۳) مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۵ الْخَنَّاسِ (۴) الَّذِیْ يُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ (۵) مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ (۶)

ترجمہ:- آپ کہیئے کہ میں انسانوں کے پروردگار کی۔ انسانوں کے بادشاہ کی انسانوں کے معبود کی پناہ لیتا ہوں پیچھے ہٹ جانے والے وسوسے ڈالنے والے (شیطان) کے شر سے (وہی) جو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے خواہ جنات میں سے ہو یا انسانوں میں سے۔

باب ۱۴

قرآن حکیم

(چند امور قابل ذکر)

(۱) عنوان ھذا کے تحت وہ آیات قرآن حکیم یکجا کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو "خود" قرآن حکیم کی بابت حق تعالیٰ جل شانہ کی ارشاد فرمودہ ہیں۔ اور یہ عنوان ۲۷ ضمنی عنوانات پر مشتمل ہے۔ منجملہ ان ۲۷ عنوانات کے ایک عنوان نمبر ۱۸ "اوصاف قرآن حکیم" ہے۔ یہ ضمنی عنوان ۲۱ صفات قرآن حکیم پر مشتمل ہے۔

ان ہر دو کی فہرست بھی۔ فہرست مضامین کے بعد شامل کی گئی ہیں۔

(۲) قرآن :- اصل میں یہ لفظ فعلان کے وزن پر مصدر ہے یعنی ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا۔ قرآن کریم کا نام بھی قرآن اسی لئے ٹھہرا کہ اسے ٹھہر ٹھہر کر پڑھا جاتا ہے اور اس کا نزول تدریجاً ہوا ہے..... نیز قرآن کے معنی جمع کرنا اور ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ ملانا بھی ہیں۔ چونکہ اس مقدس کتاب میں تمام ضروری علوم جمع ہیں نیز تمام آسمانی کتابوں کے اصول تابتہ اس میں محفوظ کر دیئے گئے ہیں اس لئے اس کا نام قرآن ہوا۔

(قاموس)

(۳) مطا :- قرآن حکیم کی تلاوت اور دوسروں کو پڑھانے سکھانے کے متعلق حضرت نبی کریم صلعم کا ارشاد ہے کہ

(۱) خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ

(ترجمہ) تم میں بہتر وہ شخص ہے جو قرآن کو پڑھے اور دوسروں کو پڑھائے۔

(۲) إِنَّ أَفْضَلَكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ

ترجمہ :- تم میں افضل وہ شخص ہے جو قرآن کو سیکھے اور سکھائے۔ (زبدۃ البخاری، ۱۱۹۰-۱۱۹۱)

۲:- زبدۃ البخاری میں منقول حسب ذیل دو احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ (i) قرآن خوانی پر سکینت کا نزول ہوتا ہے (ii) قرآن حکیم پڑھے جانے کی آواز سن کر فرشتے قریب آجاتے ہیں۔ عربی عبارت معہ ترجمہ حسب ذیل ہے۔

(زبدۃ البخاری)

صفحہ ۳۸۴ عن البراء۔

(۱) اِقْرَاءْ فُلَانُ فَاِنَّهَا السَّكِيْنَةُ تَنَزَّلَتْ لِلْقُرْاٰن

اے فلاں (شخص) پڑھے جاؤ کیونکہ یہ سکینت ہے جو قرآن کے سبب نازل ہوتی ہے۔

صفحہ ۵۰۵ (۲) عن اُسَید بن حُضَیر

اِقْرَأْ یَا ابْنَ حُضَیْر اِقْرَأْ یَا ابْنَ حُضَیْر
وَتَدْرِیْ مَا ذَاكَ قَالَ لَا قَالَ تِلْكَ الْمَلَائِكَةُ دَنَتْ بِصَوْتِكَ

آپ نے فرمایا "اے حضیر کے بیٹے تم برابر پڑھے جاتے۔
......تم کو معلوم ہے وہ کیا۔ انھوں نے کہا مجھ کو معلوم نہیں۔ آپ نے فرمایا۔
......وہ فرشتے تھے جو تمہاری آواز سن کر قریب آگئے تھے۔

۳:- علامہ اقبالؒ کے مندرجہ ذیل چند اشعار بہت ہی سبق آموز اور پرتاثیر ہیں۔

(۱) گر تو میخواہی مسلماں زیستن
نیست ممکن جز بہ قرآں زیستن

---

(۲) بر ہمن از بتاں طاق خود آراست
تو قرآں را سر طاقے نہادی

---

(۳) صاحب قرآن و بے ذوق طلب

العجب! ثم العجب!! ثم العجب

کسی اور شاعر کا مصرع ہے کہ:۔

(۴) دیو بگریزد ازاں قوم کہ قرآں خوانند

یہ بھی کہا گیا ہے کہ:۔

(۵) کل العلم فی القرآن لکن

تقاصر عنہ افہام الرجال

اور کہ

"ذوق ایں بادہ ندانی بخدا تانہ چشی"

فصل ۱

منزل من اللہ

(۱) پ ۳ س ۳ - آیت ۳۔

نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ

ترجمہ:۔ اس نے (یہ) کتاب آپ پر نازل کی ہے قطعیت کے ساتھ۔

تفسیر:۔ ۱۔ نَزَّلَ کا مصدر تنزیل ہے یہ لفظ قرآن مجید کیلئے بکثرت آیا ہے بہ خلاف اَنْزَلَ (مصدر انزال) کے جو عموماً دوسری کتب آسمانی کے لئے آیا ہے۔

(۲) تنزیل میں تدریج اور ٹکڑے ٹکڑے ہو کر نازل ہونے کا تخیل ہے۔

(۳) بالحق۔ حق کے تحت میں حکمت بھی داخل ہے اور راستی بھی اور قوت دلائل بھی اور یہ لفظ ہزل کے مقابل بھی ہے (ماجد)

(۲) پ ۵ س ۴ - آیت ۱۰۵۔

إِنَّآ أَنزَلْنَآ إِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ أَرٰكَ اللّٰهُ ط

ترجمہ:۔ یقیناً ہم نے آپ پر کتاب حق کے ساتھ اتاری ہے تاکہ آپ لوگوں کے درمیان فیصلہ اس کے مطابق کریں جو اللہ نے آپ کو سمجھا دیا ہے۔

تفسیر:۔ آیت اس باب میں صریح ہے کہ فیصلہ جو کچھ بھی کئے جائیں قرآن ہی کے مطابق و ماتحت کئے جائیں۔ نہ کہ اپنے ہولئے نفس کے موافق یا کسی انسانی دماغ کے گڑھے ہوئے آئین و دستور کے ماتحت۔ (ماجد)

(۳) پ ۶ س ۵ - آیت ۱۵۔

يٰٓأَهْلَ الْكِتٰبِ ...... قَدْ جَآءَكُم مِّنَ اللّٰهِ

نُوۡرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيۡنٌ (۱۵)

ترجمہ:۔ اے اہل کتاب ...... بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک روشنی اور واضح کتاب آچکی ہے۔

تفسیر۔ کِتٰبٌ مُّبِيۡنٌ ۔ اشارہ ہے قرآن مجید کی بابت (ماجد)

(۴) پ ۶ س ۵ ۔ آیت ۴۸ :۔

وَاَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكَ الۡكِتٰبَ بِالۡحَـقِّ ......

ترجمہ:۔ اور ہم نے آپ پر (یہ) کتاب اتاری ہے سچ کے ساتھ

(۵) پ ۸ س ۷ ۔ آیت ۱ ۔ ۲ :۔

الٓمّٓصٓ (۱) كِتٰبٌ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ فَلَا يَكُنۡ فِىۡ صَدۡرِكَ حَرَجٌ مِّنۡهُ لِتُنۡذِرَ بِهٖ وَذِكۡرٰى لِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ (۲)

ترجمہ:۔ الف ۔ لام ۔ میم ۔ صاد ۔ (یہ) ایک کتاب ہے آپ پر نازل کی گئی کہ آپ اس کے ذریعہ سے (لوگوں کو) ڈرائیں ۔ سو آپ کے دل میں اس سے (بالکل) تنگی نہ ہو اور (یہ) نصیحت ہے ایمان والوں کے لئے ۔

(۶) پ ۱۲ س ۱۱ ۔ آیت ۱۴ :۔

فَاِلَّمۡ يَسۡتَجِيۡبُوۡا لَـكُمۡ فَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَاۤ اُنۡزِلَ بِعِلۡمِ اللّٰهِ ۔

ترجمہ:۔ پھر اگر یہ تم لوگوں کا یہ کہنا نہ کرسکیں تو ان سے کہو کہ) **یقین کرلو کہ** یہ (قرآن) اللہ ہی کے علم (و قدرت) سے اترا ہے ۔

تفسیر۔ (۱) خطاب جمیع مومنین سے ہے ...... تحدی جس طرح رسول اللہ صلعم کرسکتے تھے ساری امت بھی کرسکتی ہے ۔

(۲) فاعلموا ۔ تقدیر کلام یہاں یوں مانی گئی ہے کہ اے مومنین کفار سے کہو کہ یقین کرلو ۔

(۳) انما انزل بعلم اللہ۔ یعنی اللہ ہی کے علم و قدرت سے اترا ہے نہ کہ کسی اور کے۔ (ماجد)

(۷) پ ۱۲ س ۱۲ - آیت ۱ - ۳:-

الٓرٰ قف تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿۱﴾ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۲﴾ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ ۖ وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ ﴿۳﴾

ترجمہ:- الف۔ لام۔ را۔ یہ ایک کتاب واضح کی آیتیں ہیں۔ بیشک ہم نے اتارا ہے قرآن فصیح تاکہ (اسے) سمجھو۔ ہم نے جو یہ قرآن آپ کے پاس وحی سے بھیجا ہے تو ہم ہی اس کے ذریعہ سے آپ سے ایک بہترین قصہ بیان کرتے ہیں اور اس کے قبل آپ اس سے (محض) بے خبر تھے۔

تفسیر:- عربی کے معنیٰ فصاحت سے بیان کرنے والے اور خود کلام فصیح اور واضح کے ہیں۔ خود عرب کا نام عرب اس لئے پڑا کہ زبان فصیح کے مالک تھے۔ (ماجد)

(۸) پ ۱۳ س ۱۳ - آیت ۱

الٓمّٓرٰ قف تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ ؕ وَالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱﴾

ترجمہ:- الف۔ لام۔ میم۔ را۔ یہ کتاب (عظیم) کی آیتیں ہیں۔ اور جو کچھ آپ پر آپ کے پروردگار کی طرف سے نازل کیا جاتا ہے وہ (بالکل) سچ ہے لیکن اکثر انسان ایمان نہیں لاتے۔

(۹) پ ۱۳ س ۱۳ - آیت ۱۹:-

اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ

كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى ط اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ (۱۹)

ترجمہ:۔ کیا جو شخص یہ یقین رکھتا ہے کہ آپ پر جو کچھ آپ کے پروردگار کی طرف سے نازل ہوا ہے حق ہی ہے وہ اس کی طرح ہو سکتا ہے جو اندھا ہے؟ نصیحت تو بس اہل حق ہی قبول کرتے ہیں۔

(۱۰) پ ۱۳ س ۱۳۔ آیت ۳۰۔

كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ لِّتَتْلُوَا عَلَيْهِمُ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ط

ترجمہ:۔ اسی طرح ہم نے آپ کو ایک امت میں بھیجا ہے جس کے قبل بھی امتیں گذر چکی ہیں تاکہ آپ ان کو وہ (کتاب) پڑھ کر سنائیں جو ہم نے آپ پر وحی کی ہے (مگر) وہ لوگ رحمٰن کے ساتھ کفر ہی کر رہے ہیں۔

(۱۱) پ ۱۳ س ۱۳۔ آیت ۳۶۔

وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمِنَ الْاَحْزَابِ مَنْ يُّنْكِرُ بَعْضَهٗ ...... (۳۶)

ترجمہ:۔ اور جن لوگوں کو کتاب ملی تھی وہ خوش ہو رہے ہیں اس (کتاب) سے جو آپ پر نازل ہوئی ہے اور انھیں کے گروہ میں ایسے بھی ہیں جو اس کے بعض حصوں کا انکار کرتے ہیں۔

تفسیر:۔ (۱) الذین آتینھم الکتب:۔ یعنی توریت و انجیل۔

(۲) یفرحون۔ جیسے یہود میں عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھی اور نصاریٰ میں نجاشی اور ان کے فرستادے۔ (تھانوی)

(۱۲) پ ۱۳- س ۱۳- آیت ۳۷:-

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا ط

ترجمہ:- اور اسی طرح ہم نے (اس کتاب) کو نازل کیا بطور ایک صاف حکم کے۔

(۱۳) پ ۱۳- س ۱۴- آیت ۱:-

الٓرٰ وقف كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ (۱)

ترجمہ:- الف۔ لام۔ را۔ (یہ) کتاب ہے جسے ہم نے آپ پر اتارا ہے تاکہ آپ لوگوں کو تاریکیوں سے روشنی کی طرف نکال لائیں ان کے پروردگار کے حکم سے (یعنی خدائے) غالب ستودہ صفات کی راہ کی طرف۔

(۱۴) پ ۱۴ س ۱۵- آیت ۹:-

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (۹)

(اس) نصیحت نامہ کو ہم نے ہاں ہم ہی نے نازل کیا ہے اور ہم ہی اسکے محافظ ہیں۔

تفسیر:- (۱) ...... دنیا کے کتب خانہ کسی دوسری کتاب کی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہیں جو ساڑھے تیرہ سو سال سے اپنے الفاظ۔ حروف نقوش سب کے لحاظ سے جوں کی توں چلی آرہی ہو۔

(۲) ...... مجرد یہ دعویٰ کہ یہ لفظ بہ لفظ کلام الٰہی ہے۔ آج روئے زمین میں کسی بھی دوسری کتاب کا نہیں۔ یہاں تک کہ توریت اور انجیل کا بھی نہیں۔ قرآن اس دعویٰ میں بالکل منفرد ہے۔ (ماجد)

(۱۵) پ ۱۴ س ۱۵- آیت ۸۷:-

وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ (۸۷)

ترجمہ:- اور بالیقین ہم نے آپ کو (وہ) سات (آیتیں) دیں (جو) مکرر

(پڑھی جاتی ہیں) اور قرآن عظیم دیا۔

(۱۶) پ ۱۴ س ۱۶ - آیت ۴۴۔

......وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ الذِّكْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ یَتَفَكَّرُوْنَ (۴۴)

ترجمہ:۔ اور ہم نے آپ پر بھی یہ نصیحت نامہ اُتارا ہے تاکہ آپ لوگوں پر ظاہر کردیں جو کچھ ان کے پاس بھیجا گیا ہے اور تاکہ وہ غور و فکر سے کام لیا کریں۔

تفسیر:۔ (۱) الذکر سے مراد یہاں قرآن مجید ہی ہے۔

(۲) لتبین للناس۔ تاکہ آپ ان مضامین کو اپنی تشریح اور توضیح کے ساتھ خلق سے روشناس کردیں۔

(۳) یہ آیت قرآنی اس باب میں نص ہے کہ رسول صلعم کی حیثیت ..... شارح اور بیان کرنے والے کی بھی ہے۔ (ماجد)

(۱۷) پ ۱۴ س ۱۶ - آیت ۱۰۲۔

قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِیُثَبِّتَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِیْنَ (۱۰۲)

ترجمہ:۔ آپ کہہ دیجئے کہ اسے روح القدس نے آپ کے پروردگار کے پاس سے حکمت کے موافق اُتارا ہے تاکہ ایمان والوں کو ثابت قدم رکھے اور مسلمانوں کے حق میں ہدایت و بشارت بن جائے۔

تفسیر:۔ روح القدس یعنی فرشتہ جبریل علیہ السّلام۔

(۱۸) پ ۱۵ س ۱۷ - آیت ۳۹۔

ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى اِلَیْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ط

ترجمہ:۔ یہ باتیں اس حکمت میں سے ہیں جو آپ کے پروردگار نے آپ پر وحی کی ہے۔

(۱۹) پ ۱۵ س ۱۷ - آیت ۱۰۵۔

وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ؕ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا (۱۰۵)

ترجمہ:- اور ہم نے اس (کلام) کو حق کے ساتھ نازل کیا اور وہ حق کے ساتھ نازل ہو گیا۔ اور ہم نے آپ کو صرف بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

تفسیر- یعنی یہ کلام جس طرح اپنے مرسل کے پاس سے چلا تھا اسی طرح بلا تغیر و تصرف مرسل الیہ تک پہونچ بھی گیا۔ (ماجد)

(۲۰) پ ۱۵ س ۱۸ - آیت ۱۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا (۱)

ترجمہ:- ساری خوبی اللہ کے لئے ہے جس نے اپنے بندۂ (خاص) پر کتاب نازل کی اور اس میں (ذرا) کجی نہیں رکھی۔

(۲۱) پ ۱۶ س ۲۰ - آیت ۱ - ۴۔

طٰهٰ (۱) مَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى (۲) اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ یَّخْشٰى (۳) تَنْزِیْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰى (۴)

ترجمہ:- طاہا- ہم نے آپ پر قرآن اس لئے نہیں اتارا کہ آپ تکلیف اٹھائیں بلکہ یہ تو نصیحت ہے اس کے لئے جو ڈرتا ہو۔ نازل اس کی طرف سے ہوا ہے جس نے پیدا کیا زمین اور بلند آسمانوں کو۔

تفسیر:- .... قرآن کی غرض و غایت تو بھلائی اور خیر خواہی۔ اصلاح اور سدھار ہے لیکن اس سے مستفید صرف وہی لوگ ہو سکتے ہیں جن کے قلب میں خوف خدا

موجود ہے۔ (ماجد)

(۲۲) پ ۱۶- س ۲۰- آیت ۹۹-

وَقَدْ اٰتَیْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا (۹۹) مَنْ اَعْرَضَ عَنْهُ فَاِنَّهٗ یَحْمِلُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وِزْرًا (۱۰۰)

ترجمہ:- اور ہم نے اپنے پاس سے آپ کو ایک نصیحت نامہ دیا ہے۔ جو کوئی اس سے روگردانی کرے گا وہ قیامت کے دن (بڑا) بوجھ اٹھائے ہوگا۔

(۲۳) پ ۱۶ س ۲۰- آیت ۱۱۳

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا وَّصَرَّفْنَا فِیْهِ مِنَ الْوَعِیْدِ لَعَلَّهُمْ یَتَّقُوْنَ اَوْ یُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا (۱۱۳)

ترجمہ:- اور اسی طرح اسے (قرآن) واضح کر کے نازل کیا ہے اور اس میں ہم نے ہر طرح کی وعید بیان کی ہے تاکہ (لوگ) ڈریں یا یہ کہ یہ (قرآن) ان کے لئے سمجھ پیدا کرے۔

(۲۴) پ ۱۷ س ۲۱- آیت ۱۰:-

لَقَدْ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكُمْ كِتٰبًا فِیْهِ ذِكْرُكُمْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (۱۰)

ترجمہ:- یقیناً ہم تمہاری طرف ایسی کتاب اتار چکے جس میں تمہارے لئے نصیحت موجود ہے تم کیا پھر بھی نہیں سمجھتے۔

(۲۵) پ ۱۷ س ۲۲- آیت ۱۶:-

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یُّرِیْدُ (۱۶)

ترجمہ:- اور اسی طرح ہم نے اس (قرآن) کو اتارا ہے کھلی ہوئی نشانیاں (بنا کر) اور بات یہ ہے کہ اللہ جسکے لئے ارادہ کرتا ہے اسے ہدایت کر ہی دیتا ہے۔

(۲۶) پ ۱۸ س ۲۴ - آیت ۱:-

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ (۱)

ترجمہ:- یہ (ایک) سورت ہے کہ ہم (ہی) نے اس کو نازل کیا ہے اور ہم (ہی) نے اس کو مقرر کیا ہے اور ہم (ہی) نے اس میں کھلی ہوئی آیتیں نازل کی ہیں تاکہ تم سمجھو۔

(۲۵) پ ۱۸ س ۲۵ - آیت ۱:-

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرَا ۙ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ....

ترجمہ:- بڑی عالی ذات ہے وہ جس نے یہ فیصلہ (کی کتاب) اپنے بندہ (خاص) پر اتاری تاکہ وہ (بندہ) سارے دنیا جہان والوں کے لئے ڈرانیوالا ہو وہی ہے کہ آسمان اور زمین اسی کی ملک ہیں ......

(۲۸) پ ۱۸ س ۲۵ - آیت ۵ - ۶:-

وَقَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا (۵) قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِيْ يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (۶)

ترجمہ:- اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ (قرآن) تو اگلوں کی بے سند باتیں ہیں جن کو اس شخص نے لکھوا لیا ہے پھر وہی اس (شخص) کو صبح و شام پڑھ کر سنا جاتا ہے۔ آپ کہدیجئے کہ اس کو اس ذات نے اتارا ہے جسے آسمانوں اور زمین کے ہر راز کی خبر ہے۔

(۲۹) پ 19 س ۲۶ - آیت ۱ - ۲:-

طٰسٓمٓ (۱) تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ (۲)

ترجمہ:- طاسین میم - یہ کتاب واضح کی آیتیں ہیں۔

(۳۰) پ ۱۹ س ۲۶ - آیت ۱۹۲ -

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (۱۹۲)

ترجمہ :- اور بیشک یہ (قرآن) پروردگار عالم کا اتارا ہوا ہے -

(۳۱) پ ۱۹ س ۲۷ - آیت ۶

وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ (۶)

ترجمہ :- اور آپ کو یقیناً قرآن دیا جا رہا ہے ایک بڑے حکمت والے علم والے

کی طرف سے -

(۳۲) پ ۲۰ س ۲۸ - آیت ۸۵ :-

اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ ؕ

ترجمہ :- جس (خدا) نے آپ پر قرآن کو فرض کیا ہے وہ آپ کو آپ کے وطن میں

پھر پہنچا کر رہے گا -

(۳۳) پ ۲۰ س ۲۸ - آیت ۸۶ :-

وَمَا كُنْتَ تَرْجُوْٓا اَنْ يُّلْقٰٓى اِلَيْكَ الْكِتٰبُ اِلَّا رَحْمَةً

مِّنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ ظَهِيْرًا لِّلْكٰفِرِيْنَ (۸۶)

ترجمہ :- اور آپ کچھ (اس کا) آسرا لگائے ہوئے نہ تھے کہ آپ پر (یہ) کتاب نازل

کی جائیگی - مگر آپ کے پروردگار کی رحمت سے (نازل ہوئی) سو آپ ان کافروں کی ذرا بھی

تائید نہ کیجئے گا -

(۳۴) پ ۲۱ س ۲۹ - آیت ۴۷ :-

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ ؕ

اور اس طرح ہم نے آپ پر کتاب نازل کی -

(۳۵) پ ۲۱ س ۲۹ - آیت ۵۱:-

اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ط

ترجمہ:- کیا ان لوگوں کے لئے یہ کافی نہیں ہے کہ ہم نے آپ کے اوپر کتاب نازل کی ہے جو ان کو سنائی جاتی رہتی ہے۔

(۳۶) پ ۲۱ س ۳۰ - آیت ۵۸:-

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ط

ترجمہ:- اور ہم نے لوگوں کے لئے اس قرآن میں ہر طرح کے مضمون بیان کئے ہیں۔

(۳۷) پ ۲۱ س ۳۲ - آیت ۱ - ۲:-

الٓمّٓ (۱) تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ (۲)

ترجمہ الف۔ لام۔ میم۔ یہ نازل کی ہوئی کتاب اس کے اندر کوئی اشتباہ نہیں عالموں کے پروردگار کی طرف سے ہے۔

(۳۸) پ ۲۲ س ۳۴ - آیت ۶:-

وَيَرَى الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ لا

ترجمہ:- اور جن لوگوں کو علم دیا گیا ہے وہ اس قرآن کو جو آپ پر آپ کے پروردگار کی طرف سے اتارا گیا ہے سمجھتے ہیں کہ وہ حق ہے۔

(۳۹) پ ۲۲ س ۳۵ - آیت ۳۱:-

وَالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ هُوَ الْحَقُّ ــــ

ترجمہ:- اور جو کتاب ہم نے آپ کے پاس بطور وحی بھیجی ہے وہ بالکل ٹھیک ہے۔

(۴۰) پ ۲۲ س ۳۶ - آیت ۱ تا ۵ :-

یٰسٓ (۱) وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ (۲) اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ (۳) عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (۴) تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ (۵)

ترجمہ :- یا۔ سین۔ قسم ہے قرآن پُر حکمت کی کہ آپ پیغمبروں میں سے ہیں (اور) سیدھے راستے پر ہیں۔ (یہ قرآن) نازل کیا گیا (خدائے) غالب و رحیم کی طرف سے ۔

(۴۱) پ ۲۳ س ۳۹ - آیت ۱ - ۲ :-

تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ (۱) اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ (۲)

ترجمہ :- یہ نازل کی ہوئی کتاب ہے اللہ غالب حکمت والے کی طرف سے۔ بیشک ہم نے آپکی طرف (اس) کتاب کو ٹھیک ٹھیک نازل کیا ہے سو آپ خالص اعتقاد کر کے اللہ ہی کی عبادت کرتے رہیے ۔

(۴۲) پ ۲۳ س ۳۹ - آیت ۲۳ :-

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ ۖ

ترجمہ :- اللہ نے بہترین کلام نازل کیا ہے ایک کتاب باہم ملتی جلتی ہوئی اور بار بار دھرائی ہوئی۔

تفسیر :- (۱) اللہ نزل احسن الحدیث :- اس میں اس دعوے کا اثبات ہے کہ قرآن مجید بہترین کلام ہے۔ کوئی دوسرا کلام اس کے ٹکر کا نہیں۔ نہ باعتبار لفظ و عبارت نہ بلحاظ معنی و مفہوم۔

(۲) کتٰبًا :- اس کلام کا نزول بتدریج ۲۲ - ۲۳ سال میں ہوا تاہم اس پر اطلاق ایک کتاب ہی کا رہا۔

(۳) متشابھًا :- اس سے معلوم ہوا کہ ہدایت - اجر - برکت - معنویت کے لحاظ سے یہ کلام شروع سے آخر تک یک رنگ - اور آپس میں ہم رنگ ہے۔

(۴) مثانی :- اس کے اندر احکام و اخبار - مسائل اور حکایات بار بار تکرار کے ساتھ بیان

سنے گئے ہیں کہ کسی کو عذر قصور فہم و سمع کا نہ رہے۔ (ماجد)

(۵) کتاب آپس میں ملتی جلتی یعنی خوبی میں کوئی آیت کم نہیں۔ دوہرائی ہوئی یعنی ایک مدعا کئی کئی طرح تقریر کیا۔ (فتاوی)

(۴۳) پ ۲۴ س ۴۰ - آیت ۱ - ۲:-

حٰمٓ (۱) تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ (۲)

ترجمہ:- حامیم - یہ کتاب اتاری گئی ہے اللہ کی طرف سے جو زبردست ہے علم والا ہے۔

(۴۴) پ ۲۴ س ۴۱ - آیت ۱ - ۲:-

حٰمٓ (۱) تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ (۲)

ترجمہ:- حامیم - (یہ کلام) رحمن و رحیم کی طرف سے نازل ہوا ہے۔

(۴۵) پ ۲۴ س ۴۱ - آیت ۴۲:-

تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ (۴۲)

ترجمہ:- (یہ کلام) نازل ہوا ہے (خدائے) باحکمت و پرحمد کی طرف سے

(۴۶) پ ۲۵ - س ۴۲ - آیت ۱ - ۲ - ۳:-

حٰمٓ (۱) عٓسٓقٓ (۲) كَذٰلِكَ يُوْحِيْٓ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۙ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (۳)

ترجمہ:- حامیم - عین سین - قاف - اسی طرح اللہ غلبہ والا حکمت والا وحی بھیجتا رہا ہے آپ پر اور آپ سے قبل والوں پر۔

(۴۷) پ ۲۵ س ۴۲ - آیت ۷:-

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا...... (۷)

(ترجمہ تھانوی) اور ہم نے اسی طرح آپ پر یہ قرآن عربی وحی کے ذریعہ سے نازل

کیا ہے تاکہ آپ (سب سے پہلے) مکہ کے رہنے والوں کو اور جو لوگ اس کے آس پاس ہیں ان کو ڈرائیں۔

تفسیر۔ ومن حولها۔ صرف آس پاس کی بستیاں اور آبادیاں مراد نہیں بلکہ سارا عالم مراد ہے۔ مرکز سے قطع نزدیک ہو یا دور بہرحال اس مرکز ہی سے اس کا تعلق قائم رہے گا۔ (ماجد)

(۴۸) پ ۲۵۔ س ۴۲۔ آیت ۱۷۔

اَللّٰهُ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَ الْمِیْزَانَ ؕ

ترجمہ:۔ اللہ ہی تو ہے جس نے کتاب کو حق اور انصاف کے ساتھ نازل کیا۔

(۴۹) پ ۲۵۔ س ۴۲۔ آیت ۵۲۔

وَ كَذٰلِكَ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ؕ مَا كُنْتَ تَدْرِیْ مَا الْكِتٰبُ وَ لَا الْاِیْمَانُ وَ لٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِیْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ؕ

ترجمہ:۔ اور اسی طرح ہم نے آپ کے پاس وحی یعنی اپنا حکم بھیجا ہے آپ کو نہ یہ خبر تھی کہ کتاب کیا چیز ہے اور نہ یہ کہ ایمان (کیا چیز ہے) لیکن ہم نے اس (قرآن) کو نور بنا دیا ہے کہ اس کے ذریعہ سے ہم ہدایت کرتے ہیں بندوں میں سے جس کو چاہتے ہیں۔

۵۰۔ پ ۲۵ س ۴۳۔ آیت ۱-۲-۳۔

حٰمٓ (۱) وَ الْكِتٰبِ الْمُبِیْنِ (۲) اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ (۳)

ترجمہ:۔ حا۔ میم۔ قسم ہے (اس) کتاب واضح کی کہ ہم نے اس کو عربی زبان کا قرآن بنایا ہے تاکہ تم (خوب) سمجھ جاؤ۔

(۵۱) پ ۲۵ س ۴۴ - آیت ۱-۲-۳:-

حٰمٓ (۱) وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ (۲) اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ (۳)

ترجمہ:- حا میم - قسم ہے (اس کتاب) واضح کی کہ ہم نے اس کو برکت والی رات میں اُتارا ہے۔ (کیونکہ) ہم (بندوں کو) خبردار کردینے والے تھے۔

(۵۲) پ ۲۵ س ۴۵ - آیت ۱-۲:-

حٰمٓ (۱) تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ (۲)

ترجمہ:- حا میم - (یہ) کتاب نازل کی ہوئی ہے اللہ غالب اور حکمت والے کی طرف سے

(۵۳) پ ۲۶ س ۴۶ - آیت ۱-۲:-

حٰمٓ (۱) تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ (۲)

ترجمہ:- حا میم - (یہ) کتاب نازل کی ہوئی ہے اللہ غالب اور حکمت والے کی طرف سے

(۵۴) پ ۲۷ س ۵۵ - آیت ۱-۲:-

اَلرَّحْمٰنُ (۱) عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ (۲)

ترجمہ:- خدائے رحمٰن ہی نے قرآن کی تعلیم دی۔

(۵۵) پ ۲۷ س ۵۶ - آیت ۷۷-۸۰

اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ (۷۷)

ترجمہ:- کہ یہ ایک معزز قرآن ہے

تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ (۸۰)

ترجمہ:- اتارا ہوا ہے پروردگار عالم کی طرف سے

(۵۶) پ ۲۷ س ۵۷ - آیت ۹:-

هُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ عَلٰى عَبْدِهٖٓ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ

لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ إِلَى النُّوْرِ (۹)

ترجمہ:۔ وہ وہی ہے جو اپنے بندہ پر صاف صاف آیتیں اتارتا ہے تاکہ تم کو تاریکیوں سے روشنی کی طرف نکال لائے۔

(۵۷) پ ۲۸ س ۶۵ - آیت ۱۰

قَدْ أَنْزَلَ اللّٰهُ إِلَيْكُمْ ذِكْرًا (۱۰)

ترجمہ:۔ اللہ نے تمہارے پاس نصیحت نامہ اتارا۔

تفسیر:۔ ذکراً سے مراد عام طور پر قرآن ہی لی گئی ہے۔ (ماجد)

(۵۸) پ ۲۹ س ۶۹ - آیت ۴۳:۔

تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ (۴۳)

ترجمہ:۔ (یہ کلام) اتارا ہوا ہے پروردگار عالم کی طرف سے۔

(۵۹) پ ۲۹ س ۷۳ - آیت ۵:۔

إِنَّا سَنُلْقِي عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا (۵)

ترجمہ:۔ ہم آپ پر عنقریب ایک بھاری کلام ڈالنے کو ہیں۔

تفسیر:۔ (۱) یعنی قرآن جیسی عظیم الشان کتاب نازل کرنے کو ہیں۔

(۲) رسول اللہ صلعم پر نزول وحی کو ابھی کچھ ہی روز ہوئے تھے۔ یہ آیتیں اسی وقت کی ہیں۔

(۳) قول ثقیل سے مراد اس کلام کا صاحب جلالت و عظمت ہونا ہے۔

(۴) نزول وحی ثقیل مادی و جسمانی اعتبار سے بھی تھا۔ روایتوں میں آیا ہے کہ نزول وحی کے وقت سردی کے موسم میں بھی آپ کو پسینہ آجاتا اور اگر آپ اونٹنی پر ہوتے تو وہ بوجھ سے بیٹھنے لگتی۔

(۶۰) پ ۲۹ س ۷۶ - آیت ۲۳ -

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ تَنْزِيلًا (۲۳)

ترجمہ :- ہم ہی نے آپ پر قرآن تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا ہے۔

(۶۱) پ ۳۰ س ۹۷ - آیت ۱

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ (۱)

ترجمہ :- بیشک ہم نے اسے (قرآن کو) شب قدر میں اتارا ہے۔

تفسیر :- (۱) اِنَّا ضمیر جمع متکلم حصر و تاکید کے لئے ہے یعنی یہ کلام ہم ہی نے اتارا ہے کسی دوسرے کی شرکت اس میں نہیں۔

(۲) اَنزَلْنٰهُ :- ضمیر ہے بلا اختلاف قرآن مجید کی طرف ہے۔

(۳) فی لیلۃ القدر - سب سے پہلی وحی رسول اللہ صلعم پر ماہ مبارک رمضان کے آخری عشرہ کی کسی طاق تاریخ میں ہوئی تھی۔

(۶۲) پ ۳۰ س ۹۸ - آیت ۱ - ۳ -

لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ مُنْفَكِّينَ حَتَّىٰ تَأْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ (۱) رَسُولٌ مِنَ اللَّهِ يَتْلُو صُحُفًا مُطَهَّرَةً (۲) فِيهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ (۳)

ترجمہ :- جو لوگ کافر تھے اور مشرکین میں سے وہ باز آنے والے نہ تھے جب تک کہ ان کے پاس ایک واضح دلیل نہ آتی - (یعنی) اللہ کا ایک رسول جو انھیں پاک صحیفے پڑھ کر سنائے جن میں درست مضامین درج ہوں۔

تفسیر :- (۱) ظہور اسلام سے قبل دنیا اتنی شدید جہالتوں اور ضلالتوں اور ایسے گہرے کفر میں مبتلا تھی کہ بغیر اس کے کہ ایک مصلح اعظم آئے - اور اپنے ہمراہ ایک مکمل نظام نامہ لائے - کوئی توقع اصلاح کی نہ تھی - چنانچہ مشیت الٰہی نے اپنی حجت کو واضح طور پہ پورا

کرنے کے لئے رسول کو قرآن کے ساتھ مبعوث فرمایا۔

(۲) البینۃ۔ مراد قرآن اور رسول کریم سے ہے۔ (ماجد)

(۳) کُتُبٌ قَیِّمَۃٌ ۔ (الف) یعنی ہر سورت ایک کتاب ہے (قادر)

(ب) جو عمدہ کتابیں پہلے آچکی ہیں ان سب کے ضروری خلاصے اس کتاب میں درج کر دیئے گئے ہیں۔ (عثمانی)

فصل ۲

آیاتِ الٰہی

(۱) پ ۲ س ۲۔ آیت ۱۵۱:۔

كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ (۱۵۱)

ترجمہ:۔ جیسے ہم نے تمہارے درمیان ایک رسول تم ہی میں سے بھیجا جو تمہارے روبرو ہماری آیتیں پڑھتا ہے اور تمہیں پاک کرتا ہے اور تمہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور تمہیں اس کی تعلیم دیتا ہے جو تم نہیں جانتے تھے۔

تفسیر:۔ (۱) رسول کی حیثیت محض پیام رساں اور مبلغ کی نہیں ہوتی۔ مزکی کی بھی ہوتی ہے۔

(۲) رسول کی حیثیت معلم اور شارح کی بھی ہوتی ہے۔

(۳) ..... پیمبر..... حکمت و دانائی کے سبق روحانیت کے اصول و مسائل کی بھی تعلیم دیتا رہتا ہے۔

(۴) ..... رسول چونکہ وحی سے مؤید رہتا ہے اس لئے قدرتاً اس کی باریک بین دور رس

اور دقیقہ سنج نگاہ ان دقیق حقائق تک پہونچ جاتی ہے جو بڑے بڑے عقلاء و مفکرین سے بھی مخفی رہتے ہیں اور رسول کی رسائی عالم حقیقت کی ان گہرائیوں تک ہو جاتی ہے جو علم و عقل کشف و اشراق سب سے ماوراء ہیں۔ (ماجد)

(۲) پ ۳ س ۲ - آیت ۲۵۲:-

تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ؕ وَاِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ (۲۵۲)

ترجمہ:- یہ اللہ کی آیتیں ہیں ہم انہیں آپ کو پڑھ کر سناتے ہیں ٹھیک ٹھیک اور آپ یقیناً مرسلین میں سے ہیں۔

تفسیر:- یہاں یہ ظاہر کر دیا کہ صحیح و مستند بیان صرف قرآن ہی کا ہے..... دوسرے مذہبی نوشتوں کی طرح..... قصے غلط سلط اور مسخ شدہ ہو کر نہیں رہ گئے ہیں۔ اور اس کی ایک مثال خود یہی قصہ تالوت ہے۔ بائبل والوں نے اسے کہاں سے کہاں پہنچا دیا ہے۔

(۳) پ ۴ س ۳ - آیت ۱۰۱:-

وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَفِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ ؕ

ترجمہ:- اور تم کس طرح کفر کر سکتے ہو درآنحالیکہ تمہیں اللہ کی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں اور تمہارے درمیان اس کے رسول موجود ہیں۔

(۴) پ ۴ س ۳ - آیت ۱۰۸:-

تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ؕ

یہ اللہ کی آیتیں ہیں ہم انہیں تم کو ٹھیک ٹھیک پڑھ کر سناتے ہیں۔

(۵) پ ۴ س ۳ - آیت ۱۱۳:-

لَيْسُوْا سَوَآءً ؕ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ

اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ (۱۱۳)

ترجمہ:۔ سب یکساں نہیں ۔ (انہی) اہلِ کتاب میں ایک جماعت قائم ہے ۔ یہ لوگ اللہ کی آیتوں کو اوقات شب میں پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں ۔

تفسیر:۔ (۱) اٰیٰتِ اللّٰہ ۔ یعنی قرآن کی آیات ۔

(۲) مفسرین نے یہاں عبداللہ بن سلام رضؓ ۔ ثعلبہ رضؓ بن سعید وغیرہم کے نام درج کئے ہیں جو یہودیت سے ایمان لائے تھے ۔ (ماجد)

(۶) پ ۴ س ۳ ۔ آیت ۱۶۴:۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ج وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (۱۶۴)

ترجمہ:۔ حقیقت میں اللہ نے (بڑا) احسان مسلمانوں پر کیا جب کہ انہی میں سے ایک پیغمبران میں بھیجا جو ان کو اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور انہیں پاک صاف کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور بیشک یہ لوگ کھلی ہوئی گمراہی میں مبتلا تھے ۔

(۷) پ ۸ س ۷ ۔ آیت ۳۲:۔

...... كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ (۳۲)

ہم اسی طرح کھول کر آیتوں کو بیان کرتے ہیں ان لوگوں کیلئے جو علم رکھتے ہیں ۔

فصل ۳

شہادت الٰہی

(۱) پ ۶ س ۴ ۔ آیت ۱۶۶:۔

لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ج

وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ؕ (۱۶۶)

ترجمہ:۔ اللہ گواہی دے رہا ہے اس (کتاب) کے ذریعہ سے جو اس نے آپ پر نازل کی اور (اسے اس نے اپنے (کمال) علم سے نازل کیا ہے اور فرشتے بھی گواہی دے رہے ہیں اور اللہ کی گواہی کافی ہے۔

(۲) پ ۷ س ۶ - آیت ۱۹ -

قُلْ اَيُّ شَيْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ شَهِيْدٌۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۙ وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ؕ

ترجمہ:۔ آپ کہیے شہادت سب سے بڑھ کر کس چیز کی ہے! کہد یجئے کہ اللہ کی گواہی میرے اور تمہارے درمیان گواہ ہے اور میرے پاس یہ قرآن بطور وحی بھیجا گیا ہے کہ میں اس کے ذریعہ سے تمہیں ڈراؤں اور اس کو جسے یہ پہونچے۔

فصل ۴

غرض و مصلحت نزول

(۱) پ ۱۳ س ۱۴ - آیت ۱:-

الٓرٰ ۟ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۙ (۱)

ترجمہ:۔ الف۔ لام۔ را۔ (یہ) کتاب ہے جسے ہم نے آپ پر اتارا ہے تاکہ آپ لوگوں کو تاریکیوں سے روشنی کی طرف نکال لائیں ان کے پروردگار کے حکم سے یعنی (خدائے) غالب

ستودہ صفات کی راہ کی طرف۔

تفسیر:۔ (۱) یعنی اس کتاب مقدس کی تنزیل کی غرض وغایت تمامتر یہ ہے کہ آپ اس کے واسطہ سے لوگوں کو جو اب تک تاریکی میں پڑے ہوئے ہیں توحید و ہدایت کی روشنی میں لے آئیں ۔۔۔ (۲) ظلمت کا صیغہ جمع اور نور کا صیغہ واحد اس کی دلیل ہے کہ گمراہیاں اور اقسام کفر کثرت سے ہیں بہ خلاف اس کے کہ راہ ہدایت ایک ہی ہے۔

(۲) پ ۱۴ س ۱۶۔ آیت ۶۴:۔

وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِى اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (۶۴)

ترجمہ:۔ اور ہم نے آپ پر کتاب بس اسی لئے نازل کی ہے کہ جس امر میں یہ لوگ اختلاف کر رہے ہیں آپ اس کو ان پر واضح کر دیں نیز ایمان والے لوگوں کی ہدایت و رحمت کی غرض سے۔

(۳) پ ۱۴ س ۱۶۔ آیت ۱۰۲:۔

قُلْ نَزَّلَهٗ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ (۱۰۲)

ترجمہ:۔ آپ کہہ دیجئے اسے روح القدس نے آپ کے پروردگار کے پاس سے حکمت کے موافق اتارا ہے تاکہ ایمان والوں کو ثابت قدم رکھے اور مسلمانوں کے حق میں ہدایت و بشارت بن جائے۔

(۴) پ ۱۵ س ۱۷۔ آیت ۴۱:۔

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِىْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِيَذَّكَّرُوْا ؕ

ترجمہ:۔ اور ہم نے قرآن میں (مضمون توحید) طرح طرح بیان کیا ہے تاکہ اچھی طرح سمجھ لیں۔

(۵) پ ۱۵ س ۱۷- آیت ۱۰۶:-

وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا (۱۰۶)

ترجمہ:- اور قرآن تو ہم نے اس کو جدا جدا رکھا ہے تاکہ آپ اسے لوگوں کے سامنے ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں۔ اور ہم نے اسے اتارا بھی تدریج سے ہے۔

(۶) پ ۱۵ س ۱۸- آیت ۱ تا ۴:-

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا (۱) قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا (۲) مّٰكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا (۳) وَّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا (۴)

ترجمہ:- ساری خوبی اللہ کے لئے جس نے اپنے بندہ (خاص) پر کتاب نازل کی اور اس میں (ذرا) کجی نہیں رکھی قائم و مستقیم تاکہ عذاب سخت سے ڈرائے (جو) اللہ کے پاس سے ہوگا اور ایمان والوں کو جو نیک کام کرتے رہتے ہیں خوشخبری سنا دے کہ ان کے لئے (بڑا) اچھا اجر ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور ان لوگوں کو ڈرائے جو کہتے ہیں کہ خدا نے ایک بیٹا بنا لیا ہے۔

(۷) پ ۱۶ س ۱۹- آیت ۹۷:-

فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا (۹۷)

ترجمہ:- سو ہم نے اس (قرآن) کو آپ کی زبان میں اس لئے آسان کر دیا کہ آپ اس کے ذریعہ سے پرہیزگاروں کو خوشخبری سنائیں اور اس کے ذریعہ سے آپ جھگڑالو

لوگوں کو ڈرائیں۔

(۸) پ ۱۶ س ۲۰ - آیت ۹۹ -

كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ اٰتَيْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا (۹۹)

ترجمہ :- اس طرح ہم آپ سے اور گذرے ہوئے (واقعات) کی خبریں بیان کرتے ہیں اور ہم نے اپنے پاس سے آپ کو ایک نصیحت نامہ دیا ہے۔

تفسیر :- یعنی ہم ماضی کے ان واقعات وحالات پر اس لئے مطلع کرنا چاہتے ہیں کہ آپ کی نبوت ورسالت وصداقت کی دلیلیں اور بڑھتی رہیں (ماجد)

(۹) پ ۱۶ س ۲۰ - آیت ۱۱۳ :-

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا وَّصَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ اَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا (۱۱۳)

ترجمہ :- اور اسی طرح اسے (قرآن) واضح کرکے نازل کیا ہے اور اس میں ہم نے ہر طرح کی وعید بیان کی ہے تاکہ (لوگ) ڈریں یا یہ کہ (قرآن) ان کے لئے سمجھ پیدا کرے۔

تفسیر ..... مراد ..... کہ منکر تخویف وترہیب سے ایمان لائے اور جو مومن ہے اس کا مرتبہ فہم وتذکر قرآن سے دوبالا ہوجائے (ماجد)

(۱۰) پ ۱۶ س ۲۰ - آیت ۱۳۴ :-

وَلَوْ اَنَّآ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى (۱۳۴)

ترجمہ :- اور اگر ہم انہیں عذاب سے ہلاک کردیتے اس (قرآن) سے قبل ہی تو

(یہ لوگ) کہتے کہ اے ہمارے پروردگار تونے ہمارے پاس کوئی رسول کیوں نہ بھیجا کہ ہم تیرے احکام کی پیروی کرنے لگتے بجائے اس کے کہ ہم بے قدر اور رسوا ہوں۔

(۱۱) پ ۱۷ س ۲۱ - آیت ۱۰۶ :-

اِنَّ فِیْ هٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ عٰبِدِیْنَ (۱۰۶)

ترجمہ :- بیشک اس (قرآن) میں تبلیغ ہے بندگی کرنے والوں کے لئے۔

(۱۲) پ ۱۸ س ۲۴ - آیت ۱ :-

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِیْهَآ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ (۱)

ترجمہ :- (یہ ایک) سورۃ ہے کہ ہم ہی نے اس کو نازل کیا ہے اور ہم (ہی) نے اس کو مقرر کیا ہے اور ہم ہی نے اس میں کھلی ہوئی آیتیں نازل کی ہیں تاکہ تم سمجھو۔

(۱۳) پ ۱۸ س ۲۵ - آیت ۱ :-

تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرَا (۱) الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ .... (۲)

ترجمہ :- بڑی عالی ذات ہے وہ جس نے یہ فیصلہ (کی کتاب) اپنے (بندہ خاص) پر اتاری تاکہ وہ (بندہ) سارے دنیا جہان والوں کے لئے ڈرانے والا ہو وہی ہے کہ آسمان اور زمین اسی کی ملک ہیں۔

(۱۴) پ ۱۹ س ۲۶ - آیت ۱۹۲ تا ۱۹۶ :-

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِیْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (۱۹۲) نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ (۱۹۳) عَلٰی قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ (۱۹۴) بِلِسَانٍ عَرَبِیٍّ مُّبِیْنٍ (۱۹۵) وَاِنَّهٗ لَفِیْ زُبُرِ الْاَوَّلِیْنَ (۱۹۶)

ترجمہ :- اور بیشک یہ (قرآن) پروردگار عالم کا اتارا ہوا ہے اسے روح الامین

نے آپ کے قلب پر اتارا ہے تاکہ آپ ڈرانے والوں میں سے ہوں صاف عربی زبان میں اور بیشک اس کا ذکر پہلی امتوں کی کتابوں میں ہے۔

(۱۵) پ ۲۰ س ۲۸ - آیت ۵۱:-

وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ (۵۱)

اور ہم نے (اس) کلام کو ان لوگوں کے لیے یکے بعد دیگرے بھیجا تاکہ یہ نصیحت پائیں۔

(۱۶) پ ۲۱ س ۳۲ - آیت ۳:-

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ (۳)

ترجمہ:- کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس (پیغمبر) نے اسے گھڑ لیا ہے نہیں بلکہ یہ حق ہے آپ کے پروردگار کی طرف سے (اترا ہوا) تاکہ آپ اس قوم کو ڈرائیں جس کے پاس آپ سے قبل کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا شاید کہ وہ لوگ راہ پر آجائیں۔

(۱۷) پ ۲۳ س ۳۶ - آیت ۶۹ - ۷۰:-

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ (۶۹) لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ (۷۰)

نصیحت اور کھلی ہوئی آسمانی کتاب ہے تاکہ ایسے شخص کو ڈرائے جو زندہ ہو اور تاکہ کافروں پر حجت ثابت ہو جائے۔

(۱۸) پ ۲۳ س ۳۹ - آیت ۲۷ - ۲۸:-

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ (۲۷) قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ (۲۸)

ترجمہ:۔ اور ہم نے اس قرآن میں لوگوں کی ہدایت کے لئے ہر قسم کے مضمون بیان کر دیئے ہیں تاکہ لوگ نصیحت حاصل کرتے رہیں۔ قرآن واضح جس میں کوئی کجی نہیں تاکہ لوگ ڈرتے رہیں۔

(۱۹) پ ۲۵ س ۴۲ - آیت ۷:۔

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ

ترجمہ:۔ اور آپ پر اسی طرح یہ قرآن عربی میں وحی کیا گیا ہے تاکہ آپ مکہ والوں کو اور ان کو جو اس کے آس پاس رہتے ہیں جمع ہونے کے دن سے ڈرائیں جس میں ذرا شک نہیں۔

(۲۰) پ ۲۶ س ۴۶ - آیت ۱۲:۔

وَهٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَبُشْرٰى لِلْمُحْسِنِيْنَ (۱۲)

ترجمہ:۔ اور یہ کتاب اس کی تصدیق کرنے والی ہے عربی زبان میں تاکہ ظالموں کو ڈرائے اور نیک لوگوں کے حق میں بشارت ہے۔

(۲۱) پ ۲۷ س ۵۷ - آیت ۹:۔

هُوَ الَّذِىْ يُنَزِّلُ عَلٰى عَبْدِهٖۤ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ

ترجمہ:۔ وہ وہی ہے جو اپنے بندہ پر صاف صاف آیتیں اتارتا ہے تاکہ تم کو تاریکیوں سے روشنی کی طرف نکال لائے۔

فصل ۵

دلائل صداقت

(منزل من اللہ ہونے کی بابت دلیلیں)

(۱) پ [illegible] س ۴ - آیت ۸۲ ۔

اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ط وَلَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰہِ لَوَجَدُوْا فِیْہِ اخْتِلَافًا کَثِیْرًا (۸۲)

ترجمہ:۔ کیا یہ لوگ قرآن پر غور نہیں کرتے اگر یہ (کلام) اللہ کے سوا کسی (اور) کی طرف سے ہوتا تو اس کے اندر بڑا اختلاف پاتے۔

تفسیر۔ (۱) ..... قرآن مجید نے اس آیت سے دنیا کے سامنے اپنی یکتائی کا ایک مستقل چیلنج پیش کر دیا ..... مضامین کی پستی و بلندی۔ عبارت کی ناہمواری کسی قسم کی کوئی کمی کوئی کوتاہی اس کے اندر نہ پاؤ گے اور یہی دلیل ہے اس کی کہ یہ بشر اور مخلوق کا کلام نہیں۔ قرآن کے جملہ منکرین کے خلاف خواہ وہ کسی وجہ یا کسی پہلو سے ہوں یہ قیامت تک تحدی ہے۔ (ماجد)

(۲) جو شخص قرآن میں تدبر کرتا ہے اس پر یہ حقیقت کھل جاتی ہے کہ یہ اللہ کا کلام ہے۔ (آزاد)

(۲) پ ۷ س ۶ - آیت ۵۷ ۔

قُلْ اِنِّیْ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَکَذَّبْتُمْ بِہٖ ط

ترجمہ:۔ آپ کہہ دیجئے کہ میرے پاس تو دلیل ہے میرے پروردگار کی طرف سے اور تم اسی کو جھٹلاتے ہو۔

تفسیر:۔ سب سے بڑا بینۃ یہی قرآن مجید ہے جو دنیا کا عظیم ترین دائمی و مستقل معجزہ ہے۔ اپنی تعلیمات کے لحاظ سے جامع و کامل۔ اپنی ہدایات و احکام کے لحاظ سے بے مثل اور

اپنی انشا وطرز بیان کے لحاظ سے بھی اپنا نظیر آپ ۔ (ماجد)

(۲۳) پ ۱۱ س ۱۰ ۔ آیت ۱۶ ۔

قُل لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ۖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّن قَبْلِهٖ ۚ اَفَلَا تَعْقِلُونَ (۱۶)

ترجمہ :۔ آپ کہدیجیے کہ اگر اللہ کی مشیت (یہی) ہوتی تو میں نہ تم کو یہ (کلام) پڑھ کر سنا سکتا اور نہ (اللہ) تم کو اس کی اطلاع کرتا اور پھر میں تو تمہارے درمیان اس کے قبل بھی اتنے عرصہ عمر تک رہ چکا ہوں کیا تم عقل سے کام ہی نہیں لیتے ۔

نوٹ :۔ آیۃ کریمہ ہٰذا کے مطلب کی وضاحت کی غرض سے آیت ماقبل کا ترجمہ درج ذیل ہے ۔

ترجمہ :۔ آیت ۱۵ :۔ اور جب انہیں ہماری کھلی ہوئی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو جن لوگوں کو ہمارے پاس آنے کا کوئی کھٹکا نہیں ہے کہنے لگتے ہیں کہ اس کے سوا کوئی اور قرآن لا دو یا اس میں ترمیم کر دو ۔ آپ کہدیجیے کہ میں یہ نہیں کر سکتا ۔ کہ اس میں اپنے جی سے ترمیم کر دوں میں تو بس اسی کی پیروی کروں گا جو میرے پاس وحی سے پہونچتا ہے ۔ اگر میں اپنے پروردگا کی نافرمانی کروں تو میں یوم عظیم کے عذاب سے ڈرتا ہوں ۔

تفسیر ۔ (۱) روشن خیالان عرب کی اسی فرمائشی ترمیم کے جواب میں رسول اللہ صلعم کے جواب کا خلاصہ حسب ذیل ہے ۔ (۱) اپنی عمر کے ۴۰ ۔ ۴۵ سال تمہاری آنکھوں کے سامنے گذار چکا ہوں ۔ میرے تدین ۔ راستبازی صداقت شعاری پر تم سب گواہ ہو ۔ کبھی کسی خفیف معاملہ میں بھی کذب وافترا سے مجھے کام لیتے تم نے دیکھا یا سنا ہے ؟ پھر جب یہ نہیں تو اتنے بڑے افترا کی کہ اپنے کلام کو خدا کا کلام کہکر پکاروں آخر مجھے جرأت ہو ہی کیونکر سکتی ہے تمہاری عقلیں اس احتمال ہی کو کیسے تسلیم کر رہی ہیں (۲) تمہارے درمیان اپنی عمر کا اتنا بڑا حصہ میں گزار چکا میری ایک ایک خو بو سے تم واقف ہو چکے میری بولی میرے انداز کلام کو تم خوب اچھی طرح جان چکے پہچان چکے تمہیں قرآن میں اور میرے کلام میں کوئی فرق

نظر نہیں آتا؟ میں چاہوں بھی تو قرآن جیسے ممتنع النظیر کلام پر کب قادر ہو سکتا ہوں؟ اب تک میرا کوئی کلام اس ٹکر کا جب نہ ہوا تو آج کیسے ہو جا رہا ہے۔

قرآن کا یہ استدلال اپنے کلام الہٰی ہونے پر پورا وزن دار اس وقت بھی تھا۔ پھر جس وقت سے احادیث رسول مدون ہو گئیں اس وقت سے تو اس دلیل میں اور زیادہ جان پڑ گئی ہے جدیثوں کے چھوٹے بڑے مجموعہ ایک دو نہیں بیسیوں کی تعداد میں آج سے نہیں صدیوں سے شائع چلے آرہے ہیں کیا عقل کے اندھوں کو اتنا نظر نہیں آتا کہ جو زبان بخاری۔ مسلم۔ ترمذی وغیرہ کی ہے وہ قرآن کی ہے یا ہو سکتی ہے؟ زبان، انداز بیان، اسلوب، کلام نوعیت، تراکیب کا اتنا نمایاں و واضح فرق بھی کیا شام۔ مصر۔ فلسطین۔ عراق وغیرہ کے اہل زبان یہود اور نصرانیوں کو نہیں سجھائی دیتا؟ (ماجد)

(۲)...... تمام علماء اخلاق و نفسیات متفق ہیں کہ انسان کی عمر میں ابتدائی چالیس برس کا زمانہ اس کے اخلاق و فضائل کے ابھرنے اور بننے کا اصلی زمانہ ہوتا ہے۔ جو سانچا اس عرصہ میں بن گیا پھر بقیہ زندگی میں بدل نہیں سکتا۔ پس اگر ایک شخص چالیس برس کی عمر تک صادق و امین رہا ہے تو کیونکر ممکن ہے کہ اکتالیسویں برس میں قدم رکھتے ہی ایسا کذاب اور مفتری بن جائے کہ انسانوں ہی پر نہیں بلکہ فاطر السموات والارض پر افترا کرنے لگے۔ (آزاد)

(۴) پ ۱۱ س ۱۰ - آیت ۳۷۔

وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ (۳۷)

ترجمہ:۔ اور یہ قرآن ایسا ہے ہی نہیں کہ غیر اللہ سے گڑھ لیا جائے بلکہ یہ تو تصدیق (کرنے والا) ہے اس (کلام) کی جو اس کے قبل سے ہے اور تفصیل (بیان کرنے والا ہے) احکام کی اور اس کے اندر کوئی شک (و شبہ کی بات) ہی نہیں۔ جہانوں کے پروردگار کی طرف سے ہے۔

تفسیر۔ کوئی غیر اللہ یعنی کوئی مخلوق ایسے بے مثل و بے مثال کلام پر جو عبارت اور معنیٰ دونوں کے اعتبار سے بے نظیر ہے قادر ہی کب ہو سکتا ہے......

قرآن مجید کے خصوصیات مختصراً گنا دیے۔ پہلی بات یہ کہ سابق کتابوں اور کلاموں کی تصدیق کرتا ہے۔ دوسری بات یہ کہ اس میں احکام مکتوبہ و مفروضہ کی تفصیل ہے۔ تیسری یہ کہ اس کے اندر کہیں شک و شبہ کا گذر نہیں۔ ہر چیز اس کی یقینی ہے اور چوتھی یہ کہ یہ کتاب سارے عالم کے پروردگار کی جانب سے ہے۔ (ماجد)

(۵) پ ۱۱ س ۱۰۔ آیت ۹۴:۔

فَإِنْ كُنْتَ فِي شَكٍّ مِّمَّآ أَنْزَلْنَآ إِلَيْكَ فَسْئَلِ الَّذِيْنَ يَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ (۹۴)

ترجمہ:۔ پھر اگر (بالفرض) آپ کو شک ہو ان (مضامین) کے باب میں جو ہم نے آپ پر نازل کئے ہیں تو آپ ان لوگوں سے پوچھ دیکھئے جو آپ سے پہلے کی کتابوں کو پڑھتے رہتے ہیں۔ بالیقین آپ کے پاس آپ کے پروردگار کی طرف سے سچی (کتاب) آ چکی ہے سو آپ ہرگز شک کرنے والوں میں نہ ہوں۔

تفسیر۔ (۱) ان کنت فی شک:۔ یہ تقدیر کلام بھی بڑے بڑے ائمہ ادب و لغت سے منقول ہے کہ اے محمد ﷺ آپ کافر سے کہئے کہ اگر تجھے شک ہو۔

(۲) قدیم آسمانی کتابوں کی اصل عبارتیں انسانی تصرف و تحریف سے الگ کرکے اگر دیکھی جائیں تو وہ بیانات قرآنی کی تمام تر تصدیق و تائید ہی کریں گی۔ (ماجد)

(۶) پ ۱۴ س ۱۶۔ آیت ۱۰۳:۔

وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ إِنَّمَا يُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ۗ لِسَانُ الَّذِيْ يُلْحِدُوْنَ إِلَيْهِ أَعْجَمِيٌّ وَّهٰذَا لِسَانٌ

عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ (۱۰۳)

ترجمہ:۔ اور ہم خوب جانتے ہیں کہ یہ لوگ کہتے ہیں کہ انہیں تو ایک آدمی سکھلا جاتا ہے (حالانکہ) جس شخص کی جانب اس کی ناحق نسبت کرتے ہیں اس کی زبان تو عجمی ہے اور یہ (کلام) تو فصیح عربی زبان (میں) ہے۔

تفسیر (۱) یہ ایک نومسلم رومی نصرانی غلام تھا انجیل وغیرہ سے واقف رسول اللہ صلعم کی باتوں کو شروع ہی سے توجہ و دلچسپی کے ساتھ سنتا تھا تو آپ بھی کبھی کبھی اس کے پاس جا بیٹھتے تھے۔ تو بس اتنی سی بات پر عقل کے دشمنوں کو ایک شگوفہ ہاتھ آگیا۔ بعض روایتوں میں آتا ہے کہ یہ دو غلام تھے جو مکہ میں شمشیر سازی کا کام کرتے تھے اور توریت و انجیل بھی پڑھا کرتے تھے رسول اللہ صلعم ادھر سے گذرتے تو وہاں رک جاتے۔ بعض نافہموں نے ایک دن خود ان ہی سے پوچھا کہ کیا تم ہی انھیں قرآن سکھاتے ہو وہ بولے ہم بھلا انھیں سکھا سکتے ہیں ہم تو خود ہی ان سے سیکھتے ہیں۔

(۲) عجب کج فہم لوگ تھے۔ قرآن کے حیرت انگیز اثر اس کے اعلیٰ مطالب اس کی حکیمانہ تعلیمات اس کی معجزانہ بلاغت کو دیکھتے تو یہ کہہ اٹھتے کہ یہ ان صاحب کا کلام نہیں ہوسکتا کوئی نہ کوئی سکھاتا ضرور ہے۔ اور اب ان کا حمق اس کوئی نہ کوئی کی تلاش کرنے لگتا۔ اور اس بدحواسی میں کبھی اس کا نام لے دیتے کبھی اس کا ہر طرف ٹھوکریں کھاتے رہتے۔

(۳) اعجمی وہ ہے جو صاف گفتگو اور اظہار مافی الضمیر پر قادر نہ ہو خواہ نسلاً عرب ہی ہو۔

(۴) الحاد کے معنی راہ حق وصواب سے ہٹ جانے کے ہیں۔ اور ملحد کو اسی لئے ملحد کہتے ہیں کہ وہ راہ حق اور تمام ادیان سے ہٹا ہوا ہوتا ہے۔

(۵) ھٰذا لسانٌ عربیٌ مبین۔ یعنی یہ کلام تو معجزانہ حد تک فصیح ہے جسے ہر اہل زبان مومن ہو یا منکر بیّن طور پر دیکھ سکتا ہے۔ (ماجد)

(۷) پ ۱۹ س ۲۶ - آیت ۱۹۷ ء -

اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً اَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ (۱۹۷)

ترجمہ :- کیا ان لوگوں کے لئے یہ (کافی) دلیل نہیں کہ اسے علمائے بنی اسرائیل جانتے ہیں -

تفسیر :- (۱) یعلمہ - میں ضمیر قرآن مجید کی جانب ہے - لھم - میں ضمیر قریش کی جانب ہے جو علماء بنی اسرائیل کے علم وفضل کے خود بھی قائل اور معتقد تھے -

(۲) مطلب یہ ہوا کہ یہ امر تو ان کے نزدیک خود ایک دلیل معتبر ہونا چاہیئے کہ علماء بنی اسرائیل اپنے مقدس صحیفوں میں قرآن مجید کا ذکر اور اخبار پاتے ہیں - (ماجد)

(۸) پ ۲۱ س ۲۹ - آیت ۴۸ ء -

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ (۴۸)

ترجمہ :- اور آپ تو اس (قرآن) سے قبل نہ کوئی کتاب پڑھے ہوئے تھے اور نہ اُسے (یعنی کوئی کتاب) اپنے ہاتھ سے لکھ سکتے تھے ورنہ (یہ) ناحق شناس لوگ شبہ نکالنے لگتے -

تفسیر :- ..... رسول کریم صلعم کی امیت اور ناخواندہ ہونے پر اس سے بڑھ کر صریح شہادت اور کیا ہوگی .... (ماجد)

(۹) پ ۲۵ س ۴۱ - آیت ۵۳ ء -

سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِى الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ط

ترجمہ :- ہم عنقریب ان کو اپنی نشانیاں (اسی) دنیا میں دکھائیں گے اور خود ان کی ذات میں بھی یہاں تک کہ ان پر کھل کر رہیگا کہ یہ (قرآن) حق ہے -

تفسیر۔ (۱) چنانچہ نہ صرف علاقہ حجاز بلکہ سارا ملک عرب اور اس کے اطراف و نواح اسلام کے مسخر ہوئے اور بڑے بڑے رؤسا و سرداران ریاست کام کٹ لیے۔ (ماجد)

(۲) کرا قطار عرب پیشنگوئی کے مطابق فتح ہو جائیں گے۔ بدر میں مارے جاویں گے اور ان کا مسکن مکہ بھی فتح ہو جاوے گا۔ (حقانوی)

(۳) ...... اب ہم ان منکروں کو خود ان کی جانوں میں اور ان کے چاروں طرف سارے ملک عرب بلکہ ساری دنیا میں اپنی قدرت کے وہ نمونے دکھلائیں گے جن سے قرآن اور حامل قرآن کی صداقت بالکل روز روشن کی طرح آنکھوں سے نظر آنے لگے۔ وہ نمونے کیا ہیں؟ وہی اسلام کی عظیم الشان اور محیر العقول فتوحات جو سلسلہ اسباب ظاہری کے بالکل برخلاف قرآنی پیشنگوئیوں کے عین مطابق وقوع پذیر ہوئیں۔ چنانچہ معرکہ بدر میں کفار مکہ خود اپنی جانوں کے اندر اور فتح مکہ میں مرکز عرب کے اندر اور خلفائے راشدین کے عہد میں تمام جہان کے اندر یہ نمونے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیے ...... (عثمانی)

(۱۰) پ ۲۶ س ۴۶ - آیت ۱۰ -

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهٖ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ (۱۰)

ترجمہ:- آپ کہیے کہ اچھا یہ تو بتاؤ کہ اگر یہ (قرآن) اللہ کی طرف سے ہو اور پھر تم اس سے کفر کر رہے ہو اور بنی اسرائیل میں سے ایک گواہ اس جیسی کتاب پر گواہی دے اور ایمان لے آئے اور تم تکبر ہی میں رہو بیشک اللہ بے انصاف لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا

تفسیر۔ (۱) قرآن مجید نے تو شاہد بصیغہ واحد کہا۔ واقعتہً و عملاً تو اس سے بڑھ کر معاملہ رہا یعنی ایک نہیں متعدد متدین و صاحب علم اسرائیلی قرآن پر ایمان لا کر رہے بنی اسرائیل کا نام اس لئے لیا کہ وہی ایک صاحب کتاب قوم موجود تھی - اور اس قوم

کا علم و فضل قریش کو بھی مسلم تھا۔

(۲) شاہد من بنی اسرائیل ۔ سے مراد حضرت موسیٰ سے لی گئی ہے ۔ (ماجد)

(۳) ..... بعض علمائے یہود نے صریحاً اقرار کیا اور گواہی دی کہ بیشک ہمارے ہاں اس ملک (عرب) سے ایک عظیم الشان رسول اور کتاب کے آنے کی خبر دی گئی ہے اور یہ رسول وہی معلوم ہوتا ہے اور یہ کتاب اسی طرح کی ہے جس کی خبر دی گئی تھی ..... یہ شہادتیں فی الحقیقت ان پیشین گوئیوں پر مبنی تھیں جو باوجود ہزارہا تحریف اور تبدل کے آج بھی تورات وغیرہ میں موجود چلی آتی ہیں ۔ جن سے ہویدا ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل کا سب سے بڑا گواہ (حضرت موسیٰ علیہ السلام) ہزاروں برس پہلے خود ہی گواہی دے چکا ہے کہ بنی اسرائیل کے اقارب اور بھائیوں (بنی اسمٰعیل) میں سے اسی کی مثل ایک رسول آنے والا ہے ..... بعض منصف و حق پرست احبار یہود مثلاً عبد اللہ بن سلام وغیرہ حضور کا چہرہ دیکھتے ہی اسلام لے آئے اور بول اٹھے۔ "اِنَّ هٰذَا الْوَجْهَ لَيْسَ بِوَجْهِ كَاذِبٍ" (یہ چہرہ جھوٹے کا چہرہ نہیں ہے) (عثمانی)

فصل ۶

خطاب خصوصی۔ ذات اقدس

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

(۱) پ ۷، س ۶ - آیت ۵۰۔

قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ؕ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ۵۰

ترجمہ:۔ آپ کہہ دیجئے کہ میں تم سے یہ تو نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں

اور نہ میں غیب جانتا ہوں۔ اور نہ میں تم سے کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔ میں تو بس اس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو میرے پاس آتی ہے۔ آپ کہئے کہ اندھا اور بینا کہیں برابر ہو سکتے ہیں تو کیا تم غور نہیں کرتے۔

تفسیر (۱) ...... آیت کے ان تین فقروں میں مشرکوں کے تین عقیدوں کا رد تو ظاہر ہے (خزائن اللہ۔ اعلم الغیب۔ إنی ملک) لیکن ...... مسیحیت کا رد بھی اس میں آگیا ہے جس نے مسیحؑ کو خدائے تعالیٰ کا ہم پلہ وہمسر بنا کر پیش کیا ہے ...... اناجیل رائج الوقت کی چند آیتیں ...... باپ بیٹے سے محبت رکھتا ہے اور اس نے سب چیزیں اس کے ہاتھ میں دے دی ہیں۔ (یوحنا ۳: ۳۵) میں اور باپ ایک ہیں (یوحنا ۱۰: ۳۰) جو کچھ باپ کا ہے وہ سب میرا ہے (یوحنا ۱۶: ۱۵)

(۲) ...... کہیں نور وحی سے منور۔ صاحب بصیرت اور کہیں فیضان نور سے محروم بے بصر دونوں برابر ہو سکتے ہیں۔

(۳) اعمیٰ والبصیر۔ سے مراد کافر و مومن ہیں۔

(۴) ...... صاحب وحی کا ہر قدم وحی الٰہی کی روشنی میں اٹھتا ہے اور نبی تمام تر وحی الٰہی کا اتباع کرتا رہتا ہے۔ (ماجد)

(۵) .... دین کے بارے میں انسان کی عالمگیر گمراہی یہ رہی ہے کہ ہمیشہ ماوراء فطرت عجائب وغرائب کا خواہشمند رہتا ہے ...... یہی گمراہی ہے جس نے پیروان مذہب کی راہ کو توہم پرستیوں کی راہ بنا دیا ...... انہوں نے اپنے داعیوں کو انسانیت کی سطح سے بلند کر کے الوہیت کے درجے تک پہونچا دیا۔ لیکن قرآن اسی لئے آیا تھا۔ کہ اس طرح کی تمام گمراہیوں کی راہ بند کر دے۔ آیت ۵۰ میں پیغمبر اسلام (صلعم) کی حیثیت واضح کر دی ہے۔ فرمایا میرا دعویٰ اس کے سوا کچھ نہیں کہ اللہ کی وحی نے راہ حق دکھا دی ہے۔ خود بھی اس پر چلتا ہوں اور دوسروں کو بھی اسی کی طرف بلاتا ہوں۔ اس سے زیادہ میں کچھ نہیں ہوں۔ (آزاد)

(۲) پ ۱۱- س ۱۰- آیت ۱۰۹-

وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتَّىٰ يَحْكُمَ اللَّهُ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ (۱۰۹)

ترجمہ:- اور آپ اس کی پیروی کئے جائیے جو آپ پر وحی کیا جاتا ہے اور صبر کرتے رہیے یہاں تک کہ اللہ فیصلہ صادر کر دے اور وہی بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔

(۳) پ ۱۶ س ۲۰- آیت ۱۱۴-

......وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ مِن قَبْلِ أَن يُقْضَىٰ إِلَيْكَ وَحْيُهُ ۖ .... (۱۱۴)

ترجمہ:- اور آپ قرآن (کے پڑھنے میں) جلدی نہ کیا کیجئے قبل اس کے کہ آپ پر اس کی وحی پوری نازل ہو چکے......

(۴) پ ۲۳ س ۳۸- آیت ۸۶-

قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ (۸۶)

ترجمہ:- آپ کہہ دیجئے کہ میں تم سے اس (قرآن) پر کوئی بھی معاوضہ نہیں چاہتا ہوں اور نہ میں بناوٹ کرنے والوں میں ہوں۔

(۵) پ ۲۵ س ۴۳- آیت ۴۳- ۴۴-

فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِي أُوحِيَ إِلَيْكَ ۖ إِنَّكَ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ (۴۳) وَإِنَّهُ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ ۖ وَسَوْفَ تُسْأَلُونَ (۴۴)

ترجمہ:- بہرحال آپ اس (کلام) سے تمسک کئے جائیے جو آپ پر وحی کیا گیا ہے آپ بلاشبہ سیدھے راستے پر ہیں۔ اور یہ (قرآن) آپ کے اور آپ کی قوم کیلئے بڑے شرف کی چیز ہے اور عنقریب تم سب سے پوچھا جائے گا۔

تفسیر۔(۱) پوچھا جائے گا یعنی کہ اپنے اپنے ذمہ کے حقوق قرآن کہاں تک ادا کئے۔ آپ سے سوال تبلیغ سے متعلق ہوگا اور ان لوگوں سے اس پر عمل کا۔ (ماجد)

(۶) پ ۲۹ س ۷۵ - آیت ۱۶ تا ۱۹۔

لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ﴿۱۶﴾ اِنَّ
عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ﴿۱۷﴾ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ﴿۱۸﴾
ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ﴿۱۹﴾

ترجمہ:۔ آپ اس کو (یعنی قرآن کو) جلدی جلدی لینے کے لئے اس پر زبان نہ ہلایا کیجئے۔ یہ تو ہمارے ذمہ ہے اس کا جمع کر دینا اور اس کا پڑھوانا۔ تو جب ہم اسے پڑھنے لگیں تو تو آپ اس کے تابع ہو جایا کیجئے پھر اس کا بیان کر دینا بھی ہمارے ذمہ ہے۔

تفسیر...... یہاں یہ حکم مل رہا ہے کہ آپ نزول وحی کے وقت بس سکون و خاموشی سے سنتے رہا کیجئے اور یہ اندیشہ بھی دل میں نہ لائیے کہ وحی کا کوئی خفیف سا جزو بھی قلب سے نکل جائے گا اس کی محفوظیت کے ذمہ دار تو ہم خود ہیں..... حق تعالیٰ نے یہاں فرشتہ وحی کے سنانے کو اپنے ہی سنانے سے تعبیر فرمایا ہے۔ (ماجد)

(۷) پ ۳۰ س ۸۷ - آیت ۶ - ۷۔

سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰۤى ﴿۶﴾ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ط.......

ترجمہ:۔ ہم آپ کو (قرآن) پڑھا دیا کریں گے پھر آپ (اسے) نہ بھولیں گے۔ ہاں البتہ اللہ ہی جو کچھ (بھلا دینا) چاہے۔

فصل ۷

چیلنج

(خدائی للکار)

(۱) پ ا س ۲- آیت ۲۳ - ۲۴ :-

وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ ۠ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (۲۳) فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ۚ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ (۲۴)

ترجمہ:- اور اگر تم اس کتاب ہی کے بارہ میں شک میں ہو جو ہم نے اپنے بندہ پر اُتاری ہے تو کوئی ایک سورت اس جیسی تم بھی بنا لاؤ اور اپنے حمایتیوں کو بھی اللہ کے مقابلہ میں بلا لو اگر تم سچے ہو۔ اور اگر تم (یہ) نہ کر سکو اور ہرگز نہ کر سکو گے تو پھر اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔

تفسیر (۱) قرآن کے چیلنج کو ساڑھے تیرہ سو سال سے اوپر ہی ہو چکے ہیں۔ اور دنیا کے کتب خانہ اس کتاب سازی کے عہد میں قرآن کے برابر کیا معنیٰ تقریباً برابر کتاب سے بھی یکسر خالی ہیں۔

(۲) اللہ اکبر کس زور کی تحدی ہے اور وہ بھی ایک اُمی کی زبان سے! اپنی عقل و حکمت۔ اپنے علوم و فنون پر ناز رکھنے والوں کو کیا کیا جوش اس وقت بھی آیا ہوگا اور آج بھی آ رہا ہے مصرعہ " لیکن خدا کی بات جہاں تھی وہیں رہی "

(ماجد)

(۲) پ ۱۱ س ۱۰۔ آیت ۳۸:۔

اَمۡ یَقُوۡلُوۡنَ افۡتَرٰىهُ ‌ؕ قُلۡ فَاۡتُوۡا بِسُوۡرَةٍ مِّثۡلِهٖ وَادۡعُوۡا مَنِ اسۡتَطَعۡتُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ (۳۸)

ترجمہ:۔ کیا یہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس شخص نے اس کو گڑھ لیا ہے؟ آپ کہیے کہ اچھا تو تم ایک ہی سورۃ مثل اس کے لے آؤ اور اللہ کے سوا تم جس کسی کو بلا سکو بلا لو اگر سچے ہو۔

تفسیر:.... جہاں تک اس چیلنج کے ظاہری جزو کا تعلق ہے یعنی فصاحت بلاغت اور ادب اور انشاء کی خوبیوں کا اس کے مخاطب صرف اہل زبان عرب ہیں خصوصاً نزول قرآن کے وقت کے عرب جو ادبیت کے نشے میں جھومتے رہتے تھے اور جن کے نزدیک دنیا کا سب سے بڑا کمال ادبیت ہی کا کمال تھا۔ (ماجد)

(۳) پ ۱۲ س ۱۱۔ آیت ۱۳:۔

اَمۡ يَقُوۡلُوۡنَ افۡتَرٰىهُ‌ ؕ قُلۡ فَاۡتُوۡا بِعَشۡرِ سُوَرٍ مِّثۡلِهٖ مُفۡتَرَيٰتٍ وَّادۡعُوۡا مَنِ اسۡتَطَعۡتُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ (۱۳)

ترجمہ:۔ کیا یہ کہتے ہیں کہ (آپ نے) اسے گڑھ لیا ہے آپ کہہ دیجیے کہ اچھا تو تم بھی دس سورتیں اسی کی مثل گڑھی ہوئی لے آؤ اور اللہ کے سوا جن کو بھی تم (بلا) سکتے ہو بلا لو اگر تم سچے ہو۔

(۴) پ ۱۵ س ۱۷۔ آیت ۸۸:۔

قُلْ لَّئِنِ اجۡتَمَعَتِ الۡاِنۡسُ وَالۡجِنُّ عَلٰٓى اَنۡ يَّاۡتُوۡا بِمِثۡلِ هٰذَا الۡقُرۡاٰنِ لَا يَاۡتُوۡنَ بِمِثۡلِهٖ وَلَوۡ كَانَ بَعۡضُهُمۡ لِبَعۡضٍ ظَهِيۡرًا (۸۸)

ترجمہ:۔ آپ کہہ دیجیے کہ اگر (کل) انسان و جنات اس بات کے لیے جمع ہو جائیں کہ

اس جیسا قرآن لے آئیں (جب بھی) اس جیسا نہ لا سکیں گے اور خواہ ایک دوسرے کے مددگار بھی بن جاویں۔

(۵) پ ۲۷ س ۵۲ - آیت ۳۳ - ۳۴ -

أَمْ يَقُولُونَ تَقَوَّلَهُ ج بَل لَّا يُؤْمِنُونَ (۳۳) فَلْيَأْتُوا بِحَدِيثٍ مِّثْلِهِ إِن كَانُوا صَادِقِينَ (۳۴)

ترجمہ:- ہاں یہ کہتے ہیں کہ انھوں نے (قرآن) کو گڑھ لیا ہے؟ اصل یہ ہے کہ ان میں ایمان ہی نہیں۔ اچھا تو یہ لوگ اس طرح کا کوئی کلام لے آئیں اگر یہ (اپنے دعوے میں) سچے ہیں۔

فصل ۸

لوح محفوظ اور قرآن حکیم

(۱) پ ۲۵ - س ۴۳ - ۱ - ۴ -

حٰمٓ (۱) وَالْكِتٰبِ الْمُبِينِ (۲) إِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ (۳) وَإِنَّهُ فِيٓ أُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيمٌ (۴)

ترجمہ:- حا۔ میم۔ قسم ہے (اس) کتاب واضح کی کہ ہم نے اس کو عربی زبان کا قرآن بنایا ہے تاکہ تم (خوب) سمجھ جاؤ۔ اور بیشک وہ لوح محفوظ میں ہمارے پاس ہے بڑے مرتبہ کا حکمت سے بھرا ہوا۔

تفسیر:- بڑی پرانی بحث چلی آرہی ہے کہ قرآن مجید قدیم غیر مخلوق ہے یا حادث مخلوق...... اہل سنت کا مذہب صحیح یہ ہے کہ قرآن مجید کی حیثیتیں دو ہیں۔ ایک معنوی دوسری تعبیری۔ معنوی حیثیت سے...... قدیم اور غیر مخلوق ہے...... دوسری تعبیری حیثیت....

کے اعتبار سے اس کا حادث و مخلوق ہونا بالکل ظاہر ہے .... (ماجد)

(۲) پ ۲۷ س ۵۶ - آیت ۷۷ - ۸۰:-

إِنَّهُ لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ (۷۷) فِي كِتَابٍ مَكْنُونٍ (۷۸) لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ (۷۹) تَنْزِيلٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ (۸۰)

ترجمہ:- یہ ایک معزز قرآن ہے ایک محفوظ کتاب میں (پہلے سے درج) جسے کوئی ہاتھ نہیں لگاتا بجز پاکوں کے۔ اتارا ہوا ہے پروردگار عالم کی طرف سے۔

تفسیر:- کتٰب مکنون - مراد لوح محفوظ ہے۔ (ماجد)

(۳) پ ۳۰ س ۸۵ - آیت ۲۱ - ۲۲:-

بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَجِيدٌ (۲۱) فِي لَوْحٍ مَحْفُوظٍ (۲۲)

ترجمہ:- اصل یہ ہے کہ یہ بزرگی والا قرآن ہے۔ لوح محفوظ میں (لکھا ہوا)

فصل ۹

ذریعہ نزول

(۱) پ ۱ س ۲ - آیت ۹۷:-

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَىٰ قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ .... (۹۷)

ترجمہ:- آپ کہہ دیجئے کہ جو کوئی جبریل کا مخالف ہے تو انہوں نے تو اس (قرآن) کو آپ کے قلب پر اللہ کے حکم سے اتارا ہے۔

(۲) پ ۱۴ س ۱۶ - آیت ۱۰۲ :-

قُلۡ نَزَّلَهٗ رُوۡحُ الۡقُدُسِ مِنۡ رَّبِّكَ بِالۡحَقِّ ......

ترجمہ :- آپ کہہ دیجئے کہ اسے روح القدس نے آپ کے پروردگار کے پاس سے حکمت کے موافق اتارا ہے ۔

تفسیر :- روح القدس یعنی فرشتہ جبرئیلؑ ۔

(۳) پ ۱۹ س ۲۶ - آیت ۱۹۳ - ۱۹۴ :-

نَزَلَ بِهِ الرُّوۡحُ الۡاَمِيۡنُ (۱۹۳) عَلٰى قَلۡبِكَ لِتَكُوۡنَ مِنَ الۡمُنۡذِرِيۡنَ (۱۹۴)

ترجمہ :- اسے روح الامین نے آپ کے قلب پر اتارا ہے تاکہ آپ ڈرانے والوں میں سے ہوں ۔

تفسیر :- روح الامین یعنی امانت دار فرشتہ مراد حضرت جبرئیل ہیں ۔

(۴) پ ۲۹ س ۶۹ - آیت ۴۰ - ۴۱ :-

اِنَّهٗ لَقَوۡلُ رَسُوۡلٍ كَرِيۡمٍ (۴۰) وَّمَا هُوَ بِقَوۡلِ شَاعِرٍ

ترجمہ :- یہ (قرآن) کلام (الہٰی) ہے ایک معزز فرشتہ کا (لایا ہوا) یہ کسی شاعر کا کلام نہیں ۔

تفسیر :- رسولِ کریم ۔ رسول کا استعمال اس سیاق میں فرشتہ جبرئیل کے لئے ہے ۔ (ماجد)

(۵) پ ۳۰ س ۸۱ - آیت ۱۹ :-

اِنَّهٗ لَقَوۡلُ رَسُوۡلٍ كَرِيۡمٍ (۱۹)

ترجمہ :- یہ (قرآن) ایک کلام ہے ایک معزز قاصد کا (لایا ہوا) ۔

فصل ۱۰

وقت یا زمانہ نزول ابتداء

(۱) پ ۲ س ۲ - آیت ۱۸۵-

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ ......

ترجمہ :- ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا ہے۔

تفسیر :- (۱) اُنْزِلَ یعنی اترنا شروع ہوا۔

(۲) کل قرآن مجید کا نزول تو بڑی تدریج کے ساتھ کوئی ۲۱-۲۲ سال کی مدت میں ہوا ہے یہاں مراد یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول قرآن کی ابتداء ماہ رمضان میں ہوئی۔ وحی قرآنی کی سب سے پہلی آیتیں سورۃ العلق کا ابتدائی حصہ ہے اور وہ غار حرا میں رسول اللہ صلعم پر اسی مہینہ میں نازل ہوئی تھیں۔

(۲) پ ۲۵ س ۴۴ - آیت ۱ - ۳ -

حٰمٓ ‎(۱)‏ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ‎(۲)‏ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ‎(۳)‏

ترجمہ :- حا میم۔ قسم ہے (اس) کتاب واضح کی کہ ہم نے اس کو ایک برکت والی رات میں اتارا ہے (کیونکہ) ہم (بندوں کو) خبردار کرنے والے تھے۔

تفسیر :- لیلۃ مبارکہ :- مراد شب قدر ہے۔

(۳) پ ۳۰ س ۹۷ - آیت ۱ -

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ‎(۱)‏

ترجمہ :- بیشک ہم نے اسے (قرآن کو) شب قدر میں اتارا ہے۔

تفسیر :- فی لیلۃ القدر :- سب سے پہلی وحی رسول اللہ صلعم پر ماہ مبارک رمضان کے

آخری عشرہ کی کسی طاق تاریخ میں ہوئی تھی۔ حدیث صحیح کے مطابق یہ شب قدر ہر سال آخر عشرۂ رمضان کی کسی طاق تاریخ میں آیا کرتی ہے، اور اس رات میں دعا۔ عبادت کے بڑے بڑے فضائل احادیث میں وارد ہوئے ہیں۔ احناف نے اس کے وقوع کے لئے ۲۷ویں شب رمضان کا قول اختیار کیا ہے۔

فصل ۱۱

طریقہ نزول

(۱) پ ۱۵ س ۱۷۔ آیت ۱۰۶۔

وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّ نَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا (۱۰۶)

ترجمہ۔ اور قرآن! تو ہم نے اسے جدا جدا کر رکھا ہے تاکہ آپ اسے لوگوں کے سامنے ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں اور ہم نے اسے اتارا بھی تدریج سے ہے۔

تفسیر۔ فَرَقْنٰهُ۔ یعنی اسے سورتوں۔ آیتوں وغیرہ کے ذریعہ سے الگ الگ رکھا گیا ہے۔ (ماجد)

(۲) پ ۱۹ س ۲۵۔ آیت ۳۲۔

...... وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا (۳۲)

ترجمہ۔ اور ہم نے اسے ٹھہرا ٹھہرا کر اتارا ہے۔

تفسیر۔ (۱) ایک بڑی مصلحت اس تدریجی نزول قرآن میں تو رسول کی تقویت قلب ہے۔ شارح نے کہا ہے ...... کہ اس میں حکمت ہے کہ ثبات و رسوخ حاصل ہونا چاہئے جو چیز جلدی آتی ہے وہ جلدی نکل بھی جاتی ہے۔

(۲) ...... علما کے ہاں تعلیم کا سبقاً سبقاً ہونا ...... اسی آیت سراپا حکمت کی ماتحتی میں ہے۔ نیت کا مستحکم ہونا۔ قلب کا تحمل پر قادر ہونا ملکہ علمی کا راسخ ہونا سب اسی کے برکات ہیں۔ (ماجد)

(۳) پ ۲۹ س ۷۶۔ آیت ۲۳:۔

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ تَنْزِيلًا (۲۳)

ترجمہ:۔ ہم ہی نے آپ پر قرآن تھوڑا تھوڑا کر کے اتارا ہے۔

فصل ۱۲

حفاظتِ قرآن حکیم

(۱) پ ۱۳ س ۱۵۔ آیت ۹:۔

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُونَ (۹)

ترجمہ:۔ اس نصیحت نامہ کو ہم نے ہاں ہم ہی نے نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

تفسیر (۱) قرآن مجید کی جامعیت۔ اکملیت۔ ابلغیت وغیرہ سے قطع نظر اس کی محفوظیت کامل۔ اور پھر شروع ہی سے دھڑلے سے اس کا اعلان بجائے خود ایک معجز دلیل اس کے کلام الٰہی ہونے کی ہے۔

(۲) دنیا کے کتب خانہ کسی دوسری کتاب کی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہیں جو ساڑھے تیرہ سو سال سے اپنے الفاظ حروف نقوش سب کے لحاظ سے جوں کی توں چلی آ رہی ہے۔

(۳) مجرد یہ دعویٰ کہ یہ لفظ بہ لفظ کلام الٰہی ہے آج روئے زمین میں کسی بھی دوسری کتاب کا نہیں۔ یہاں تک کہ توریت اور انجیل کا بھی نہیں قرآن اس دعوٰی میں بالکل منفرد ہے۔

دوسری کتابوں سے متعلق دعویٰ زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ ان کے اندر مغز و روح خدائی تعلیم کی آ گئی ہے۔ باقی وہ مرتب کی ہوئی تمامتر انسانوں کی ہیں۔ اور ان کی عبارتیں صرف خاصان خدا کی لکھی ہوئی ہیں۔ (ماجد)

فصل ۱۳

ایمان بالقرآن

(۱) پ ۱ س ۲ - آیت ۴ - ۵:-

وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ (۴) أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (۵)

ترجمہ:- اور جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اس پر جو آپ پر اتارا گیا ہے اور (اس پر) جو آپ سے قبل پر اتارا گیا ہے اور آخرت پر بھی (وہ) پورا یقین رکھتے ہیں یہی لوگ اپنے پروردگار کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی (پورے) بامراد ہیں۔

(۲) پ ۱ س ۲ - آیت ۴۱:-

وَآمِنُوا بِمَا أَنزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ ....

ترجمہ:- اور اس (کتاب) پر ایمان لاؤ جو میں نے (اب) نازل کی ہے تصدیق کرتی ہوئی اس (کتاب) کی جو تمہارے پاس ہے۔

تفسیر:- بما انزلتُ اشارہ ہے قرآن کی طرف۔ لما معکم۔ اشارہ ہے توریت کی طرف۔ (ماجد)

(۳) پ ۱ س ۲۔ آیت ۱۳۶۔

قُولُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا.......

ترجمہ:۔ کہہ دو کہ ہم تو ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور اس پر جو ہم پر اتارا گیا۔

(۴) پ ۲ س ۲۔ آیت ۱۷۷۔

.......وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ.........

ترجمہ:۔ بلکہ طاعت یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ اور قیامت کے دن اور فرشتوں اور کتاب ..... پر ایمان لائے۔

(۵) پ ۳ س ۲۔ آیت ۲۸۵۔

.......كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ.......

ترجمہ:۔ سب ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور ان کی کتابوں پر۔

(۶) پ ۳ س ۳۔ آیت ۸۴۔

قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا..........

ترجمہ:۔ آپ کہہ دیجیے کہ ہم اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور اس پر جو ہمارے اوپر اتارا گیا ہے۔

(۷) پ ۵ س ۴۔ آیت ۴۷۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ........

ترجمہ:۔ اے وہ لوگو جنہیں کتاب مل چکی ہے اس (کتاب) پر ایمان لاؤ جسے ہم نے نازل کیا ہے تصدیق کرنے والی اس (کتاب) کی جو تمہارے پاس ہے۔

(۸) پ ۵ س ۲ - آیت ۱۳۶ :-

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰي رَسُوْلِهٖ ....

ترجمہ :- اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول اور (اس) کتاب پر ایمان لاؤ جو اس نے اپنے رسول پر نازل کی ہے۔

(۹) پ ۱۱ س ۹ - آیت ۱۲۴ - ۱۲۵ :-

وَاِذَا مَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖٓ اِيْمَانًا ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّهُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ (۱۲۴) وَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ وَمَاتُوْا وَهُمْ كٰفِرُوْنَ (۱۲۵)

ترجمہ :- اور جب کوئی ٹکڑا قرآن کا نازل ہوتا ہے تو ان (منافقین) میں سے بعض کہتے ہیں کہ اس نے تم میں سے کس کے ایمان میں ترقی دی؟ سو جو لوگ ایمان والے ہیں اس نے ان کے ایمان میں ترقی دی اور جن لوگوں کے دلوں میں روگ ہے سو اس (سورت) نے ان کی گندگی میں ایک اور گندگی بڑھا دی اور وہ مر گئے اس حال میں کہ وہ کافر ہی تھے۔

تفسیر - منافقین یہ سوال عوام مومنین سے بطور طنز و تعریض کرتے تھے .... انھیں جواب مومنین کی زبان سے ملتا تھا کہ ہمارے ایمان میں .... (ماجد)

(۱۰) پ ۱۲ س ۱۱ - آیت ۱۷ :-

اَفَمَنْ كَانَ عَلٰي بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ۭ اُولٰۗىِٕكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ

مَوْعِدُهٗ ج فَلَا تَكُ فِیْ مِرْیَةٍ مِّنْهُ ق اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یُؤْمِنُوْنَ (۱۷)

ترجمہ :۔ (سو کیا طالب دنیا ایسے کی برابری کر سکتا ہے) جو اپنے پروردگار کی طرف سے (آئی ہوئی) کھلی دلیل پر قائم ہو۔ اور اس کے ساتھ ایک گواہ اسی میں سے ہے اور (ایک) اس سے پہلے (یعنی) موسیٰ کی کتاب وہ امام ہے اور رحمت ہے ایسے لوگ اس (قرآن) پر ایمان رکھتے ہیں اور گروہوں سے جو کوئی اس سے انکار کرے گا سو اس کے لئے وعدہ گاہ دوزخ ہے پس تو اس کی طرف سے شک میں نہ پڑنا بے شبہ (سچا کلام) تیرے پروردگار کی طرف سے ہے البتہ بہت سے لوگ ایمان نہیں لاتے۔

تفسیر (۱) بینۃ ، سے مراد قرآن ہی سمجھی گئی ہے۔

(۲) یتلوہ شاھد منہ ، سے مراد یہ لی گئی ہے ..... کہ قرآن کا ایک گواہ تو خود قرآن کے اندر موجود ہے اور یہ داخلی گواہ قرآن کا معجزہ ہونا ہے۔

(۳) کتاب موسیٰ ،۔ یہ شہادت خارجی ہوئی..... توریت جو قرآن مجید سے مدتوں قبل نازل ہو چکی تھی۔ (ماجد)

(۴) .... قرآن اپنی حقانیت کا خود گواہ ہے ؎

آفتاب آمد دلیل آفتاب (عثمانی)

(۵) مِرْیَةٍ مِّنْهُ یعنی پس اے پیغمبر دعوت قرآنی کی کامیابی کے بارے میں کسی طرح کا شک نہ کیجیو۔ وہ تیرے پروردگار کی جانب سے حق ہے ...... (آزاد)

(۱۱) پ ۲۶ س ۴۷ - آیت ۲ -

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ لا كَفَّرَ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ (۲)

ترجمہ :- اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل بھی کئے اور اسی (سب) پر ایمان لائے جو تم پر نازل کیا گیا اور وہ امر حق ان کے پروردگار کی طرف سے ہے اور ان کے گناہوں کا کفارہ ان کی طرف سے کردے گا اور انکی حالت درست رکھیگا۔

(۱۲) پ ۲۸ س ۶۴ - آیت ۸ :-

فَآمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهٖ وَالنُّورِ الَّذِیْٓ اَنْزَلْنَا ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ (۸)

ترجمہ :- تو اب اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس نور پر بھی جو ہم نے نازل کیا ہے اور اللہ تمہارے اعمال کی پوری خبر رکھتا ہے۔

تفسیر :- والنور الذی انزلنا ۔ مراد قرآن ہونا ظاہر ہے (ماجد)

فصل ۱۴

اتباع بالقرآن

(۱) پ ۸ س ۶ - آیت ۱۵۵ :-

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (۱۵۵)

ترجمہ :- اور یہ ایک کتاب ہے جس کو ہم نے بھیجا ہے (خیرو) برکت والی سو (اب) اس کی پیروی کرو اور ڈرو تا کہ تم پر رحمت کی جائے۔

تفسیر :- اتباع کے تحت میں عقائد - اعمال سب کا اتباع حسب مراتب آگیا...... کتاب یعنی یہی قرآن جس کی برکتیں قیامت تک منقطع ہونے والی نہیں۔ اور برکت کے تحت میں خیر دینی و خیر دنیوی دونوں آگئیں ...... (ماجد)

(۲) پ ۸ س ۷۔ آیت ۳:۔

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ (۳)

ترجمہ:۔ پیروی اس کی کرو جو کچھ تم پر تمہارے پروردگار کی طرف سے نازل کیا گیا ہے اور اللہ کو چھوڑ کر (دوسرے) رفیقوں کی پیروی مت کرو۔

تفسیر:۔ (۱) ما انزل الیکم۔ کے عموم میں محققین نے قرآن کے ساتھ سنت کو بھی شامل کیا ہے کہ وہ بھی وحی خفی کی ایک صورت ہے۔

(۲) خبر واحد کے قبول کا معیار یہی ہے کہ وہ کسی نص قرآنی کے مخالف نہ ہو..... (ماجد)

(۳) پ ۹ س ۷ ۔ آیت ۱۵۷:۔

...... وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

ترجمہ:۔ اور اس نور کی پیروی کی جو اس کے ساتھ اتارا گیا ہے سو یہی لوگ تو هیں (دلوی) فلاح پانے والے۔

نوٹ (۱):۔ پ ۹ س ۷ ۔ آیت ۱۷۰۔ میں لفظ کتاب سے مراد توریت سمجھی گئی ہے اس لئے اس آیت کریمہ کو اس باب میں شامل نہیں کیا گیا ہے۔

نوٹ ۲۔ پ ۱۶ س ۲۰۔ آیت ۱۲۳۔ میں قرآن حکیم کا ذکر بصراحت نہیں ہے اس لئے یہ آیت کریمہ شامل نہیں کی گئی ہے۔

(۴) پ ۲۳ س ۳۹۔ آیت ۱۷۔ ۱۸:۔

...... فَبَشِّرْ عِبَادِ (۱۷) الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ۭ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰٓئِكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ (۱۸)

ترجمہ:۔ سو آپ بشارت دید یجئے میرے انھیں بندوں کو جو (اس) کلام کو کان لگا کر سنتے ہیں پھر اس کی اچھی اچھی باتوں پر چلتے ہیں یہی ہیں جن کو اللہ نے ہدایت دی اور یہی ہیں جو ذی عقل ہیں۔

تفسیر:۔ (۱) قرآن مجید نے بار بار اہل عقل و فہم انھیں کو قرار دیا ہے جو راہ ہدایت اختیار کرتے ہیں اور اس پر قائم رہتے ہیں۔

(۲) واقعہ ہے بھی یہی کہ جن لوگوں کو اپنی نجات کی فکر تک نہ ہو اور دل میں تحقیق حق کا اہتمام ہی نہ ہو۔ انہیں عقل کے مبادی سے بھی بہرہ ور کیسے تسلیم کیا جائے۔

(۳) جو کوئی اپنی طرف سے حصول ہدایت کا اہتمام رکھتا ہے اس پر راہ ہدایت ضرور کھل جاتی ہے۔ (ماجدی)

(۵) پ ۲۴ س ۳۹۔ آیت ۵۵:۔

وَاتَّبِعُوٓا اَحۡسَنَ مَآ اُنۡزِلَ اِلَيۡكُمۡ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ يَّاۡتِيَكُمُ الۡعَذَابُ بَغۡتَةً وَّاَنۡتُمۡ لَا تَشۡعُرُوۡنَ (۵۵)

ترجمہ:۔ اور اپنے پروردگار کی طرف سے اترے ہوئے اچھے اچھے حکموں پر چلو قبل اس کے کہ تم پر اچانک عذاب آپڑے اور تم کو اس کا خیال بھی نہ ہو۔

فصل ۱۵

آداب قرآن

(۱) پ ۷ س ۶۔ آیت ۶۸:۔

وَاِذَا رَاَيۡتَ الَّذِيۡنَ يَخُوۡضُوۡنَ فِىۡۤ اٰيٰتِنَا فَاَعۡرِضۡ عَنۡهُمۡ حَتّٰى يَخُوۡضُوۡا فِىۡ حَدِيۡثٍ غَيۡرِهٖ ؕ وَاِمَّا

يُنسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ (۶۸)

ترجمہ:۔ اور جب تو ان لوگوں کو دیکھے جو ہماری نشانیوں کو مشغلہ بناتے ہوں تو ان سے کنارہ کش ہو جا یہاں تک کہ وہ کسی اور بات میں لگ جائیں اور اگر شیطان تجھے بھلا دے تو یاد آ جانے کے بعد (ایسے) ظالم لوگوں کے پاس مت بیٹھ۔

تفسیر:(۱) یخوضون فی ایٰتنا ...... بالخصوص مراد قرآن ہے۔

(۲) خطاب یہاں عام ناظرین قرآن سے ہے۔

(۳) خوض۔ کے لفظی معنی بیہودہ گوئی بے کار حجت نکالنے کے ہیں۔

(۴) ...... بے دینوں سے صحبت و اختلاط کی ہر صورت ناجائز ہے۔

(۵) محض سہو و نسیان سے شریعت نے جو مواخذہ اٹھا دیا ہے اس کی نظیر یہ آیت بھی ہے۔ (ماجد)

(۲) پ ۹ س ۷۔ آیت ۲۰۴:۔

وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (۲۰۴)

ترجمہ:۔ اور جب قرآن پڑھا جائے تو اس کی طرف کان لگایا کرو اور خاموش رہا کرو تاکہ تم پر رحمت کی جائے۔

تفسیر:(۱) علماء حنفیہ نے ...... اس سے حالت نماز میں مقتدی کے لئے قرأئی سورۃ فاتحہ کی ممانعت بھی نکالی ہے۔

(۲) انصات۔ ایسی خاموشی کو کہتے ہیں جو سننے ہی کی غرض سے اور بطور ادب ہو (ماجد)

(۳) پ ۱۴۔ س ۱۶۔ آیت ۹۸:۔

فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ (۹۸)

ترجمہ:۔ تو جب آپ قرآن پڑھنے لگیں تو شیطان مردود (کے شر) سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کیجئے۔

(۴) پ ۲۷ س ۵۶ - آیت ۷۹:۔

لَا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ

ترجمہ:۔ جسے کوئی ہاتھ نہیں لگاتا بجز پاکوں کے۔

تفسیر:۔ (۱) یَمَسُّهٗ ضمیر لوح محفوظ کی طرف ہے (ماجد)

(۲) ...... بعض نے ضمیر قرآن کی طرف راجع کی ہے یعنی اس قرآن کو نہیں چھوتے مگر پاک لوگ یعنی جو صاف دل اور پاک اخلاق رکھتے ہیں ...... یا اس قرآن کو نہ چھوئیں مگر پاک لوگ یعنی بدون وضو کے ہاتھ لگانا جائز نہیں جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے (عثمانی)

فصل ۱۶

عظمت قرآن

(۱) پ ۱۹ س ۲۶ - آیت ۲۱۰:۔

وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيٰطِيْنُ (۲۱۰) وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيْعُوْنَ (۲۱۱) اِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُوْلُوْنَ (۲۱۲)

ترجمہ:۔ اور اس (قرآن) کو شیطان لے کر نہیں آئے اور نہ وہ اس قابل اور نہ یہ ان کے بس کی بات وہ تو (وحی کے) سننے سے محروم کئے جا چکے ہیں۔

(۲) پ ۲۷ س ۵۶ - آیت ۷۷ - ۷۸ - ۷۹ - ۸۰:۔

اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ (۷۷) فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ (۷۸) لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ (۷۹) تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ (۸۰)

ترجمہ:- یہ ایک معزز قرآن ہے ایک محفوظ کتاب میں (پہلے سے درج) جسے کوئی ہاتھ نہیں لگاتا بجز پاکوں کے اتارا ہوا ہے پروردگار عالم کی طرف سے۔

(۳) پ ۲۸ س ۵۹ - آیت ۲۱:-

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ؕ

ترجمہ:- اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو تو اس کو دیکھتا کہ اللہ کے خوف سے دب جاتا پھٹ جاتا۔

تفسیر:- (مضامین قرآنی کی عظمت و ہیبت سے) یعنی قرآن مجید بجائے خود اس درجہ موثر اور فاعل قوی ہے۔ (ماجد)

(۴) پ ۳۰ س ۸۰ - آیت ۱۱ تا ۱۶:-

كَلَّآ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ (۱۱) فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ (۱۲)
فِىْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ (۱۳) مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍۭ (۱۴)
بِاَيْدِىْ سَفَرَةٍ (۱۵) كِرَامٍۭ بَرَرَةٍ (۱۶)

ترجمہ:-...... قرآن تو بس ایک نصیحت ہے سو جس کا جی چاہے اسے قبول کرے وہ (ثبت) ہے معزز بلند پاک صحیفوں میں (جو) مکرم اور نیک لکھنے والوں کے ہاتھوں میں (رہتے) ہیں۔

تفسیر:- سفرۃ کرام بررۃ..... مجازاً یہ اوصاف ان خادمان کے بھی ہو سکتے ہیں جنھوں نے ابتداءً کتابت وحی کی۔ اور اس کے بعد سے اب تک قرآن کے بھی پھیلانے میں لگے ہوئے ہیں۔ (ماجد)

(۵) پ ۳۰ س ۸۵ - آیت ۲۱ - ۲۲:-

بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ (۲۱) فِىْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ (۲۲)

ترجمہ:- اصل یہ ہے کہ یہ بزرگی والا قرآن ہے لوح محفوظ میں (لکھا ہوا)

فصل ۱۷

تبلیغ

(۱) پ ۶ س ۵ - آیت ۶۷:-

یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسٰلَتَهٗ ؕ وَ اللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ

ترجمہ۔ اے (ہمارے) پیغمبر جو کچھ آپ پر آپ کے پروردگار کی طرف سے اترا ہے یہ (سب) آپ (لوگوں تک) پہونچا دیجئے۔ اور اگر آپ نے یہ نہ کیا تو آپ نے اللہ کا پیغام پہونچایا ہی نہیں۔ اللہ آپ کو لوگوں سے بچائے رکھے گا۔

تفسیر۔ (۱) ...... جو چیزیں وحی خفی کے ذریعہ سے رسول اللہ صلعم کو تعلیم ہوتی تھیں وہ بھی اس عموم میں شامل ہیں۔

(۲) حضرت عائشہ صدیقہ نے کیسی لطیف اور سچی بات اس موقع پر کہی ہے کہ اگر آپ نے کوئی سا بھی جزو قرآن کریم کا چھپایا ہوتا تو وہ یہی جزو ہوتا۔ (ماجد)

(۲) پ ۷ س ۶ - آیت ۱۹:-

وَ اُوْحِیَ اِلَیَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَ مَنْۢ بَلَغَ ؕ

ترجمہ۔ اور میرے پاس یہ قرآن بطور وحی بھیجا گیا ہے کہ میں اس کے ذریعے سے تمہیں ڈراؤں اور اس کو جسے یہ پہونچے۔

(۱) ومن بلغ کی تقدیر کلام یوں سمجھی گئی ہے۔ من بلغہ القرآن۔ حذف ضمیر طوالت سے بچنے کے لئے ہے۔

(۲) ومن بلغ۔ اس ذرا سے ٹکڑے سے دو باتیں نکل آئیں۔ ایک یہ کہ قرآن کا دائرہ صرف اس کے براہ راست اور اولین مخاطبین تک محدود نہیں رہے گا۔ دوسرے یہ

کہ انذار کا تعلق بھی انہی لوگوں سے ہے جن تک قرآن پہنچ چکا ہے۔ (ماجد)

(۳) پ ۷ س ۶۔ آیت ۵۱۔

وَاَنۡذِرۡ بِهِ الَّذِيۡنَ يَخَافُوۡنَ اَنۡ يُّحۡشَرُوۡۤا اِلٰى رَبِّهِمۡ لَيۡسَ لَهُمۡ مِّنۡ دُوۡنِهٖ وَلِىٌّ وَّلَا شَفِيۡعٌ لَّعَلَّهُمۡ يَتَّقُوۡنَ (۵۱)

ترجمہ:۔ اور آپ اس (وحی شدہ قرآن) کے ذریعہ سے انہیں ڈرائیے جو اندیشہ رکھتے ہیں اس امر کا کہ وہ اپنے پروردگار کے پاس جمع کئے جائیں گے اس حال میں کہ ان کے حق میں نہ کوئی مددگار ہوگا نہ کوئی شفیع شاید کہ وہ ڈرنے لگیں۔ (ماجد)

(۴) پ ۷ س ۶۔ آیت ۹۲۔

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنۡزَلۡنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِىۡ بَيۡنَ يَدَيۡهِ وَلِتُنۡذِرَ اُمَّ الۡقُرٰى وَمَنۡ حَوۡلَهَا ؕ

ترجمہ:۔ اور یہی کتاب ہے کہ ہم نے اس کو نازل کیا ہے برکت والی ہے۔ تصدیق کرنے والی ہے اس کی جو اس سے پہلے ہو چکی ہے۔ تاکہ آپ ڈرائیں ام القریٰ اور اس کے گرد والوں کو۔

تفسیر:۔ (۱) اُمّ القریٰ۔ اشارہ شہر مکہ کی جانب ہے۔ ومن حولھا۔ یعنی ساری دنیا کو۔

(۲) مبارکٌ:۔ پہلی صفت قرآن مجید کی یہ ارشاد ہوئی ہے کہ یہ ایک مبارک کتاب ہے اس سے خلق جتنا چاہے بہ قدر اپنے ظرف وہمت کے استفادہ کرے۔

(۳) فخر رازیؒ اس آیت کے ذیل میں جو اپنا تجربہ بیان کرتے ہیں وہ ہمیشہ نقل ہونے کے قابل ہے "اس کتاب کا مصنف محمد بن عمر رازیؒ کہتا ہے کہ میں نے بہت سے علوم حاصل کئے نقلی بھی اور عقلی بھی لیکن کسی علم سے بھی مجھے دین و دنیا میں وہ خیر و سعادت نہ محسوس ہوئی

جو اس علم (قرآن) کی خدمت سے حاصل ہوئی۔

(۴) سوال یہ رہ جاتا ہے کہ مکہ کا یہ نام اُمُّ القریٰ (جس کے لفظی معنی بستیوں کے مرکز کے ہیں) پڑا کیوں؟ ..... بعض نے کہا کہ اس لئے کہ قدیم جغرافیہ کے لحاظ سے یہ زمین کے عین وسط میں واقع تھا۔ کسی نے کہا اس لئے کہ اس وقت حجاز خصوصاً اس کا یہ شہر دنیا کی تہذیبوں کا سنگم تھا۔ یعنی اس کے ایک بازو میں مصری۔ رومی۔ یونانی تہذیب تھی اور دوسرے بازو میں کلدانی۔ ایرانی و ہندی تمدن۔ کسی نے کہا کہ اس لئے کہ آج بھی دنیا کے تین بڑے براعظموں ایشیا۔ افریقہ یورپ کا سرا یہ عین ساحل حجاز سے چھوٹتا ہے۔ (ماجد)

(۵) پ ۸ س ۷۔ آیت ۲:۔

كِتٰبٌ اُنْزِلَ اِلَيْكَ فَلَا يَكُنْ فِيْ صَدْرِكَ حَرَجٌ مِّنْهُ لِتُنْذِرَ بِهٖ وَذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ (۲)

ترجمہ:۔ (یہ) ایک کتاب ہے آپ پر نازل کی گئی کہ آپ اس کے ذریعہ سے (لوگوں کو) ڈرائیں سو آپ کے دل میں اس سے (بالکل) تنگی نہ ہو اور (یہ) نصیحت ہے ایمان والوں کے لئے۔

(۶) پ ۹ س ۷۔ آیت ۱۷۶:۔

...... فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ (۱۷۶)

ترجمہ:۔ سو آپ بیان کیجئے (یہ) حالات شائد کہ لوگ سوچیں۔

تفسیر۔ یہاں یہ صاف کر دیا کہ مقصود کسی زردشتین کی تاریخ یا سیرت کو سنانا نہیں بلکہ کل منکرین مکہ این۔ مرتدین کی حالت پر آگاہ کرنا اور اس سے عبرت دلانا ہے۔ (ماجد)

(۷) پ ۱۳ س ۱۴۔ آیت ۵۲:۔

هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ (۵۲)

ترجمہ:۔ یہ (قرآن) لوگوں کے لئے ایک پیام ہے اور تاکہ اس کے ذریعہ سے ڈرائے

جائیں اور تاکہ یقین کرلیں کہ وہی ایک خدا ہے اور تاکہ اہل فہم نصیحت حاصل کریں۔

تفسیر۔ (۱) للناس ناس کا عموم لائق لحاظ ہے یعنی یہ پیام ہدایت ساری نوع انسانی کے لئے ہے کسی خاص قوم یا ملک کے لئے نہیں۔

(۲) لیذکر اولوالالباب۔ آیت سے ادھر بھی اشارہ ہوگیا کہ انسان کو درجہ شرف و فضیلت جو کچھ بھی حاصل ہے وہ عقل اور اس کے صحیح استعمال ہی سے ہے۔ (ماجد)

فصل ۱۸

اوصاف قرآن حکیم

(۱) صفت "برکت"

(۱) پ ۷ س ۶۔ آیت ۹۲۔

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ

اور یہی کتاب ہے کہ ہم نے اس کو نازل کیا ہے برکت والی ہے۔

تفسیر: پہلی صفت قرآن مجید کا یہ ارشاد ہوئی کہ یہ ایک مبارک کتاب ہے۔ اس سے خلق جتنا چاہے بہ قدر اپنے ظرف وہمت کے استفادہ کرے ..... فخرراز ی نے آیت کے ذیل میں ذاتی تجربہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے ..... کسی علم سے بھی مجھے دین ودنیا میں وہ خیر وسعادت نہ محسوس ہوئی جو اس علم (قرآن) کی خدمت سے حاصل ہوئی۔ (ماجد)

(۲) پ ۸ س ۶۔ آیت ۱۵۵۔

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ

اور یہ ایک کتاب ہے جس کو ہم نے بھیجا ہے (خیرو) برکت والی ہے۔

تفسیر: یعنی یہی قرآن جس کی برکتیں قیامت تک منقطع ہونے والی نہیں۔ اور برکت

کے تحت میں خیر دینی و خیر دنیوی دونوں آگئیں۔ (ماجد)

(۳) پ۱۷ س ۲۱ - آیت ۵۰۔

وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ ط

اور یہ (قرآن) ایک برکت والی (کتاب) نصیحت ہے کہ ہم نے اس کو اتارا ہے۔

تفسیر: مبارک یعنی جس کا نفع بہت کثیر ہے۔ (ماجد)

(۴) پ۲۳ س ۳۸ - آیت ۲۹۔

كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ

یہ (قرآن) ایک بابرکت کتاب ہے جس کو ہم نے آپ پر نازل کیا ہے۔

---

(۲) صفت "بشارت"

(۱) پ۱ س ۲ - آیت ۹۷۔ هُدًى وَّ بُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ (۹۷)

اور ہدایت ہے اور ایمان والوں کے لئے خوشخبری ہے

(۲) پ۱۴ س ۱۶ - آیت ۸۹۔ وَهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ

اور مسلموں کے حق میں ہدایت اور رحمت اور بشارت

(۳) پ۱۴ س ۱۶ - آیت ۱۰۲۔ ...... وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ

مسلمانوں کے حق میں ہدایت و بشارت بن جائے۔

(۴) پ۱۹ س ۲۷ - آیت ۲۔ هُدًى وَّ بُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ

ہدایت و بشارت ایمان والوں کے لئے

(۵) پ ۲۴ س ۴۱ - آیت ۴۔ ...... بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا

بشارت دینے والا اور ڈرانے والا

---

(۳) صفت "بصیرت"

(۱) پ ۹ س ۷ - آیت ۲۰۳ -

.....هٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (۲۰۳)

یہ دلیلیں ہیں تمہارے پروردگار کی طرف سے اور ہدایت اور رحمت ان لوگوں کے لئے جو ایمان رکھتے ہیں۔

(۲) پ ۲۵ س ۴۵ - آیت ۲۰ -

هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ (۲۰)

یہ (قرآن) لوگوں کے لئے دانشمندیوں (کا سبب) اور ہدایت (کا ذریعہ) ہے اور یقین لانے والوں کے لئے بڑی رحمت ہے۔

(۴) بدون (بغیر) کجی

(۱) پ ۱۵ س ۱۸ - آیت ۱ -

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا (۱)

ترجمہ:۔ ساری خوبی اللہ کے لئے ہے جس نے اپنے بندہ (خاص) پر کتاب نازل کی اور اس میں (ذرا) کجی نہیں رکھی۔

تفسیر۔ اس میں ہر قسم اور ہر درجہ کے عیب سے نفی آگئی یعنی ایسی کتاب جو ہر پہلو اور ہر جہت سے کامل و جامع۔ پاکیزہ و اجمل ہے نہ کہیں مبالغہ شاعرانہ۔ نہ عبارت میں کہیں سے تناقص نہ عقائد میں کوئی پہلو مرتیت اور پر اسرار ہونے کا ہے۔ ہر بیان مدلل۔ ہر حکم

واضح۔ اس حقیقت پر اپنوں ہی کی نہیں غیروں کی شہادتیں موجود ہیں کہ دین اسلام کے اندر کسی قسم کا ایچ پیچ۔ کوئی کجی۔ انحراف اور افراط تفریط نہیں۔ (ماجد)

(۲) پ ۲۳ س ۳۹۔ آیت ۲۸۔

قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ (۲۸)

قرآن واضح جس میں کوئی کجی نہیں تاکہ لوگ ڈرتے رہیں۔

تفسیر:۔ قرآناً۔ یہاں وصف القرآن کا بیان ہوا کہ وہ ایک پڑھی جانیوالی چیز ہے چنانچہ قیامت تک مسجدوں میں پڑھا جائے گا محرابوں میں سنایا جائیگا گھروں میں اور مدرسوں میں اس کی تلاوت ہوتی رہیگی ..... منکروں کا بیان ہے کہ " قرآن دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے۔

(انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا مقالہ قرآن طبع یازدہم)

عربیا یعنی فصیح و بلیغ واضح۔

غیر ذی عوج۔ یعنی جس کے اندر کسی طرح کی بھی کجی نہیں نہ لفظی نہ معنوی (ماجد)

---

(۵) باطل کو دخل نہیں

پ ۲۴ س ۴۱۔ آیت ۴۲۔

وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ (۴۱) لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ۭ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ (۴۲)

سو وہ بڑی معزز کتاب ہے۔ اس میں باطل نہ آگے سے آسکتا ہے اور نہ پیچھے سے (یہ کلام) نازل ہوا ہے (خدائے) باحکمت و پرحمد کی طرف سے۔

تفسیر:۔ اس کتاب آسمانی میں کسی پہلو اور کسی جہت سے بھی تحریف و تلبیس کا امکان نہیں بعض علما نے ..... یہ نکتہ بھی نکالا ہے کہ اس طرح قرآن سے تمسک کرنیوالے بھی باطل سے محفوظ رہتے ہیں۔ (ماجد)

(۶) بزرگ۔ باعظمت

پ ۳۰ س ۸۵ ۔ آیت ۲۱ ۔ ۲۲ ؎۔

بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ (۲۱) فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ (۲۲)

اصل یہ ہے کہ یہ بزرگی والا قرآن ہے ۔ لوح محفوظ میں (لکھا ہوا)

---

(۷) وصف "حق"

(۱) پ ۳ س ۳ ۔ آیت ۳ ؎۔

نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ ...... (۳)

اس نے (یہ) کتاب آپ پر نازل کی ہے قطعیت کے ساتھ ......

تفسیر۔ (۱) نَزَّلَ کا مصدر تنزیل۔ یہ لفظ قرآن مجید کے لئے بکثرت آیا ہے۔ بہ خلاف اَنْزَلَ (مصدر انزال) کے جو عموماً دوسری کتب آسمانی کے لئے آیا ہے۔ تنزیل میں تدریج اور ٹکڑے ٹکڑے ہو کر نازل ہونے کا تخیل ...... موجود ہے۔

(۲) بالحق۔ حق کے تحت میں حکمت بھی داخل ہے اور راستی بھی اور قوت دلائل بھی اور یہ لفظ ہزل کے مقابل ہے۔ (ماجد)

(۲) پ ۱۱ س ۱۰ ۔ آیت ۱۰۸ ؎۔

قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ

ترجمہ:۔ آپ کہہ دیجئے اے لوگو تمہارے پاس حق تمہارے پروردگار کی طرف سے پہونچ چکا۔

تفسیر۔ یعنی یہی پیام قرآنی اور وحی الٰہی۔ (ماجد)

(۳) پ ۱۳ س ۱۳ ۔ آیت ۱ ؎ ...... وَالَّذِيْۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ

مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ ....

ترجمہ:- اور جو کچھ آپ پر آپ کے پروردگار کی طرف سے نازل کیا جاتا ہے وہ (بالکل) سچ ہے۔

(۴) پ ۱۳ س ۱۳ - آیت ۱۹:- اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى ط

ترجمہ:- کیا جو شخص یقین رکھتا ہے کہ آپ پر جو کچھ آپ کے پروردگار کی طرف سے نازل ہوا ہے حق ہی ہے وہ اسکی طرح ہو سکتا ہے جو اندھا ہے۔

(۵) پ ۲۲ س ۳۴ - آیت ۶:-

وَيَرَى الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ لا وَيَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ (۶)

ترجمہ:- اور جن لوگوں کو علم دیا گیا ہے وہ اس قرآن کو جو آپ پر آپ کے پروردگار کی طرف سے اتارا گیا ہے سمجھتے ہیں کہ وہ حق ہے اور وہ راستہ بتاتا ہے غلبہ والے قابل حمد (خدا) کا۔

(۶) پ ۲۴ س ۳۹ - آیت ۴۱:-

اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ج

ہم نے آپ پر یہ کتاب لوگوں کے لئے اتاری ہے حق کے ساتھ

(۷) سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ط پ ۲۵ س ۴۱ - آیت ۵۳

ترجمہ:- ہم عنقریب ان کو اپنی نشانیاں (اسی) دنیا میں دکھلائینگے اور خود ان کی ذات میں بھی یہاں تک کہ ان پر کھل کر رہیگا کہ یہ (قرآن) حق ہے۔

(۸) حسرت

پ ۲۹-س ۶۹-آیت ۵۰ :-

وَاِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝۵۰

اور یہ (قرآن) کافروں کے حق میں موجب حسرت ہے۔

تفسیر:- یعنی خدا سے ڈرنے والے اس کلام کو سن کر نصیحت حاصل کریں گے اور جن کے دل میں ڈر نہیں وہ جھٹلائیں گے لیکن ایک وقت آنے والا ہے کہ یہی کلام اور ان کا یہ جھٹلانا حسرت و پشیمانی کا موجب ہوگا اس وقت پچھتائیں گے کہ افسوس کیوں ہم نے سچی بات کو جھٹلایا تھا جو آج یہ آفت دیکھنی پڑی۔ (عثمانی)

---

(۹) وصف "حکمت"

(۱) پ ۱۱ س ۱۰-آیت ۱ :-

الۤرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۝۱

الف۔لام۔را۔ یہ پُرحکمت کتاب کی آیتیں ہیں۔

(۲) پ ۲۲ س ۳۶-آیت ۱-۲

يٰسۤ ۝۱ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۝۲

یاسین۔ قسم ہے قرآن پُرحکمت کی۔

---

(۱۰) وصف "رحمت"

(۱) پ ۸ س ۶-آیت ۱۵۷ :-

فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ ۚ ....

ترجمہ:- اب تو آچکی تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک روشن دلیل اور

ھدایت ہے اور رحمت ہے ۔

(۲) پ ۸ س ۷ ۔ آیت ۵۲ ۔

وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (۵۲)

ترجمہ :۔ اور ہم نے ان کے پاس (ایسی) کتاب پہنچادی ہے جسے ہم نے علم کے ساتھ خوب کھول دیا ہے ان لوگوں کے حق میں بطور ہدایت و رحمت کے جو ایمان رکھتے ہیں ۔

(۳) پ ۹ س ۷ ۔ آیت ۲۰۳ ۔ دیکھو بصیرت ۔ صفت نمبر ۱۳ ۔

(۴) پ ۱۱ س ۱۰ ۔ آیت ۵۷ ۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ (۵۷)

ترجمہ :۔ اے لوگو بالیقین تمہارے پاس نصیحت تمہارے پروردگار کے پاس سے آگئی ہے اور شفا بھی (ان بیماریوں کے لئے) جو سینہ میں ہوتی ہیں اور ایمان والوں کے حق میں ہدایت اور رحمت ۔

تفسیر :۔ (الف) یہاں قرآن مجید کے چار اوصاف بیان ہوئے ۔ موعظۃٌ شفاءٌ ۔ ھدًی ۔ رحمۃٌ ۔ تنکیر ان کی عظمت کے اظہار کے لئے ہے ۔

(ب) ..... نفس انسانی کے لئے حصول کمال میں چار مرتبہ یا منزلیں ہیں ۔ اور ان میں سے ہر لفظ ایک ایک مرتبہ یا منزل کی جانب اشارہ کر رہا ہے ۔

(۱) پہلا مرتبہ تہذیب ظاہر کا یعنی معاصی سے اور اعمال بد سے بچنے کا ہے موعظۃ اسی مقصد کے لئے ہوتا ہے ۔ (۲) دوسرا مرتبہ تہذیب باطن کا یعنی اخلاق ذمیمہ و عقائد فاسدہ سے بچنے کا ہے ۔ (۳) تیسرا مرتبہ عقائد حقہ و اخلاق فاضلہ سے آراستہ ہونے کا ہے ۔ یہ منزل ھدٰی کی ہے ۔ (۴) چوتھا مرتبہ انوار الٰہی سے جگمگا اٹھنے کا ہے اور حاصل ہے

مقام رحمت کا۔

(ج) یاایہاالناس ...... مخاطب ساری دنیا ہے کوئی مخصوص قوم وملک نہیں۔

(د) موعظۃ: یعنی ایسی کتاب جو برائیوں سے روکنے اور نیکیوں کی ترغیب کے لئے ایک مکمل نصیحت نامہ ہے۔

(ہ) شفاء لما فی الصدور: یعنی ایسی کتاب کہ اگر اس کی ہدایتوں پر عمل ہو تو ہر قسم کے امراض قلب اور عوارض باطن کو خواہ وہ انفرادی ہوں یا اجتماعی شفا ہو جائے۔

(و) للمؤمنین کی قید اس لئے کہ مؤمنین ہی تو اس کی ان صفات سے استفادہ کرینگے۔ (ماجد)

(۵) پ ۱۳ س ۱۲۔ آیت ۱۱۱:۔

مَا كَانَ حَدِيثًا يُفْتَرَىٰ وَلَٰكِن تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ
وَتَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ (۱۱۱)

ترجمہ:۔ (قرآن) کوئی گڑھی ہوئی بات تو ہے نہیں یہ تو تصدیق کرنے والا ہے اس کا جو اس کے قبل (نازل) ہو چکا ہے اور تفصیل (کرنے والا) ہے ہر چیز کا اور ایمان والوں کے حق میں ہدایت ورحمت ہے۔

تفسیر:۔ ..... چنانچہ اصول دین کا کوئی مسئلہ ایسا نہیں جو براہ راست یا بالواسطہ قرآن مجید میں نکل آئے۔ (ماجد)

(۶) پ ۱۴ س ۱۶۔ آیت ۶۴:۔ وَمَا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ إِلَّا لِتُبَيِّنَ
لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوا فِيهِ ۙ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ (۶۴)

ترجمہ:۔ اور ہم نے آپ پر کتاب بس اسی لئے نازل کی ہے کہ جس امر میں یہ لوگ اختلاف کر رہے ہیں آپ اس کو ان پر واضح کر دیں نیز ایمان والے لوگوں کی ہدایت ورحمت کی غرض سے۔ تفسیر:۔ اس حقیقت کو صاف کر دیا کہ پیمبر کا منصب محض پیام پہونچا دینے کا نہیں بلکہ اس کی شرح وترجمانی کر دینے کا بھی ہے۔

(۷) پ ۱۴ س ۱۶ - آیت ۸۹۔

..... وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّ رَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ (۸۹)

ترجمہ :- اور ہم نے آپ پر کتاب اتاری ہے ہر بات کھول دینے والی اور مسلموں کے حق میں ہدایت اور رحمت اور بشارت ۔

تفسیر۔ تبیانًا لِّکُلِّ شَیءٍ (الف) ..... مراد وہ تمام چیزیں ہیں جن کا تعلق اعتقاد اور عمل سے ہے ..... سارے اجزا اجمالاً یا تفصیلاً اس کے اندر آ گئے۔

(ب) رسول اللہ صلعم نے جن دقائق احکام کی تشریح کی ہے وہ سب کتاب اللہ ہی سے ماخوذ ہے اور اسی لئے نبی کا حکم بھی خدا ہی کا حکم سمجھا گیا ہے۔ (ماجد)

(۸) پ ۱۵ س ۱۷ - آیت ۸۲۔

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ

اور ہم قرآن میں ایسی چیزیں نازل کرتے ہیں جو ایمان والوں کے حق میں شفا اور رحمت ہیں۔ شفاءٌ یعنی عقائد فاسد اور اعمال فاسد سے نجات۔ رحمۃٌ یعنی احکام الٰہی پر عمل خود رحمت الٰہی کا جاذب ہو جائے گا۔

(۹) پ ۲۰ س ۲۷ - آیت ۷۷۔

وَاِنَّهٗ لَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ (۷۷)

اور بیشک وہ ایمان والوں کے حق میں ہدایت و رحمت ہے۔

تفسیر۔ مفسر تھانوی نے کہا کہ ہدایت باعتبار طاعات کے اور رحمت بلحاظ ثمرات کے۔ ماجد

(۱۰) پ ۲۱ س ۲۹ - آیت ۵۱۔

اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ؕ

إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ (۵۱)

ترجمہ۔ کیا ان لوگوں کے لیے یہ کافی نہیں ہے کہ ہم نے آپ کے اوپر کتاب نازل کی ہے جوان کو سنائی جاتی رہتی ہے بلاشبہ (اسی کتاب) میں بڑی رحمت اور نصیحت ہے ایمان والے لوگوں کے لیے۔

(۱۱) پ ۲۱ س ۳۱۔ آیت ۱-۲-۳۔

الٓمّٓ (۱) تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ (۲) هُدًى وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ (۳)

الف۔ لام۔ میم۔ یہ آیتیں ہیں ایک پُر حکمت کتاب کی۔ جو ہدایت و رحمت ہے نیک کاروں کے حق میں۔

(۱۲) پ ۲۵ س ۴۵۔ آیت ۲۰۔

هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ (۲۰)

یہ (قرآن) لوگوں کے لیے دانشمندیوں (کا سبب) اور ہدایت (کا ذریعہ) ہے اور یقین لانے والوں کے لیے بڑی رحمت ہے۔

---

(۱۱) وصف "روشن دلیل"

پ ۸ س ۶۔ آیت ۱۵۷

.... فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ .....

سو اب تو آچکی تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک روشن دلیل اور ھدایت ہے اور رحمت ہے۔

---

(۱۲) وصف "شفاءٌ"

(۱) پ ۱۱ س ۱۰۔ آیت ۵۷۔ ملاحظہ ہو وصف رحمت۔

(۲) پ ۱۵ س ۱۷ - آیت ۸۲ - ملاحظہ ہو وصف رحمت -

(۳) پ ۲۴ س ۴۱ - آیت ۴۴ -

قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُوا هُدًى وَشِفَاءٌ ۖ

آپ کہدیجئے کہ یہ (قرآن) ایمان والوں کے لئے ہدایت و شفاء ہے۔

---

(۱۳) وصف "فصیح"

(۱) پ ۱۲ س ۱۲ - آیت ۲ -

إِنَّا أَنزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ (۲)

بیشک ہم نے اتارا ہے قرآن فصیح تاکہ تم اسے سمجھو۔

تفسیر۔ (۱) خطاب سارے انسانوں کو ہے نہ کہ صرف اہل عرب کو۔

(۲) عربی کے معنی فصاحت سے بیان کرنے والے اور خود کلام فصیح اور واضح کے ہیں۔

(۳) خود عرب کا نام عرب اس لئے پڑا کہ وہ زبان فصیح کے مالک تھے۔

(۲) پ ۱۴ س ۱۶ - آیت ۱۰۳ -

..... وَهَٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِينٌ

اور یہ (کلام) تو فصیح عربی (زبان میں) ہے۔

(۳) پ ۱۶ س ۲۰ - آیت ۱۱۳

وَكَذَٰلِكَ أَنزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا......

اور اس طرح اسے (قرآن) واضح کر کے نازل کیا

تفسیر۔ قرآنا عربیا۔ یعنی قرآن واضح۔ مفصح (ماجد)

(۴) پ ۱۹ س ۲۶ - آیت ۱۹۵ - بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ -

صاف عربی زبان میں

(۵) پ ۲۳ س ۳۹ - آیت ۲۸ :-

قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا غَیْرَ ذِیْ عِوَجٍ

قرآن واضح جس میں کوئی کجی نہیں

(۶) پ ۲۴ س ۴۱ - آیت ۳ :-

قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا لِّقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ (۳)

فصیح قرآن (جو نافع ہے) دانشمند لوگوں کے لئے ۔

(۷) پ ۲۵ س ۴۲ - آیت ۷ :-

اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا ......

یہ قرآن عربی میں وحی کیا گیا ہے ۔

(۸) پ ۲۶ س ۴۶ - آیت ۱۲ :-

وَهٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِیًّا

اور یہ کتاب اس کی تصدیق کرنے والی ہے عربی زبان میں ہے ۔

تفسیر :- اس میں اشارہ کلام مجید کی فصاحت و وضاحت کی طرف بھی آگیا ۔

---

(۱۴) وصف "فرقان"

پ ۳ س ۳ - آیت ۴ :-

...... وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ط

اور اس نے فرقان کو اتارا ۔

تفسیر :- (۱) محققین کی اکثریت اس طرف گئی ہے کہ اس سے مراد قرآن ہے ۔ (ماجد)

(۲) فرقان بمعنی حق و باطل کو جدا جدا کرنا ...... اس کا استعمال بمعنی فاعل حق و باطل کے درمیان امتیاز کردینے والی چیز (قاموس)

(۱۵) وصف "قول فیصل"

پ ۳۰ س ۸۶ - آیت ۱۳:-

إِنَّهُ لَقَوْلٌ فَصْلٌ (۱۳)

کہ یہ (قرآن) ایک قول فیصل ہے

تفسیر:- قولِ فیصل حق اور باطل کے باب میں بھی - اور قول فیصل اپنے ثبوتِ اعجاز کے اعتبار سے بھی۔ (ماجد)

---

(۱۶) صفت "مصدق"

پ ۱ س ۲ - آیت ۴۱:-

وَآمِنُوا بِمَا أَنزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا تَكُونُوا أَوَّلَ كَافِرٍ بِهِ ۖ...... (۴۱)

ترجمہ:- اور اس (کتاب) پر ایمان لاؤ جو میں نے (اب) نازل کی ہے تصدیق کرتی ہوئی اس (کتاب) کی جو تمہارے پاس ہے اور مت بنو اس کے ساتھ اولین کفر کرنے والے۔

تفسیر:- بما انزلت - اشارہ ہے قرآن کی طرف

لما معکم - اشارہ ہے توریت کی طرف

نوٹ:- اس مضمون کی منجملہ متعدد آیات کے صرف ایک آیت تحریر کرنے پر اکتفا کی گئی ہے۔

---

(۱۷) وصف "نصیحت"

(۱) پ ۴ س ۳ - آیت ۱۳۸:-

هَٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ (۱۳۸)

یہ ایک اعلان ہے (سارے) لوگوں کے لئے اور ڈرنے والوں کیلئے ہدایت و نصیحت ہے۔

(۲) پ۸ س ۶- آیت ۹۰۔

إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرَىٰ لِلْعَالَمِينَ

(ترجمہ تھانوی) یہ (قرآن) تو صرف تمام جہان والوں کے واسطے ایک نصیحت ہے۔

(۳) پ۸ س ۷- آیت ۲۔

...... وَذِكْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ

اور (یہ) نصیحت ہے ایمان والوں کے لئے۔

(۴) پ ۱۱ س ۱۰- آیت ۵۷ - دیکھو رحمت

(۵) پ ۱۲ س ۱۲- آیت ۱۰۴۔

إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ

یہ (قرآن) تو بس ایک نصیحت ہے دنیا جہان کے لئے۔

(۶) پ ۱۶ س ۲۰- آیت ۳۔

إِلَّا تَذْكِرَةً لِمَنْ يَخْشَىٰ

بلکہ یہ تو نصیحت ہے اس کے لئے جو ڈرتا ہو۔

(۷) پ۱۸ س ۲۴- آیت ۳۴۔

وَمَوْعِظَةً لِلْمُتَّقِينَ۔

اور خدا سے ڈرنے والوں کے لئے نصیحت

(۸) پ ۲۱ س ۲۹- آیت ۵۱۔ دیکھو صفت "رحمت"

(۹) پ ۲۳ س ۳۶- آیت ۶۹۔

إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ وَقُرْآنٌ مُبِينٌ (۶۹)

(۱۰) یہ (قرآن) تو ایک نصیحت اور کھلی ہوئی آسمانی کتاب ہے۔

(۱۰) پ ۲۳ س ۳۸ - آیت ۱۔

صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّکْرِ (۱)

صاد۔ قسم ہے قرآن نصیحت والے کی۔

(۱۱) پ ۲۳ س ۳۸ - آیت ۸۷۔

اِنْ ھُوَ اِلَّا ذِکْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ۔

یہ (قرآن) تو دنیا جہان والوں کے لیے نصیحت ہے۔

(۱۲) پ ۲۸ س ۶۵ - آیت ۱۰

قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَیْکُمْ ذِکْرًا (۱۰)

اللہ نے تمہارے پاس نصیحت نامہ اُتارا۔

(۱۳) پ ۲۹ - س ۶۹ - آیت ۴۸۔

وَاِنَّهٗ لَتَذْکِرَةٌ لِّلْمُتَّقِیْنَ (۴۸)

اور یہ (قرآن) بیشک نصیحت ہے متقیوں کے لیے۔

(۱۴) پ ۲۹ س ۷۴ - آیت ۵۴۔

کَلَّآ اِنَّهٗ تَذْکِرَةٌ (۵۴) فَمَنْ شَآءَ ذَکَرَهٗ (۵۵)

بلکہ یہ (قرآن ہی کافی) نصیحت ہے۔ سو جو چاہے اس سے نصیحت حاصل کرے۔

(۱۵) پ ۲۹ س ۷۶ - آیت ۲۹۔

اِنَّ هٰذِهٖ تَذْکِرَةٌ ج فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰی رَبِّهٖ سَبِیْلًا (۲۹)

یہ (بیان) نصیحت ہے سو جو کوئی چاہے اپنے پروردگار کی طرف راستہ اختیار کرے۔

(۱۶) پ ۳۰ س ۸۰ - آیت ۱۱ - ۱۲

کَلَّآ اِنَّهَا تَذْکِرَةٌ (۱۱) فَمَنْ شَآءَ ذَکَرَهٗ (۱۲)

قرآن تو بس ایک نصیحت ہے سو جس کا جی چاہے اس کو قبول کرے۔

(۱۷) پ ۳۰ س ۸۱ - آیت ۲۷:-

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ

بس یہ تو ایک نصیحت نامہ ہے دنیا جہان والوں کے لیے۔

(۱۸) وصف "نذیر"

پ ۲۴ س ۴۱ - آیت ۱ تا ۴:-

حٰمٓ (۱) تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ (۲) كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ (۳) بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۚ فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ (۴)

حا۔میم (یہ کلام) رحمٰن و رحیم کی طرف سے نازل ہوا ہے یہ ایک کتاب ہے جس کی آیتیں کھول کر بیان کی گئی ہیں یعنی فصیح قرآن (جو نافع ہے) دانشمند لوگوں کے لیے (اکفیں) بشارت دینے والا اور ڈرانیوالا۔لیکن ان میں سے اکثر نے روگردانی کی سو وہ سنتے ہی نہیں۔

---

(۱۹) وصف "نور"

(۱) پ ۶ س ۴ - آیت ۱۷۴:-

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا (۱۷۴)

اے لوگو تمہارے پاس یقیناً ایک دلیل تمہارے پروردگار کے پاس سے آچکی ہے اور ہم تمہارے اوپر کھلا ہوا نور اتار چکے

تفسیر:۔ نور یعنی قرآن مجید۔ (ماجد)

(۲) پ ۹ س ۷ - آیت ۱۵۷:-

...... فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ

وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔

سو جو لوگ اس (نبی) پر ایمان لائے اور اس کا ساتھ دیا اور اس کی مدد کی اور اس نور کی پیروی کی جو اس کے ساتھ اُتارا گیا ہے سو یہی لوگ تو ہیں (پوری) فلاح پانے والے۔

تفسیر۔ نازل شدہ نور سے مراد ہے قرآن و سنت (ماجد)

(۳) پ ۲۵ س ۴۲ - آیت ۵۲

...... وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِیْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ؕ

لیکن ہم نے اس (قرآن) کو نور بنا دیا ہے کہ اس کے ذریعہ سے ہم ہدایت کرتے ہیں بندوں میں سے جس کو چاہتے ہیں۔

(۴) پ ۲۸ س ۶۴ - آیت ۸:-

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالنُّوْرِ الَّذِیْٓ اَنْزَلْنَا ؕ

تو اب اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس نور پر بھی جو ہم نے نازل کیا ہے۔

---

(۲۰) صفت "واضح"

(۱) پ ۶ س ۵ - آیت ۱۵:-

..... قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِیْنٌ۔

بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک روشنی اور واضح کتاب آچکی ہے۔

(۲) پ ۱۴ س ۱۵ - آیت ۱:-

الٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ وَقُرْاٰنٍ مُّبِیْنٍ (۱)

الف - لام - را - یہ کتاب (کامل) کی اور قرآن واضح کی آیتیں ہیں۔

(۴) پ ۱۹ س ۲۷ - آیت ۱-

طٰسٓ قف تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتٰبٍ مُّبِيْنٍ (۱)

طا-سین - یہ آیتیں ہیں قرآن اور ایک واضح کتاب کی۔

(۵) پ ۲۰ س ۲۸ - آیت ۲-

تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ (۲)

یہ کتاب واضح کی آیتیں ہیں۔

---

(۲۰) وصف "ہدایت"

(۱) پ ۱ س ۲ - آیت ۱ - ۲ -

الٓمّٓ (۱) ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ (۲)

الف۔ لام۔ میم - یہ کتاب (کہ) کوئی شبہ اس میں نہیں ہدایت ہے (اللہ سے) ڈر رکھنے والوں کے لئے۔

تفسیر۔ هُدًى۔ قرآن مجید کے مطالعہ کے وقت اس کا یہ اپنا بتایا ہوا وصف اول ہی سے خوب ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ وہ کوئی تاریخ کا دفتر نہیں کہ اس میں سنہ وار ترتیب کے ساتھ پچھلے زمانہ کے واقعات درج ہوں۔ کوئی سائنس کی کتاب نہیں کہ علوم طبیعی و ریاضی کے مسائل کا حل اس کے اوراق میں ڈھونڈھا جائے۔ کوئی فلسفہ کا مقالہ نہیں کہ اس کے پڑھنے والے اشراقیوں۔ مشائیوں۔ یونانیوں اور ہندیوں کے ظنون اور نظریات میں الجھے رہیں۔ افسانہ اور محاضرات کی کتاب نہیں کہ پڑھنے والے اسے تفریح اور دل بہلانے کے لئے پڑھیں۔ اس کی اصل اور بنیادی حیثیت صرف یہ ہے کہ وہ **ہدایت** نامہ ہے۔ **دستور حیات** ہے۔ مکمل و مفصل نقشہ زندگی ہے

.... اس سے نفع صرف وہی لوگ حاصل کریں گے جن کے اندر حق کی طلب اور تلاش ہے۔ اور جن کا ضمیر زندہ ہے۔ آفتاب اپنی جگہ عالمتاب سہی۔ لیکن جن کی بصارت ہی ضائع ہو چکی ان کے لئے تیز سے تیز شعاع بیکار ہے۔ زمین اگر مردہ ہے تو اس کے حق میں بڑی سے بڑی بارش بے اثر ہے۔ غذا بہتر سے بہتر بھی ہیضہ کے مریض کے لئے لاحاصل ہے...... قرآن مجید سے استفادہ کے لئے اولیں شرط دل کے اندر کا تقویٰ ہے۔ (ماجد)

نوٹ :۔ اس موقعہ پر لفظ تقویٰ کے لغوی یا لفظی معنی لکھنا مناسب معلوم ہوتا ہے جو حسب ذیل ہے۔

(۱) تقویٰ۔ ع۔ بفتح تا و داؤ ڈرنا۔ خوف کھانا۔ پارسائی۔ پرہیزگاری۔ فارسی میں بکسر بھی مستعمل ہے۔ (لغات فارسی۔ لالہ رام لال)

(۲) تقویٰ بچنا۔ پرہیزگاری۔ اسم مصدر ہے اتقاء سے۔ امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں تقویٰ کے اصل معنیٰ ہیں نفس کو خوف کی چیز سے بچانا۔ پھر مجازاً کبھی خوف بول کر تقویٰ اور تقویٰ کہہ کر خوف بھی مراد لیا جاتا ہے۔ اصطلاح شرع میں تقویٰ کہتے ہیں گناہ کی بات سے نفس کی حفاظت کو...... رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ترجمہ :۔ حلال بھی کھلا ہوا ہے اور حرام بھی (لیکن حرام کے پاس پھٹکنے سے بھی بچنا چاہیئے) کیونکہ جو شخص محفوظ چراگاہ کے قریب اپنے جانور چرائے گا وہ اس میں داخل ہو سکتا ہے۔ (قاموس)

(۳) جس کو حالت "احتیاط" سے تعبیر کیا جاتا ہے اُسی کو قرآن "تقویٰ" سے تعبیر کرتا ہے۔ متقی ایسا آدمی جو اپنے فکر و عمل میں بے پرواہ نہیں ہوتا ہر بات کی درستگی کے ساتھ سمجھنے اور کرنے کی کوشش رکھتا ہے برائی اور نقصان سے بچنا چاہتا ہے..... قرآن کہتا ہے ایسے ہی لوگ تعلیم حق سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور کامیاب ہو سکتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے ابی بن کعبؓ سے پوچھا تھا کہ تقویٰ کی حقیقت کیا ہے؟ انہوں نے کہا (ترجمہ) تم کبھی ایسے راستے میں نہیں چلے جس میں کانٹے ہوں؟ فرمایا ہاں۔ کہا "فما عملت" اس حالت میں تم نے کیا کیا

فرمایا (ترجمہ) میں نے کوشش کی کہ کانٹوں سے بچ کر نکل جاؤں۔ کہا "فذالک التقویٰ"
یہی تقویٰ کی حقیقت ہے۔ (آزاد)

نوٹ:۔ اس صفت "ہدایت" کا ذکر میرے سرسری شمار کے مطابق کم و بیش ۲۰۔ آیات
میں آیا ہے۔ منجملہ ان کے تین آیت میں صرف صفت ہدایت کا ذکر ہے باقی ۱۷۔ آیت میں دیگر صفات
کے ساتھ صفت ہدایت کا بھی ذکر ہے۔ چنانچہ جن آیت میں صرف ہدایت کا ذکر ہے ان میں ایک
آیت سطور بالا کے شروع میں لکھی گئی ہے۔ باقی دو آیات حسب ذیل ہیں۔

(۲) پ ۱۷ س ۲۱۔ آیت ۱۰۶۔

اِنَّ فِیْ ھٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ عٰبِدِیْنَ (۱۰۶)

(ترجمہ تھانوی) بلاشبہ اس (قرآن) میں (ہدایت کا) کافی مضمون ہے ان لوگوں کے لئے
جو بندگی کرنے والے ہیں۔

(۳) پ ۲۵ س ۴۵۔ آیت ۱۱۔

ھٰذَا ھُدًی ج

یہ قرآن سرتاسر ہدایت ہے۔ (تھانوی)

نوٹ:۔ باقی ۱۷۔ آیت کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) صفت بشارت کے ساتھ حسب ذیل آیات میں صفت ہدایت شامل ہے۔
پ۱ س ۲۔ آیت ۹۷۔ پ ۱۴ س ۱۶۔ آیت ۸۹۔ ۱۰۲۔ پ۱۹ س ۲۷۔ آیت ۲۔

(۲) صفت بصیرت کے ساتھ۔ پ ۹۔ س ۷۔ آیت ۲۰۳۔

(۳) صفت حق کے ساتھ۔ پ۳ س ۳۔ آیت ۳۔ پ ۲۲ س ۳۴ آیت ۲۔

(۴) صفت رحمت کے ساتھ۔
پ۸ س ۶۔ آیت ۱۵۷۔ پ۸ س ۷۔ آیت ۵۲۔ پ ۱۱ س ۱۰۔ آیت ۵۷۔
پ۱۳ س ۱۲۔ آیت ۱۱۱۔ پ ۱۴ س ۱۶۔ آیت ۶۴۔ پ ۲۰ س ۲۷۔ آیت ۷۷۔

پ ۲۱ س ۳۱ - آیت ۳ - پ ۲۵ س ۴۵ - آیت ۲۰ -

(۵) صفت شفا کے ساتھ - پ ۲۴ س ۴۱ - آیت ۴۴

(۶) صفت نصیحت کے ساتھ - پ ۴ س ۳ - آیت ۱۲۸

نسوٹ :- قرآن کریم کے اوصاف منجملہ اوصاف کثیر کے میں نے تعداد میں ۲۱ تحریر کئے ہیں۔ لیکن اس فہرست کو میں خود بھی مکمل نہیں خیال کرتا ہوں ۔ اول تو بعض الفاظ کے ترجمہ اور تفسیر میں فرق ہونے کی وجہ سے میں نے ان الفاظ کو اس فہرست میں شامل نہیں کیا ہے ۔ مثالاً صفت "برھان " (پ ۶ س ۴ - آیت ۱۷۴) اس صفت کے متعلق مولانا عبد الماجد اور چند دیگر مترجمین نے مراد رسول اللہ صلعم کی ذات اقدس لکھا ہے ۔ لیکن حواشی مولانا عثمانی میں اس سے مراد " قرآن مجید " لکھا ہے ، دویم لفظ ہدایت جو بکثرت آیات میں استعمال ہوا ہے منجملہ ان کے میں نے صرف ان آیات کو شامل کیا ہے جو لصراحت قرآن مجید کی صفت سے متعلق ہیں ۔ سوم ان ۲۱ صفات میں بھی ہر صفت کی کل آیات کا احاطہ کرنا بھی اکثر مقامات پر ترجمہ کے فرق کی بناپر ممکن نہیں ہوا ہے ۔ چہارم یہ فہرست کم و بیش دس سال قبل کی مرتب کی ہوئی ہے ۔ اور اب تلاوت قرآن حکیم کے دوران مجھ کو اندازہ ہوتا ہے کہ اگر اب میں از سر نو فہرست مرتب کروں تو وہ اس سے زیادہ طویل اور مفصل ہو سکتی ہے ۔ لیکن اول تو بمقابلہ پیشتر کے صحت جسمانی بحال نہیں ہے ، دویم اس حصہ اول کی طباعت میں مزید تاخیر ہوگی ۔ اس لئے موجودہ فہرست ہی کو طبع کرانے پر اکتفا کرتا ہوں ۔

فصل ۱۹

تلاوت سماعت قرآن حکیم اور اثرات

(۱) پ ۷ س ۵۔ آیت ۸۳ ۔

وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ج .... (۸۳)

ترجمہ :۔ اور جب وہ (اس) کلام کو سنتے ہیں جو پیغمبر پر اتارا گیا ہے تو آپ ان کی آنکھوں دیکھیں گے کہ ان سے آنسو بہہ رہے ہیں۔ اس لئے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا۔

تفسیر (۱) ..... اس سے مراد نجاشی شاہ حبشہ (متوفی ۹ سنہ) اور اس کے دربار ہیں یہ لوگ سچے مسیحی تھے۔ قبل ہجرت نبوی جب آپ نے مکہ معظمہ سے صحابیوں کی ایک جماعت کی ہجرت ملک حبشہ کو کرائی تھی تو ایک موقع پر حضرت جعفر طیار نے نجاشی کی فرمائش پر سر دربار سورۃ مریم کی آیتیں پڑھ کر سنائیں۔ اس پر نجاشی اور اہل دربار متاثر ہو کر رو پڑے۔

(۲) افاضہ یعنی آنسو کثرت سے رواں ہو گئے۔

(۳) اہل علم کا تاثر اسی قسم کا ہوتا ہے۔ وہ ہائے وائے نہیں کرتے البتہ آنسو چلنے لگتے ہیں ..... (۴) کلام حق سے متاثر ہو کر آبدیدہ ہونا اور گریہ طاری ہونا گویا سنت صالحین ہے

(۵) توریت میں ہے "سب لوگ شریعت کی باتیں سن کر روتے تھے (نحمیا ۸ : ۹) (۵) زیادہ ہنسی جس طرح غفلت کی دلیل ہے اسی طرح رقت قلب علامت عبرت پذیری اور بیداری روح کی ہے۔ (ماجد)

(۲) پ ۱۱ س ۱۰ - آیت ۶۱ ۔

وَمَا تَكُوْنُ فِىْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا

تَعۡمَلُوۡنَ مِنۡ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيۡكُمۡ شُهُوۡدًا اِذۡ تُفِيۡضُوۡنَ فِيۡهِ ؕ

ترجمہ:۔ اور آپ جس حال میں بھی ہوں اور آپ اس (حال) میں قرآن (بھی) پڑھ رہے ہوں اور تم لوگ بھی جو کوئی کام کر رہے ہو ہم تمہارے برابر گواہ رہتے ہیں جب تم اسے کرنے لگتے ہو ۔۔۔۔۔۔۔

(۳) پ ۱۵ س ۱۷ - آیت ۷۸:۔

اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوۡكِ الشَّمۡسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيۡلِ وَقُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ ؕ اِنَّ قُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ كَانَ مَشۡهُوۡدًا (۷۸)

ترجمہ:۔ (از شاہ عبدالقادرؒ) کھڑی رکھ نماز سورج کے ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک اور قرآن پڑھنا فجر کا۔ بیشک قرآن پڑھنا فجر کا ہوتا ہے روبرو۔ منوٹ:۔ دیگر مترجمین صاحبان نے "قرآن الفجر" سے مراد نماز فجر لکھی ہے۔

(۴) پ ۱۵ س ۱۷ - آیت ۱۰۷:۔

۔۔۔۔۔۔۔ اِنَّ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ مِنۡ قَبۡلِهٖۤ اِذَا يُتۡلٰى عَلَيۡهِمۡ يَخِرُّوۡنَ لِلۡاَذۡقَانِ سُجَّدًا (۱۰۷) وَّيَقُوۡلُوۡنَ سُبۡحٰنَ رَبِّنَاۤ اِنۡ كَانَ وَعۡدُ رَبِّنَا لَمَفۡعُوۡلًا (۱۰۸)

ترجمہ:۔ جن لوگوں کو اس سے قبل علم دیا جا چکا ہے جب یہ ان کے سامنے پڑھا جاتا ہے وہ ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر پڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ پاک ہے ہمارا پروردگار بیشک ہمارے پروردگار کا وعدہ ضرور پورا ہو کر رہتا ہے۔

(۵) پ ۱۵ س ۱۸ - آیت ۲۷:۔

وَاتۡلُ مَاۤ اُوۡحِىَ اِلَيۡكَ مِنۡ كِتَابِ رَبِّكَ ؕ

ترجمہ:۔ اور آپ پڑھ دیا کیجئے جو کچھ وحی آپ پر آپ کے پروردگار کی کتاب کے ذریعے سے آئی ہے۔

(۶) پ ۲۰ س ۲۷ - آیت ۹۱ - ۹۲ -

.... وَ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ (۹۱) وَ اَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ ۚ

ترجمہ:- اور مجھے حکم ملا ہے کہ میں فرمانبردار رہوں۔ اور یہ بھی کہ میں قرآن پڑھ کر سناؤں۔

(۷) پ ۲۱ س ۲۹ - آیت ۴۵ -

اُتْلُ مَاۤ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ

ترجمہ:- جو کتاب آپ پر وحی کی گئی ہے اسے پڑھا کیجئے اور نماز کی پابندی رکھئے۔

تفسیر:- یعنی قرآن کی تلاوت خود بھی کیجئے اور دوسروں کو بھی سنائیے۔ علم عمل پر مقدم ہوتا ہے۔ اس ترتیب کے مطابق یہاں تلاوت قرآن کو اقامۃ الصلوٰۃ پر مقدم رکھا ہے۔ (ماجد)

(۸) پ ۲۲ س ۳۵ - آیت ۲۹ :-

اِنَّ الَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِیَةً یَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ (۲۹)

ترجمہ:- بیشک جو لوگ کتاب اللہ کی تلاوت کرتے رہتے ہیں اور نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے دیا ہے اس میں سے پوشیدہ علانیہ خرچ کرتے رہتے ہیں وہ ایسی تجارت کی آس لگائے ہوئے ہیں جو کبھی ماند نہ پڑے گی۔

(۹) پ ۲۳ س ۳۹ - آیت ۲۳ :-

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِیَ ۖ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِیْنُ جُلُوْدُهُمْ وَ قُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ

ترجمہ:- اللہ نے بہترین کلام نازل کیا ہے ایک کتاب باہم ملتی جلتی ہوئی اور بار بار دہرائی ہوئی اس سے ان لوگوں کی جلد جو اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں کانپ اٹھتی ہے پھر ان کی جلد اور ان کے قلب اللہ کے ذکر کے لئے نرم ہو جاتے ہیں۔

(۱۰) پ ۲۹ س ۷۳ - آیت ۴:-

......وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا۔ (۴)

اور قرآن خوب صاف صاف پڑھیے۔

(۱۱) پ ۲۹ س ۷۳ - آیت ۲۰:-

فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ط

سو تم لوگ جتنا قرآن آسانی سے پڑھا جا سکے پڑھ لیا کرو۔

تفسیر:- قرآن کو یہاں صلوٰۃ کے معنٰی میں لے کر یہ مراد بھی لی گئی ہے کہ جتنی مرتبہ آسانی سے پڑھ سکو پڑھ لیا کرو۔ (ماجد)

فصل ۲۰

نماز جہری میں قرآن مجید کی قرأت

پ ۱۵ س ۱۷ - آیت ۱۱۰... وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا (۱۱۰)

ترجمہ:- اور آپ نماز میں نہ تو بہت پکار کر پڑھیے اور نہ بالکل چپکے ہی چپکے پڑھیے اور ان دونوں کے درمیان ایک (متوسط) طریقہ اختیار کیجئے۔

فصل ۲۱

تلاوت نہ کرنے والے

(۱) پ ۱۹ س ۲۵ - آیت ۳۰ -

وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا (۳۰)

ترجمہ:- اور رسول کہیں گے کہ اے میرے پروردگار میری (اس) قوم نے اس قرآن کو بالکل نظر انداز کر رکھا تھا۔

تفسیر:- ..... قرآن کی تصدیق نہ کرنا۔ اس میں تدبر نہ کرنا۔ اس پر عمل نہ کرنا۔ اس کی تلاوت نہ کرنا۔ اس کی تصحیح قرأت کی طرف توجہ نہ کرنا ...... یہ سب صورتیں درجہ بدرجہ ہجران قرآن کے تحت میں داخل ہو سکتی ہیں۔ (عثمانی)

فصل ۲۲

غور۔ فکر۔ تدبر

(۱) پ ۵ س ۴ - آیت ۸۲ :-

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ط

کیا یہ لوگ قرآن پر غور نہیں کرتے۔

تفسیر:- (۱) قرآن میں تدبر کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اس کا لفظی بمعنوی اعجاز بالکل واضح ہوجائے گا۔ (ماجد)

(۲) جو شخص قرآن میں تدبر کرتا ہے اس پر یہ حقیقت کھل جاتی ہے کہ یہ اللہ

کا کلام ہے - (آزاد)

(۲) پ ۱۸ س ۲۳ - آیت ۶۸-

اَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ اَمْ جَآءَهُمْ مَّا لَمْ يَاْتِ اٰبَآءَهُمُ الْاَوَّلِيْنَ (۶۸)

ترجمہ :- کیا ان لوگوں نے اس (کلام) میں غور نہیں کیا یا (یہ بات ہے کہ) ان کے پاس وہ بات آئی ہے جو ان کے اگلے بڑوں کے پاس (کبھی) نہیں آئی تھی۔

(۳) پ ۲۳ س ۳۸ - آیت ۲۹-

كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ (۲۹)

ترجمہ :- یہ (قرآن) ایک بابرکت کتاب ہے جس کو ہم نے آپ پر نازل کیا ہے تاکہ لوگ اس کی آیتوں میں غور کریں اور تاکہ اہل فہم نصیحت حاصل کریں۔

(۴) پ ۲۶ س ۴۷ - آیت ۲۴-

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا (۲۴)

تو کیا یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے یا دلوں پر قفل لگ رہے ہیں

فصل ۲۲

محکم متشابہات

پ ۳ س ۳ - آیت ۷-

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ۭ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ

الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَأْوِيلِهِ ج وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللّٰهُ م وَالرّٰسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ اٰمَنَّا بِهِ لا كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ج وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُوا الْأَلْبَابِ (۷)

ترجمہ:۔ وہ وہی (خدا) ہے جس نے آپ پر کتاب اتاری ہے اس میں محکم آیتیں ہیں اور وہی کتاب کا اصل مدار ہیں۔ اور دوسری آیتیں متشابہ ہیں سو وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہے وہ اس کے (اسی حصہ کے) پیچھے ہو لیتے ہیں جو متشابہ ہے۔ شورش کی تلاش میں اور اس کے (غلط) مطالب کی تلاش میں درآنحالیکہ کوئی اس کا (صحیح) مطلب نہیں جانتا بجز اللہ کے اور پختہ علم والے کہتے ہیں کہ ہم تو اس پر ایمان لے آئے (وہ) سب ہی ہمارے پروردگار کی طرف سے ہے اور نصیحت تو بس عقل والے ہی قبول کرتے ہیں۔

تفسیر۔ (۱) محکمتٌ۔ محکم قرآن مجید کی وہ واضح وصریح آیتیں ہیں جن کی دلالتیں متعین ہیں اور ان کے معانی میں کوئی اخفا واشتباہ نہیں اُم ہر شے کی اصل کو کہتے ہیں۔ یہاں اس حقیقت کو بیان کر دیا کہ قرآن مجید میں جو آیتیں بالکل واضح و صاف ہیں جن سے ایک ہی معنی نکلتے ہیں وہی اصل مدار و معیار ہیں۔

(۲) متشابہ۔ ایسے کلام کو کہتے ہیں جو دوسرے کلام سے ایسا ملتا جلتا ہو کہ باہم تفریق و تمیز مشکل ہو اور اس کی تعبیر و تفسیر میں مختلف پہلو نکلتے ہوں۔ (ماجد)

(۳) کتاب اللہ کی تعلیم ہمیشہ دو اصولی قسموں پر مشتمل ہوتی ہے۔ محکم اور متشابہ محکم سے مقصود وہ مطالب ہیں جو اصل و بنیاد کی حیثیت رکھتے ہیں اور اس لئے انسانی عقل کے لئے صاف صاف اور کھلے احکام ہیں۔ مثلاً توحید و رسالت اوامر و نواہی۔ حلال و حرام متشابہ سے مقصود وہ مطالب ہیں جن کا تعلق ماوراء العقل حقائق سے ہے۔ اور انسان علم وحواس کے ذریعہ ان کا ادراک نہیں کر سکتا۔ مثلاً خدا کی ہستی۔ مرنے کے بعد زندگی۔ عالم آخرت کے احوال عذاب و ثواب کی حقیقت۔ پس ناگزیر طور پر ان کا بیان ایسے پیرایہ

بیان کیا جاتا ہے کہ فہم انسانی کے لئے ناقابل برداشت نہ ہو۔ اور اس لئے تشبیہ و مجاز سے خالی نہیں ہوتا۔ اگر ایک شخص کج فہمی سے کاوش کرنی چاہے تو طرح طرح کے معانی و مباحث کے احتمالات پیدا کر لے سکتا ہے۔

پس جو لوگ سمجھ کے سیدھے اور علم کے پکے ہوتے ہیں وہ محکمات کو اصل سمجھتے ہیں کہ عمل و ہدایت کے لئے کافی ہیں۔ اور متشابہات کے پیچھے نہیں پڑتے کہ ان میں کاوش سود مند عمل نہیں۔ علم کے رسوخ اور معرفت کے کمال سے یہ حقیقت ان پر کھل جاتی ہے۔ کہ متشابہات کی حقیقت کا ادراک عقل انسانی کی پہونچ سے باہر ہے۔ وہ خلاف عقل نہیں ہیں مگر ماوراء العقل ہیں انسان ان پر یقین کر سکتا ہے مگر ان کی حقیقت نہیں پا سکتا۔ پس وہ کہتے ہیں جو کچھ بھی اللہ کے کلام میں ہے ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں اور اس سے آگے قدم بڑھانا نہیں چاہتے۔ لیکن جن لوگوں کی سمجھ میں کجی ہوتی ہے وہ متشابہات کے پیچھے پڑ جاتے ہیں اور ایمان و یقین کے لئے فتنہ پیدا کر دیتے ہیں۔ (آزاد)

(۴) متشابہات (ماخوذ از تفہیم القرآن جلد اول

یہ ظاہر ہے کہ انسان کے لئے زندگی کا کوئی راستہ تجویز نہیں کیا جا سکتا جب تک کائنات کی حقیقت اور اس کے آغاز و انجام اور اس میں انسان کی حیثیت اور ایسے ہی دوسرے بنیادی امور کے متعلق کم سے کم ضروری معلومات انسان کو نہ دی جائیں۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جو چیزیں انسان کے حواس سے ماوراء ہیں، جو انسانی علم کی گرفت میں نہ کبھی آئی ہیں نہ آ سکتی ہیں جن کو اس نے نہ کبھی دیکھا نہ چھوا نہ چکھا۔ ان کے لئے انسانی زبان میں نہ ایسے الفاظ مل سکتے ہیں جو انھیں کے لئے وضع کیے گئے ہوں اور نہ ایسے معروف اسالیب بیان مل سکتے ہیں جن سے ہر سامع کے ذہن میں ان کی صحیح تصویر کھنچ جائے لامحالہ یہ ناگزیر ہے کہ اس نوعیت کے مضامین کو بیان کرنے کے لئے الفاظ اور اسالیب بیان وہ استعمال کیے جائیں جو اصل حقیقت سے قریب تر مشابہت رکھنے والی محسوس چیزوں کے لئے انسانی زبان میں پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ مابعد الطبیعی

مسائل کے بیان میں قرآن کے اندر ایسی ہی زبان استعمال کی گئی ہے اور متشابہات سے مراد وہ آیات ہیں جن میں یہ زبان استعمال ہوئی ہے لیکن اس زبان کا زیادہ سے زیادہ فائدہ بس اتنا ہی ہو سکتا ہے کہ آدمی کو حقیقت کے قریب تک پہونچا دے یا اس کا ایک دھندلا سا تصور پیدا کر دے...... پس جو لوگ طالب حق ہیں اور ذوق فضول نہیں رکھتے وہ تو متشابہات سے حقیقت کے اس دھندلے تصور پر قناعت کر لیتے ہیں جو کام چلانے کے لئے کافی ہے اور اپنی تمامتر توجہ محکمات پر صرف کرتے ہیں مگر جو لوگ بوالفضول یا فتنہ جو ہوتے ہیں ان کا تمام تر مشغلہ متشابہات ہی کی بحث و تنقیب ہوتا ہے۔

(۲) پ۱۱ س ۱۱ - آیت ۱

الٓرٰ قف کِتٰبٌ اُحْکِمَتْ اٰیٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَکِیْمٍ خَبِیْرٍ (۱)

الف - لام - را - یہ ایک کتاب کہ اس کی آیتیں مضبوط کی گئی ہیں پھر کھول کر بیان کی گئی ہیں ایک حکیم باخبر کی طرف سے ہے۔

فصل ۲۴

فیصلہ مطابق احکام قرآن حکیم

پ ۵ س ۴ - آیت ۱۰۵ -

اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْکُمَ بَیْنَ النَّاسِ بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ ط

ترجمہ: - یقیناً ہم نے آپ پر کتاب حق کے ساتھ اتاری ہے تاکہ آپ لوگوں کے درمیان فیصلہ اس کے مطابق کریں جو اللہ نے آپ کو سمجھا دیا ہے۔

تفسیری:- (۱) آیت اس باب میں صریح ہے کہ فیصلہ جو کچھ بھی کیے جائیں قرآن ہی کے مطابق و ماتحت کیے جائیں نہ کہ اپنے ہوائے نفس کے موافق یا کسی انسانی دماغ کے گڑھے ہوئے آئین و دستور کے ماتحت (ماجد)

(۲) ماخوذ از ترجمان القرآن جلد اول آزاد)

بہر حال ان آیات سے معلوم ہوا کہ

(۱) مسلمان قاضی کو چاہیئے ہر حال میں حق و انصاف کے ساتھ فیصلہ کرے اس خیال سے کہ ایک فریق مسلمان اور دوسرا غیر مسلم ہے مسلمان کی طرفداری نہیں کرنا چاہیئے (آیت ۱۰۵)

(۲) ہمیشہ خدا سے مدد مانگتا رہے کیونکہ قضاء کا معاملہ نہایت نازک ہے ایسا نہ ہو کہ طبیعت کے میلان سے کوئی لغزش ہو جائے (۱۰۶)

۳۔ قاضی کو کوئی ایسی بات نہیں کرنی چاہیئے جس سے کسی فریق کی وکالت کی بو آئے۔ (۱۰۷)

۴۔ مسلمانوں کو نہیں چاہیئے کہ ہم مذہب ہونے کی وجہ سے یا اپنے خاندان و قبیلہ میں سے ہونے کی وجہ سے کسی مجرم کی حمایت کریں اور سازش کر کے جتھا بندی کر لیں۔ دنیا کی نگاہیں نہ دیکھتی ہوں لیکن خدا تو دیکھ رہا ہے کہ کون مجرم ہے کون نہیں ہے (۱۰۸)

(۵) جو برائی کرتا ہے اس کی برائی اس پر ہے پس یہ خیال نہ کرو کہ یہ شخص ہمارا ہم مذہب یا رشتہ دار ہے اس کا جرم ثابت ہو گیا تو ہم پر بھی دھبہ لگ جائے گا۔ (۱۱۱)

(۶) خود قصد کرنا اور اُسے دوسرے کے سر دھوپ (تھوپ) دینا ایک معصیت کے بعد دوسری معصیت کا ارتکاب کرنا ہے تم دنیا کی عدالت کو دھوکا دیدو۔ لیکن خدا کی عدالت کو کیونکر دھوکا دے سکتے ہو۔ (۱۱۲)

فصل ۲۵

جِنُ - اَجِنه

(۱) پ ۲۶ س ۴۶ - آیت ۲۹ -

وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا ۚ فَلَمَّا قُضِىَ وَلَّوْا اِلٰى قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ (۲۹)

ترجمہ:- اور (اس وقت کا ذکر کیجیے) جب ہم جنات کی ایک جماعت کو آپ کی طرف لے آئے جو قرآن سننے لگے تھے غرض جب وہ لوگ آپ کے پاس آپہونچے تو کہنے لگے کہ خاموش رہو پھر جب وہ ختم ہو چکا تو وہ لوگ اپنی قوم کے پاس ڈرانے کے لئے گئے۔

تفسیر:- (۱) شان نزول کی روایتوں میں آتا ہے کہ یہ اس وقت کا ذکر ہے جب رسول اللہ صلعم اپنے قیام مکہ کے زمانے میں طائف تبلیغ دعوت کے لئے تشریف لے گئے تھے اور بظاہر وہاں سے بالکل ناکام اور شکستہ خاطر واپس آر ہے تھے۔ شب کے وقت نخلہ میں آپ قرآن مجید نماز میں بآواز بلند پڑھ رہے تھے کہ جنات کی ایک جماعت کا ادھر سے گذر ہوا اور وہ قرآن سننے لگے۔ (ماجد)

نوٹ:- آیات مابعد ۳۰-۳۱- ۳۲ کا ترجمہ حسب ذیل ہے کہنے لگے اے ہمارے قوم والو- ہم ایک کتاب سن کر آئے ہیں جو موسیٰ کے بعد نازل کی گئی ہے جو اپنے سے پہلے (کتابوں) کی تصدیق کرتی ہے اور حق اور راہ راست کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ (۳۰)

اے ہمارے قوم والو کہنا مانو اللہ کی طرف بلانے والے کا اور اس پر ایمان لے آؤ- اللہ تمہارے گناہ معاف کرے گا اور تمہیں محفوظ رکھے گا عذاب دردناک سے (۳۱)

اور جو کوئی اللہ کی طرف بلانے والے کا کہنا نہ مانے گا تو وہ زمین میں کہیں بھی

(اللہ کو) نہیں ہرا سکتا اور نہ اللہ کے سوا کوئی حامی ہوگا یہی لوگ تو صریح گمراہی میں (پڑے) ہیں۔

(۲) پ ۲۹ س ۷۲۔ آیات ۱۔ تا ۳:۔

قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْٓا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا (۱) یَّهْدِیْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا (۲) وَّاَنَّهُ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا (۳)

ترجمہ:۔ آپ کہئے کہ میرے پاس وحی آئی اس بات کی کہ جنات میں سے ایک جماعت نے قرآن سنا پھر انھوں نے کہا کہ ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے جو راہ راست بتلاتا ہے۔ سو ہم تو اس پر ایمان لے آئے اور ہم اپنے پروردگار کا شریک کسی کو نہ بنائیں گے اور ہمارے پروردگار کی شان بڑی ہے اس نے نہ کسی کو بیوی بنایا اور نہ اولاد۔

(۳) پ ۲۹ س ۷۲۔ آیت ۱۳ (جنات کے قول کا سلسلہ)

وَّاَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْهُدٰٓى اٰمَنَّا بِهٖ فَمَنْ یُّؤْمِنْۢ بِرَبِّهٖ فَلَا یَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا (۱۳)

ترجمہ:۔ اور ہم نے جب ہدایت کی بات سن لی تو اس پر ایمان لے آئے اور جو کوئی اپنے پروردگار پر ایمان لے آئے گا اسے اندیشہ نہ کسی کمی کا رہے گا اور نہ زیادتی کا۔

نوٹ:۔ آیت ۱۵ پر جنات کا قول ختم ہوا ہے۔

فصل ۲۶

اعراض

(۱) پ ۱۶ س ۲۰۔ آیت ۱۰۰:۔

.........وَقَدْ اٰتَیْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا (۹۹) مَنْ اَعْرَضَ عَنْهُ فَاِنَّهٗ یَحْمِلُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وِزْرًا (۱۰۰)

ترجمہ:۔ اور ہم نے اپنے پاس سے آپ کو ایک نصیحت نامہ دیا ہے۔ جو کوئی اس سے روگردانی کرے گا وہ قیامت کے دن (بڑا) بوجھ اُٹھائے ہوگا۔

تفسیر:۔ یعنی قرآن کریم۔

(۲) پ ۱۶ س ۲۰۔ آیت ۱۲۴:۔

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا وَّ نَحْشُرُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَعْمٰى (۱۲۴)

ترجمہ:۔ اور جو کوئی میری نصیحت سے اعراض رکھے گا سو اس کے لئے تنگی کا جینا ہوگا اور قیامت کے دن ہم اسے اندھا اُٹھائیں گے۔

تفسیر:۔ (۱) ذکر سے مراد قرآن ہی لیا گیا ہے۔

(۲) یہ جسمانی بے بصری عکس ہوگی اسکی رُوحانی بے بصری کی جو دنیا میں اس نے اپنے اوپر طاری کر رکھی تھی۔ (ماجد)

فصل ۲۷۔ تنبیہ

(۱) پ ۲۷ س ۵۳۔ آیت ۵۹۔ ۶۰:۔

اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِیْثِ تَعْجَبُوْنَ (۵۹) وَتَضْحَكُوْنَ

وَلَا تَبْكُوْنَ (۶۰)

ترجمہ:۔ سو کیا تم لوگ اس کلام سے تعجب کرتے ہو اور ہنستے ہو اور روتے نہیں ہو

(۲) پ ۲۷ س ۵۶ ۔ آیت ۸۱ ۔

اَفَبِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ (۸۱)

تو کیا تم اس کلام کو سرسری سمجھے ہوئے ہو۔

باب ۱۵

علامات قرب قیامت

(۱) پ ۲۰ س ۲۷ ۔ آیت ۸۲ ۔

وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ ۙ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ (۸۲)

ترجمہ:۔ اور جب وعدہ ان لوگوں پر پورا ہونے کو ہوگا تو ہم ان کے لئے زمین سے ایسا جانور نکالیں گے جو ان سے باتیں کریگا کہ لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہیں لاتے تھے۔

تفسیر:۔(۱) واذا وقع القول علیہم ۔ یعنی ان پر غضب الٰہی ہوگا اور عذاب واجب ہوجائے گا اور حجت پوری ہوچکے گی اس طرح کہ لوگ امر بالمعروف اور نہی منکر ترک کر دیں گے اور ان کی درستی کی کوئی امید باقی نہ رہے گی قیامت قریب ہوجائیگی اور اس کی علامتیں ظاہر ہونے لگیں گی اور اس وقت توبہ نفع نہ دے گی۔

(۲) دابّۃ ۔ اس چوپایہ کو دابۃ الارض کہتے ہیں ۔ یہ عجیب شکل کا جانور ہوگا ۔ جو کوہ صفا سے برآمد ہوکر تمام شہروں میں بہت جلد پھرے گا فصاحت کے ساتھ کلام کرے گا ہر شخص کی پیشانی پر ایک نشان لگائے گا۔

ایمان داروں کی پیشانی پر عصائے موسیٰ علیہ السلام سے نورانی خط کھینچے گا۔ کافر کی پیشانی پر حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگشتری سے سیاہ مہر لگائے گا۔

(۳) تکلمہم :۔ بزبان فصیح ..... کہے گا ہذا مومن و ہذا کافر۔

(۴) بآیتنا لا یوقنون۔ یعنی قرآن پاک پر ایمان نہ لاتے تھے جس میں بعث و حساب و عذاب ..... و خروج دابۃ الارض کا بیان ہے۔ (النعیم)

نوٹ ۱:۔ از مرتب :۔ (۱) اس سلسلہ میں کہ ..... ایمان داروں کی پیشانی پر ..... نورانی خط کھینچے گا" یہ امر یاد دہانی کے قابل ہے کہ "..... ایمان بغیر نماز کے کامل نہیں ہوتا ..... ایمان کے بعد نماز سے بڑھ کر کوئی عمل اہم و موکد نہیں ..... مستحق زجر و ملامت جس طرح عدم ایمان ہے اسی طرح ترک نماز بھی" (ماجد صفحہ ۱۱۹۰ جلد ۲)

نوٹ ۲:۔ مولانا آزادؒ نے سورہ بقرہ کے ترجمہ و تفسیر کے آخر میں بہ سلسلہ استدراک لکھا ہے کہ "مسلمانوں کو غور کرنا چاہئے کہ جو حالت یہود و نصاریٰ کی قرآن نے بیان کی ہے کیا ویسی ہی حالت خود ان کی بھی نہیں ہو گئی ہے؟ کیا قرآن کا یہ زہرہ گداز اعلان کہ "ومن الناس من یقول آمنا باللہ و بالیوم الاخر وما ھم بمؤمنین" خود ان پر بھی صادق نہیں آرہا ہے۔"

نوٹ ۳:۔ مندرجہ بالا اقتباس ترجمان القرآن حصہ اول میں سے ہے۔ اس جلد میں "انتساب" ستمبر ۱۹۳۱ء کا لکھا ہوا ہے جس کو آج جولائی ۱۹۷۲ء تک کم و بیش اکتالیس سال کا زمانہ گذر چکا ہے۔ اب زمانہ کہاں سے کہاں پہونچ گیا ہے۔ مولانا آزاد اگر آج بقید حیات ہوتے تو معلوم نہیں اس سلسلہ میں وہ اور کیا کچھ نہ لکھتے۔

نوٹ ۴:۔ امور بالا ہماری آنکھیں کھولنے اور عبرت پذیری کے لئے کافی ہونا چاہئیں کہ ہم نماز کے پابند ہو کر شعار اسلامی کو اپنا شعار بنائیں اور دعا کریں کہ باری تعالیٰ ہم کو دابۃ الارض کی مہر سے محفوظ اور اپنے عذاب سے مامون رکھے۔

(۲) پ ۲۵ س ۴۳ - آیت ۶۱ :-

وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوْنِ ط هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ (۶۱)

ترجمہ :- اور وہ تو ایک ذریعہ ہیں قیامت کے یقین کا تو تم لوگ اس میں شک مت کرو اور تم لوگ میری پیروی کرو یہی سیدھی راہ ہے۔

تفسیر :- (۱) اشارہ ہے مسیحؑ کی آمد ثانی کی طرف یعنی آپ کا دوبارہ ظہور قرب قیامت کی ایک یقینی علامت ہے۔ (ماجد)

(۳) یَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ

(الف) پ ۱۶ س ۱۸ - آیت ۹۴ :-

قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِنَّ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰٓى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا (۹۴)

ترجمہ :- ان لوگوں نے کہا کہ اے ذوالقرنین (قوم) یاجوج ماجوج (اس) سرزمین میں بڑا فساد مچاتے ہیں تو کیا ہم آپ کے لئے کچھ سرمایہ جمع کر دیں جس سے آپ ہمارے اور ان کے درمیان کوئی روک بنا دیں۔

نوٹ :- اس آیت کے بعد کی آیات ۹۵-۹۶-۹۷ کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

(ذوالقرنین نے) کہا کہ میرے پروردگار نے مجھے جو کچھ دے رکھا ہے وہ بہت کچھ ہے سو تم میری مدد محنت سے کرو تو میں تمہارے ان کے درمیان خوب مضبوط دیوار بنا دوں۔ تم لوگ میرے پاس لوہے کی چادریں لاؤ یہاں تک کہ جب ان دونوں پہاڑوں کے سروں کے درمیان کو برابر کر دیا تو کہا کہ دھونکو یہاں تک کہ جب اُسے آگ بنا دیا تو کہا کہ (اب) میرے پاس پگھلا ہوا تانبا لاؤ تو میں اس پر ڈال دوں سو وہ (قوم یاجوج وماجوج) نہ اس پر چڑھ سکتے تھے اور

نہ اس میں نقب ہی لگا سکتے تھے۔

آیت ۹۸۔ قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّيْ ۚ فَإِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّيْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّيْ حَقًّا (۹۸)

ترجمہ:۔ (ذوالقرنین نے) کہا کہ یہ (بھی) میرے پروردگار کی ایک رحمت ہی ہے۔ پھر جب میرے پروردگار کا وعدہ آپہنچے گا تو وہ اسے ڈھا کر برابر کر دے گا اور میرے پروردگار کا ہر وعدہ برحق ہے۔

(ب) پ ۱۷ س ۲۱۔ آیت ۹۶:۔

حَتّٰىٓ إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوْجُ وَمَأْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ (۹۶)

ترجمہ:۔ یہاں تک کہ یاجوج وماجوج کھول دیئے جائیں اور وہ ہر بلندی سے نکل پڑیں۔

تفسیر۔ (۱) یاجوج اور ماجوج کا اشتقاق اہل لغت نے مادہ اجّ سے کیا ہے جس کے معنیٰ آگ کے شعلہ مارنے اور پانی کے تموج وتلاطم کے ہیں۔ ان کے یہ نام ان کی شدت شورش کی بنا پر پڑے۔

(۲) عام طور پر ان لوگوں کی سکونت ایشیائے کوچک اور آرمینیا میں سمجھی گئی ہے۔

(۳) صدیوں بعد سیاحوں کے مشاہدہ میں ایک آہنی دیوار مقام دربند میں نظر آئی اور اس کا نام سد سکندری ہی مشہور تھا۔ اور وہ پھاٹک باب الحدید کہلاتا تھا۔

(۴) ..... یہ وہ دربند ہے جو علاقہ وسط ایشیا کے مشرقی حصہ میں ضلع حصار میں واقع ہے بخارا سے کوئی ۱۵۰ میل جنوب مشرق میں .... اس کا ذکر یورپین سیاح

مارکو پولو نے اپنے سفرنامہ میں بھی کیا ہے۔ نیز انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا طبع یازدہم جلد ۱۳ صفحہ ۵۲۶ ۔

(۵) ہدم دیوار کا وقوع عین قرب قیامت ہی میں تو ہوگا۔

(ماجد منزل ۴ صفحہ ۶۲۱)

(۶) احادیث صحیحہ سے معلوم ہوا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے نزول اور قتل دجال کے بعد قیامت کے قریب یاجوج ماجوج کے نکلنے کا وعدہ ہے اس وقت یہ روک ہٹادی جائے گی دیوار توڑ کر اتنی کثیر تعداد میں نکل پڑیں گے جس کا شمار اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں دنیا ان کے مقابلہ میں عاجز ہوگی حضرت مسیح کو حکم ہوگا کہ میرے خاص بندوں کو لے کر طور پر چلے جائیں۔ آخر حضرت مسیح علیہ السلام بارگاہ احدیت کی طرف دست دعا دراز کریں گے اس کے بعد یاجوج ماجوج پر ایک غیبی وبا مسلط ہوگی سب ایک دم مرجائیں گے۔ (عثمانی)

(۷) یاجوج و ماجوج کا خروج انجیل میں بھی قرب قیامت کی علامت بتایا گیا ہے (ماجد صفحہ ۶۷۳)

باب ۱۶

ایام اللہ

(۱) پ ۱۳ س ۱۴۔ آیت ۵

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ۬ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ (۵)

(ترجمہ ماجد) اور بالیقین ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ بھیجا کہ اپنی قوم کو نکال لاؤ تاریکیوں سے روشنی کی طرف اور انہیں اللہ کے معاملات یاد دلاؤ بیشک ان میں بڑی نشانیاں ہیں ہر صابر شاکر کے لئے۔

(ترجمہ آزاد) اور دیکھو۔ یہ ایک واقعہ ہے کہ ہم نے اپنی نشانیوں کے ساتھ موسیٰ کو بھیجا تھا کہ اپنی قوم کو تاریکیوں سے نکالے اور روشنی میں لائے نیز یہ کہ اللہ (فیصلہ کن) واقعات کا تذکرہ کر کے وعظ و نصیحت کرے۔ کیونکہ ہر اس انسان کے لئے جو صبر و شکر کرنے والا ہے اس تذکرے میں (عبرت و موعظت کی) بڑی ہی نشانیاں ہیں۔

(ترجمہ شیخ الہند) اور بھیجا تھا ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں دیکر کہ نکال اپنی قوم کو اندھیروں سے اُجالے کی طرف اور یاد دلا ان کو دن اللہ کے البتہ اس میں نشانیاں ہیں اس کو جو صبر کرنے والا ہے شکر گزار (حق ماننے والا)

تفسیر۔ ۱۔ (از ماجد) رحمت و عذاب دونوں کے اہم معاملات جو جزو تاریخ بن چکے ہیں۔ ایام اللہ ۔ یعنی جو بڑی بڑی نعمتیں قدرت کی طرف سے مختلف قوموں کو عطا ہوتی رہی ہیں مثلاً حکومت و اقتدار یا جو بڑی بڑی مصیبتیں قوموں کو قدرت کی طرف سے پیش آتی رہیں۔ مثلاً وبا و قحط، محکومی و غلامی۔ غرض یہ کہ ایام اللہ کے تحت ہر قسم کے اہم تاریخی واقعات آجاتے ہیں۔ ایام کی اضافت اللہ کی جانب ان واقعات کی اہمیت پر دلالت کرنے کے لئے ہے۔

۲۔ (از آزاد) الف:۔ ایام اللہ۔ عربی میں ایسے واقعات کو جو بڑے اہم اور فیصلہ کن ہوتے ہیں اور قومی روایات کی حیثیت حاصل کر لیتے ہیں یوں تعبیر کیا جاتا ہے کہ فلاں واقعہ کا دن۔ مثلاً یوم بدر۔ یوم اُحد۔ یوم قادسیہ اور اسی سے قومی معرکوں کے لئے "ایام" کی تعبیر پیدا ہو گئی ہے۔ چونکہ فیصلہ نتائج کے یہ دن جو تمام قوموں کو پیش آئے اللہ کے قانون حق کے نفاذ کے دن تھے اور حق و باطل کی معرکہ آرائی تھی۔ اس لئے قرآن نے انھیں ایام اللہ سے تعبیر کیا ہے۔

(ب) ہدایت روشنی ہے اور ضلالت تاریکی۔ سنت الہٰی یہ ہے کہ جب تاریکی پھیل جاتی ہے تو وہ ہدایت وحی کے ذریعہ سے انسانوں کو تاریکی سے نکالتا اور روشنی میں لاتا ہے چنانچہ قرآن کا ظہور اسی روشنی کا پیام ہے۔ اور ایسا ہی پیام حضرت موسیٰ نے بھی دیا تھا

(ج) بنی اسرائیل مصر میں عرصہ تک مظلومی و مقہوری کی زندگی بسر کر چکے تھے اس لئے طبیعتوں میں مایوسی دبے ہمتی سرایت کر گئی تھی ...... پس حضرت موسیٰ کو حکم ہوا کہ انھیں "ایام اللہ" کے تذکرے سناؤ۔ ان تذکروں میں قوانین حق کی بڑی بڑی نشانیاں ہیں یعنی بڑی بڑی دلیلیں ہیں۔ یہ دلیلیں واضح کردیں گی کہ جو لوگ مصائب و محن کے مقابلہ میں ہمت نہیں ہار دیتے سچائی کی راہ میں جمے رہتے ہیں اور سعی و عمل سے گھبراتے نہیں۔ ان کی کامیابی قطعی اور اٹل ہوتی ہے اور ہمیشہ ایسے ہی لوگ فتح و مراد سے ہم آغوش ہوتے ہیں۔

(د) یہی وجہ ہے کہ آیت ۵ میں فرمایا کہ اس تذکرہ میں صبر اور شکر کرنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔

صبر کے معنی یہ ہیں کہ مشکلوں اور مصیبتوں کے مقابلے میں جمے رہنا۔ شکر کے معنی یہ ہیں کہ اللہ کی بخشی ہوئی قوتوں کی قدر کرنا۔ اور انھیں ٹھیک ٹھیک کام میں لانا۔

(ہ) آیت (۷) میں فرمایا خدا کا یہ مقررہ قانون ہے کہ جو قوم تشکر کرتی ہے یعنی خدا کی بخشی ہوئی نعمتوں کی قدر بجا لاتی ہے اور انھیں ٹھیک طور پر کام میں لاتی ہے، خدا اُسے اور زیادہ نعمتیں عطا فرماتا ہے لیکن جو کفران نعمت کرتی ہے یعنی قدر شناسی نہیں کرتی وہ محرومی و نامرادی کے عذاب میں گرفتار ہو جاتی ہے اور یہ اللہ کا سخت عذاب ہے۔ جو کسی انسانی گروہ کے حصے میں آتا ہے۔ (آزاد)

نوٹ۔ آیت (۷) جس کا حوالہ سطور بالا میں تحریر ہوا ہے حسب ذیل ہے۔

وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ (۷)

(ترجمہ۔ آزاد) "اور کیا وہ وقت بھول گئے جب تمہارے پروردگار نے (اپنے اس قانون کا) اعلان کیا تھا کہ اگر تم نے شکر کیا تو میں تمہیں اور زیادہ نعمتیں بخشوں گا اور اگر ناشکری کی تو پھر یاد رکھو میرا عذاب بھی بڑا سخت عذاب ہے۔

(۳) از عثمانی۔ الف۔ نشانیاں دے کر۔ یعنی معجزات دے کر جو آیات تسعہ کے نام سے مشہور ہیں۔

(ب) یاد دلا ان کو دن اللہ کے یعنی ان دنوں کے واقعات یاد دلا جب ان پر شدائد و مصائب کے پہاڑ ٹوٹے پھر اللہ تعالیٰ نے ان سے نجات دی اور اپنی مہربانی بندوں فرمائی۔ کیونکہ دونوں قسم کے حالات سننے سے صابر و شاکر بندوں کو عبرت حاصل ہوتی ہے کہ مصیبت کے وقت گھبرانا اور راحت کے وقت اترانا نہیں چاہیے۔

(۲) پ ۲۵ س ۴۵ ۔ آیت ۱۴۔

قُلْ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَغْفِرُوْا لِلَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ اَيَّامَ اللّٰهِ لِيَجْزِيَ قَوْمًا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (۱۴)

(ترجمہ) جو لوگ ایمان لے آئے ہیں آپ ان سے کہہ دیجئے کہ ان لوگوں سے درگذر کریں جو اللہ کے معاملات کا یقین نہیں رکھتے تاکہ اللہ ایک قوم کو ان کے اعمال کا صلہ دے۔

تفسیر۔ غفر یہاں عفو کے مرادف ہے۔

(۱) لا یرجون ایام اللہ۔ یعنی اللہ کے اہم سے اہم جو معاملات بندوں کیساتھ حشر میں پیش آئیں گے۔ مثلاً یہ کہ فرمانبرداروں پر عطاء بخشش ہوگی اور نافرمانوں پر نزول عذاب و شدت ہوگا۔ منکرین قیامت ان سب امور کی طرف سے اپنے کو غافل بنائے ہوئے ہیں۔ (ماجدی)

(۲) الذین لا یرجون ایام اللہ سے وہ کفار مراد ہیں جو اس کی رحمت سے ناامید اور اس کے عذاب سے بے فکر ہیں۔ (عثمانی)

باب ۱۷

اقوام سابق پر عذاب الٰہی نازل ہونیکے وجوہ اور اقسام عذاب

فصل ۱

آدم ثانی حضرت نوح علیہ السلام اور انکی قوم

(۱) پ ۳ س ۳ - آیت ۳۳ - ۳۴ -

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ (۳۳)

ترجمہ :- بیشک اللہ نے آدمؑ اور نوحؑ اور خاندان ابراہیمؑ اور خاندان عمرانؑ کو سارے جہان پر برگزیدہ کیا ہے۔

آیت ۳۴ :- ذُرِّیَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ وَ اللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ (۳۴)

ترجمہ :- ایک دوسرے کی اولاد ہیں اور اللہ (خوب) سننے والا ہے (خوب) جاننے والا ہے۔

تفسیر :- (الف) حضرت نوح عراق میں ایک نہایت قدیم پیمبر گذرے ہیں حسب روایت توریت حضرت آدم سے دسویں پشت میں تھے عمر ۹۵۰ سال پائی۔

(ب) آل ابراہیم کی تحت میں اسمٰعیلؑ اور خاندان اسمٰعیلؑ بھی آ گئے۔

(ج) حضرت نوح اولاد میں حضرت آدم کے ہیں اور حضرت ابراہیم ان دونوں کی اولاد ہیں۔ (ماجد)

(۲) پ ۱۲ س ۱۱ - آیت ۲۵ -

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖۤ اِنِّیْ لَكُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ (۲۵)

ترجمہ :- اور بالیقین ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا ہیں تمہارے لئے کھلا ہوا

ڈرانے والا ہوں۔

اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ اَلِیْمٍ (۲۶)

ترجمہ:۔ (چاہیئے) کہ تم پرستش نہ کرو (کسی کی) بجز اللہ کے میں تمہارے حق میں دردناک دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔

نوٹ:۔ آیت ۲۷ تا ۳۱ میں قوم کے سرداروں کے جوابات اور حضرت نوح علیہ السلام کے دلائل کا ذکر ہے۔ آیت ۳۲ میں قوم کا مطالبہ

آیت ۳۲۔ قَالُوْا یٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ (۳۲)

ترجمہ:۔ وہ بولے اے نوح تم ہم سے بحث کر چکے پھر بحث بھی خوب کر چکے اب لے آؤ ہمارے سامنے وہ چیز جس سے تم ہم کو دھمکایا کرتے ہو اگر تم سچے ہو۔

نوٹ:۔ پھر آیت ۳۵ تک نوح علیہ السلام کا جواب اور دلائل۔ اس کے بعد وحی الٰہی اور طوفان کا ذکر آتا ہے۔

آیت ۳۶۔ وَاُوْحِیَ اِلٰی نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ یُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَىِٕسْ بِمَا كَانُوْا یَفْعَلُوْنَ (۳۶)

ترجمہ:۔ اور نوح کے پاس وحی بھیجی گئی کہ تمہاری قوم میں سے (اب اور کوئی) ایمان نہیں لائے گا بجز ان کے جو (اب تک) ایمان لا چکے سو جو کچھ یہ لوگ کرتے رہے ہیں اس پر کچھ غم نہ کرو۔

آیت ۳۷۔ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْیُنِنَا وَوَحْیِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِیْ فِی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ (۳۷)

ترجمہ:۔ اور تم کشتی ہماری نگرانی میں اور ہمارے حکم سے تیار کرو اور مجھ سے ان لوگوں کے باب میں گفتگو نہ کرنا جنہوں نے ظلم کیا ہے وہ ڈوب کر رہیں گے۔

آیت ۳۸۔ وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَأٌ مِّنْ قَوْمِهِ سَخِرُوا مِنْهُ ۚ قَالَ إِن تَسْخَرُوا مِنَّا فَإِنَّا نَسْخَرُ مِنكُمْ كَمَا تَسْخَرُونَ (۳۸)

ترجمہ:۔ اور (نوح) کشتی بنانے لگے اور جب جب ان کی قوم کے سرداران کے پاس سے گذرتے تھے تو ان سے تمسخر کرتے (نوح) بولے اگر تم ہم سے تمسخر کرتے ہو تو ہم بھی تم پر ہنستے ہیں جیسا کہ تم ہنستے ہو۔

تفسیر:۔ (۱) مسیحی علماء کی تحقیق کے مطابق یہ کشتی طول میں ۵۲۵ فٹ عرض میں ۸۷½ فٹ اور بلندی میں ۵۲½ فٹ تھی۔

(۲) ..... (سرداران اس بات پر ہنستے تھے) کہ پانی کا نام نہ نشان اور یہ خواہ مخواہ اپنے کو اس زحمت میں ڈالے ہوئے ہیں اور کوئی کوئی اس طرح کے فقرہ بھی کہہ گذرتا کہ وہ نبوت کرتے کرتے نجاری بھی کرنے لگے۔

(۳) جہاں یہ قوم آباد تھی ...... ایک بلند میدان تھا اور قریب ترین سمندر یعنی خلیج فارس سے صدہا میل کے فاصلہ پر اس لئے ان لوگوں کا اپنے نقطہ نظر سے حیرت کرنا بیجا تھا بھی نہیں۔

(۴) سرداروں کا تمسخر اور حضرت نوحؑ کا جواب) یعنی جس طرح تم آج ہم پر ہنس رہے ہو، ہم کل تم پر ہنسیں گے جب تم دنیا میں غرق اور آخرت میں عذاب میں مبتلا ہو رہے ہو گے۔

آیت ۴۰۔ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّورُ قُلْنَا احْمِلْ فِيهَا مِن كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ إِلَّا مَن سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ آمَنَ ۚ وَمَا آمَنَ مَعَهُ إِلَّا قَلِيلٌ (۴۰)

ترجمہ:۔ (اس طرح کے مکالمات جاری رہے) یہاں تک کہ ہمارا حکم آپہنچا اور زمین سے پانی اُبلنا شروع ہوا، ہم نے کہا کہ اس (کشتی) میں ہر قسم کے جوڑوں میں سے دو دو کو چڑھا لو اور اپنے گھر والوں کو بھی بجز ان کے جن پر حکم نافذ ہو چکا ہے اور (یہاں دوسرے) ایمان والوں کو

بھی اور ایمان ان کے ساتھ بہت ہی کم لوگ لائے تھے۔

آیت ۴۱:۔ وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا ؕ اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۴۱﴾

ترجمہ:۔ اور (نوح نے) کہا (آؤ) اس میں سوار ہو جاؤ اللہ ہی کے نام سے اس کا چلنا ہے اور اس کا ٹھہرنا ہے بیشک میرا پروردگار بڑا بخشنے والا ہے بڑا رحمت والا ہے۔

آیت ۴۲:۔ وَهِيَ تَجْرِيْ بِهِمْ فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ ۫ وَنَادٰى نُوْحُ ۨابْنَهٗ وَكَانَ فِيْ مَعْزِلٍ يّٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۲﴾

ترجمہ:۔ اور وہ (کشتی) انہیں لے کر چلنے لگی پہاڑ جیسی موجوں میں اور نوح نے اپنے لڑکے کو پکارا اور وہ کنارے پر تھا کہ اے میرے (پیارے) بیٹے سوار ہو جا ہمارے ساتھ اور کافروں کے ساتھ مت رہ۔

آیت ۴۳:۔ قَالَ سَاٰوِيْٓ اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَآءِ ؕ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۚ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ ﴿۴۳﴾

ترجمہ۔ وہ بولا میں ابھی کسی پہاڑ کی پناہ لے لیتا ہوں وہ مجھے پانی سے بچا لے گا۔ (نوح نے) کہا آج کے دن کوئی بچانے والا نہیں اللہ کے حکم (عذاب) سے البتہ وہی جس پر رحم کر دے اور دونوں کے درمیان موج حائل ہو گئی سو وہ ڈوبنے والوں میں ہو گیا۔

آیت ۴۴:۔ وَقِيْلَ يٰٓاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ الْمَآءُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ وَقِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾

ترجمہ:۔ اور ارشاد ہوا کہ اے زمین اپنا پانی نگل جا اور اے آسمان تھم جا اور

پانی گھٹ گیا اور کام پورا ہو گیا۔ اور (کشتی) آٹھہری جودی پر اور کہہ دیا گیا کہ (اپنے اوپر) ظلم کرنے والے لوگ (رحمت سے) دور ہو گئے۔

تفسیر۔ (الف) اس آیت ۴۴۔ کی معجزانہ فصاحت و بلاغت کی داد منکرین اسلام نے بھی دی ہے۔ ابن مقنع نامی ایک ملحد طبع شخص گذرا ہے۔ اس نے بزعم خود قرآن کا جواب لکھنا شروع کیا تھا جیسے ایک دوسرے کے جواب میں شاعر اپنا کلام پیش کرتے ہیں۔ جب اس آیت پر پہونچا تو قلم جواب سے رک گیا عاجز ہو کر بولا کہ اس کلام کا جواب بشر کی طاقت سے باہر ہے (بحر) مستشرق اور لغوی لین (LAN) نے بھی اس کی داد دی ہے۔

(ب) الجودی کوہستان ارارط کی اس چوٹی کا نام ہے جو جبل وام (VAM) کے جنوب و مغرب میں واقع ہے اس جوار کے کردوں کی زبان پر آج تک یہ روایت چلی آرہی ہے کہ کشتی نوح یہیں آکر رکی تھی۔ توریت میں ذکر...... سلسلہ کوہستان ارارط کا ہے۔

آیت ۴۵۔ وَنَادٰى نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ (۴۵)

ترجمہ:۔ اور نوح نے اپنے پروردگار کو پکارا اور کہا اے میرے پروردگار میرا بیٹا تو میرے گھر والوں ہی میں ہے اور تیرا وعدہ (بھی بالکل) سچا اور تو تو ہر حاکم کے اوپر حاکم ہے۔

تفسیر۔...... یہ مناجات حضرت نوحؑ نے اس وقت کی جب دیکھا کہ کنعان اب ڈوبنے ہی پر ہے۔ (ماجد)

آیت ۴۶:۔ قَالَ يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ ج اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ق فَلَا تَسْئَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ط اِنِّيْۤ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ (۴۶)

ترجمہ:۔ (اللہ نے) فرمایا اے نوحؑ یہ تمہارے گھر والوں ہی میں سے نہیں یہ ایک تباہ کار شخص ہے سو مجھ سے ایسی چیز کی درخواست نہ کرو جس کی تمہیں خبر نہ ہو میں تمہیں نصیحت

کرتا ہوں کہ تم (آئندہ کہیں) نادان نہ بن جاؤ۔

تفسیر:- (۱)...... علماء محققین نے یہیں سے یہ نکالا ہے کہ شریعت میں معتبر قرابت ایمانی ہے نہ کہ قرابت نسبی۔

(۲) مرشد تھانوی نے فرمایا کہ شرف نسب کے ساتھ جب تک صلاح جمع نہ ہو وہ کالعدم ہے۔

(۳)...... یہاں سے ہمارے زمانہ کے مشائخ کی دعاؤں کا حال کھلا جاتا ہے کہ ان سے مقدمہ کی، عہدہ کی، جس چیز کی بھی دعا کرائی جاتی ہے وہ بلا لحاظ حرام و حلال اس کے لئے دعا کر دیتے ہیں۔

آیت ۴۷:- قَالَ رَبِّ اِنِّیۡۤ اَعُوۡذُ بِکَ اَنۡ اَسۡـَٔلَکَ مَا لَیۡسَ لِیۡ بِہٖ عِلۡمٌ ؕ وَ اِلَّا تَغۡفِرۡ لِیۡ وَ تَرۡحَمۡنِیۡۤ اَکُنۡ مِّنَ الۡخٰسِرِیۡنَ (۴۷)

ترجمہ:- (نوح) بولے اے میرے پروردگار میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں آئندہ تجھ سے ایسی چیز کی درخواست کروں جس کی مجھے خبر نہ ہو اور اگر تو میری مغفرت نہ کرے اور مجھ پر رحم نہ کرے تو میں نقصان اٹھانے والوں میں آ جاؤں گا۔

آیت ۴۸:- قِیۡلَ یٰنُوۡحُ اہۡبِطۡ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَ بَرَکٰتٍ عَلَیۡکَ وَ عَلٰۤی اُمَمٍ مِّمَّنۡ مَّعَکَ ؕ وَ اُمَمٌ سَنُمَتِّعُہُمۡ ثُمَّ یَمَسُّہُمۡ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِیۡمٌ (۴۸)

ترجمہ:- ارشاد ہوا کہ اے نوح اترو ہماری طرف سے سلامتی اور برکتیں لیکر اپنے اوپر بھی اور ان جماعتوں پر بھی جو تمہارے ساتھ ہیں۔ اور جماعتیں تو ایسی بھی ہونگی کہ ہم انھیں چند روزہ عیش دیں گے پھر ان پر ہماری طرف سے عذاب دردناک ہوگا۔

تفسیر:- اِہبِط:- جہاز سے کوہ جودی پر اترنے کا حکم تو اوپر مل چکا تھا۔ اب حکم ہو رہا ہے کہ پہاڑ سے زمین پر اترو...... یہ حکم اس وقت ہو رہا ہے جب طوفان پوری طرح ختم ہو چکا ہے اور زمین رہنے بسنے کے قابل ہو گئی ہے۔ (ماجد)

آیت ۴۹ ۔ تِلْكَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ ۚ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا ۛ فَاصْبِرْ ۛ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ (۴۹)

ترجمہ :۔ یہ (قصہ) اخبار غیب میں سے ہے ہم نے اسے وحی کے ذریعہ سے آپ تک پہنچا دیا اس کو اس (بتانے) سے قبل نہ آپ ہی جانتے تھے اور نہ آپ کی قوم ۔

تفسیر :۔ (۱) ...... تو آپ اے رسول بددل و شکستہ خاطر نہ ہوں یہ ہٹ دھرم اور معاند کافر تو اب بھی آپ کو جھٹلائے جائیں گے لیکن آپ ان کی تکذیب پر صبر کیجئے اور حکایت نوحؑ سے تسکین حاصل کیجئے کہ جس طرح ان کے عہد میں آخری انجام مومنوں ہی کا اچھا اور کافروں کا برا ہوا ۔ آپ کے ساتھ بھی یہی معاملہ پیش آکر رہیگا ۔ آیت میں اس کی تعلیم ہے کہ آخری کامیابی و کامرانی صبر کا نتیجہ ہوتی ہے ۔ (ماجد)

(۲) حضرت نوحؑ کا ظہور اس سرزمین میں ہوا تھا جو دجلہ اور فرات کی وادیوں میں واقع ہے ۔ دجلہ اور فرات آرمینیا کے پہاڑوں سے نکلی ہیں اور بہت دُور الگ الگ بہہ کر عراق زیریں میں باہم مل گئی ہیں اور پھر خلیج فارس میں سمندر سے ہمکنار ہوتی ہیں ۔ آرمینیا کے یہ پہاڑ "ارارات" کے علاقہ میں واقع ہیں اسی لئے انھیں توراۃ میں "ارارات کا پہاڑ" کہا ہے ۔ لیکن قرآن نے خاص اس پہاڑ کا ذکر کیا جس پر کشتی ٹھہری تھی ۔ "جودی" تھا ..... کم از کم یہ واقعہ تاریخی ہے کہ آٹھویں صدی مسیحی تک وہاں ایک معبد موجود تھا اور لوگوں نے اس کا نام "کشتی کا معبد" رکھ دیا تھا (آزاد جلد ۲)

(۳) حضرت نوحؑ کے قصہ سے ملتی جلتی روایات یونان مصر ۔ ہندوستان اور چین کے قدیم لٹریچر میں بھی ملتی ہیں اور اس کے علاوہ برما ۔ ملایا ۔ جزائر مشرق الہند ۔ آسٹریلیا نیوگنی اور امریکہ و یورپ کے مختلف حصوں میں بھی ایسی ہی روایات قدیم زمانہ سے چلی آرہی ہیں ۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ قصہ اس عہد سے تعلق رکھتا ہے جبکہ پوری نسل

آدم کسی ایک ہی خطہ زمین میں رہتی تھی اور پھر وہاں سے نکل کر دنیا کے مختلف حصوں میں پھیلی۔ اسی وجہ سے تمام قومیں اپنی ابتدائی تاریخ میں ایک ہمہ گیر طوفان کی نشان دہی کرتی ہیں اگرچہ مرورِ ایام سے اس کی حقیقی تفصیلات انھوں نے فراموش کر دیں اور اصل واقعہ پر ہر ایک نے اپنے اپنے تخیل کے مطابق افسانوں کا ایک بھاری خول چڑھا دیا۔

(تفہیم القرآن جلد دوم صفحہ ۴۱)

(۴) تفسیر تحت آیت ۶۴ - سورۃ الاعراف ۷ پ ۸ - طوفانِ نوحؑ کا تخمینی سال ۳۲۰۰ ق۔م۔ (ماجد)

پسرِ نوحؑ با بداں بنشست - خاندان نبوتش گم شد
سگِ اصحاب کہف روزے چند - پئے نیکاں گرفت مردم شد
صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالح ترا طالح کند

فصل ۲

قوم عاد

(۱) پ ۸ س ۷ - الاعراف - آیت ۶۵

وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا ۗ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۚ أَفَلَا تَتَّقُونَ (۶۵)

ترجمہ:- اور عاد کی طرف ہم نے ان کے بھائی ہود کو بھیجا) انھوں نے کہا اے میری قوم والو اللہ ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔

نوٹ:- آیات ۶۶-۶۷-۶۸ میں قوم سے مکالمہ کا ذکر ہے۔ جو جاری ہے۔

آیت ۶۹:- اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ ؕ وَاذْكُرُوْۤا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّزَادَكُمْ فِی الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ۚ فَاذْكُرُوْۤا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (۶۹)

ترجمہ:- کیا تمہیں حیرت اس پر ہے کہ تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے تم ہی میں سے ایک مرد کے واسطے سے نصیحت آئی تاکہ وہ تمہیں ڈرائے اور وہ وقت یاد کرو جب تمہیں (اللہ نے) قوم نوح کے بعد آباد کیا اور ڈیل ڈول میں تمہیں پھیلاؤ بھی زیادہ دیا۔ سو اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو تاکہ ہر طرح فلاح پاؤ۔

آیت ۷۰:- قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ (۷۰)

ترجمہ:- وہ بولے کیا تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو کہ ہم اکیلے اللہ ہی کی عبادت کریں اور انہیں چھوڑ بیٹھیں جن کی عبادت ہمارے باپ (دادا) کرتے آئے ہیں۔ اگر تم سچے ہو تو جس (عذاب) کی دھمکی دیتے ہو اسے لے آؤ ہمارے پاس۔

آیت ۷۲:- فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ (۷۲)

ترجمہ:- پھر ہم نے اپنی رحمت سے بچا لیا (پیغمبر ہود) کو اور ان لوگوں کو جو ان کے ساتھ تھے۔ اور ان لوگوں کی جڑ ہی کاٹ دی جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا اور وہ ایمان والے تھے ہی نہیں۔

تفسیر:- (۱) قوم ہود ..... عراق سے بہت ہٹ کر جنوبی عرب میں آباد تھی۔

(۲) قوم عاد جسمانی حیثیت سے بڑی قد آور و قوی ہیکل لوگ تھے۔

(۳) یہ عذاب الہٰی ایک طوفانی آندھی کے شکل میں آیا تھا۔

(۴) هود۔ سامی نسل کے قدیم ترین پیمبروں میں سے ہوئے ہیں ۔۔۔ جنوبی عرب میں آج بھی قبر نبی ہود کے نام سے ایک مقام مرجع خلائق و زیارت گاہ ہے۔

(۵) قوم عاد کا نام ان کے مورث اعلیٰ کے نام پر ہے۔ ان کا مشہور نسب نامہ یہ ہے عاد بن عوض بن آدم۔ بن سام۔ بن نوح۔

(۶) قوم عاد اپنے زمانہ کی متمدن ترین قوم تھی۔ اپنے لمبے لمبے سفروں کے لئے ضرب المثل۔

(۲) پ ۲۷ س ۵۴۔ القمر۔ آیت ۱۸:۔

كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ (۱۸) إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي يَوْمِ نَحْسٍ مُسْتَمِرٍّ (۱۹)

آیت ۲۰۔ تَنْزِعُ النَّاسَ كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ مُنْقَعِرٍ (۲۰)

آیت ۲۱۔ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ (۲۱)

ترجمہ:۔ آیت ۱۸:۔ عاد نے بھی تکذیب کی سو (دیکھو) میرا عذاب اور تنبیہات کیسی ہیں؟

آیت ۱۹۔ ہم نے ان پر ایک تند ہوا مسلط کی ایک دائمی نحوست کے دن۔

آیت ۲۰۔ لوگوں کو (اس طرح) اکھاڑ پھینکتی تھی کہ گویا وہ اکھڑی ہوئی کھجوروں کے تنے ہیں۔

آیت ۲۱۔ سو (دیکھو) میرا عذاب اور میری تنبیہیں کیسی رہیں؟

آیت ۲۲:۔ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ (۲۲)

ترجمہ:۔ اور قرآن کو ہم نے آسان کر دیا ہے نصیحت حاصل کرنے کو سو ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا؟

تفسیر (۱) نحوست کے دن۔ ایسی مستقل و پائیدار نحوست ان کے حق میں کہ ۔۔۔۔ بعد

موت بھی انھیں عذابِ آخرت کے حوالہ کرے گا۔

(۲) یوم سے مراد مطلق زمانہ ہے کوئی متعین و محدود مدت مراد نہیں۔

(۳) بڑا ہی بدنصیب ہے وہ جو قرآن مجید کے پُر عبرت و سبق آموز قصوں سے گذرے اور محض گذرتا چلا جائے ان سے انجام بینی کے سبق نہ حاصل کرے۔ (ماجد)

(۳) پ ۲۹ س ۶۹ - آیت ۶ - ۷ - ۸ -

وَأَمَّا عَادٌ فَأُهْلِكُوا بِرِيحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ (۶)

اور رہے عاد سو وہ ایک تیز و تند ہوا سے ہلاک کیے گئے۔

آیت ۷۔ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَثَمَانِيَةَ أَيَّامٍ حُسُومًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيهَا صَرْعَىٰ كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ (۷)

ترجمہ:۔ (اللہ نے) اسے ان پر مسلط کر دیا تھا سات راتوں اور آٹھ دنوں تک لگاتار تو تو وہاں اس قوم کو یوں گرا ہوا دیکھتا ہے کہ گویا وہ گری ہوئی کھجور کے تنے پڑے ہیں۔

آیت ۸۔ فَهَلْ تَرَىٰ لَهُم مِّن بَاقِيَةٍ (۸)

ترجمہ:۔ سو کیا تجھکو ان میں سے کوئی بچا ہوا نظر آتا ہے۔

(۴) پ ۳۰ س ۸۹ - آیت ۶ - ۷ - ۸ -

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ (۶) إِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ (۷) الَّتِي لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ (۸)

ترجمہ:۔ کیا آپ کو خبر نہیں کہ آپ کے پروردگار نے کیا معاملہ قوم عاد کے ساتھ کیا، یعنی ارم ستون جیسے قد والی جس کا مثل شہروں میں پیدا نہیں کیا گیا۔

ف:۔ آیات ۹ تا ۱۲ میں ثمود و فرعون کے ذکر کے بعد باری تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

آیت ۱۳-۱۴- فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ (۱۳)
اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ (۱۴)

ترجمہ:- سو آپ کے پروردگار نے ان پر عذاب کا کوڑا برسایا۔ بیشک آپ کا پروردگار رتاک میں ہے۔

تفسیر:- قوم عاد سے مراد عاد اولیٰ ہے۔ اور ارم ان ہی کے شجرہ نسب میں کوئی بڑا شخص ہوا ہے جس کی جانب وہ قوم منسوب تھی۔ (ماجد)

فصل ۳

قوم ثمود

(۱) پ ۸ س الاعراف ۷ آیت ۷۳

وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا
اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ
مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا
تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ
عَذَابٌ اَلِيْمٌ (۷۳)

ترجمہ:- اور ہم نے ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو (بھیجا)۔ (صالح نے) کہا اے میری قوم والو اللہ ہی کی عبادت کرو کہ اس کے سوا کوئی (اور) تمہارا خدا نہیں ہے۔ اب تو تمہارے پاس کھلا ہوا نشان بھی تمہارے پروردگار کی طرف سے آپہنچا یہ اللہ کی اونٹنی ہے تمہارے حق میں ایک نشان سو اسے چھوڑے رہو اللہ کی زمین پر کھاتی پھرے اور اس کو برائی کے ساتھ ہاتھ نہ لگانا ورنہ تمہیں عذاب دردناک آپکڑے گا۔

تفسیر:- (۱) قوم کے مورث اعلیٰ کا نام ثمود تھا۔ مشہور نسب نامہ یہ ہے۔ ثمود بن جیثر بن ارم بن سام بن نوحؑ۔ عاد جس طرح عرب جنوبی و شرقی کے مالک تھے۔ ثمود اس کے مقابل عرب مغربی و شمالی پر قابض تھے۔ ان کے دارالحکومت کا نام حجر تھا۔ یہ شہر حجاز سے شام کو جانے والے قدیم راستہ پر واقع تھا۔ اب عموماً اس شہر کو مدائن صالح کہتے ہیں۔

(۲) یہ شمالی عرب کی ایک زبردست قوم تھی۔ فن تعمیر میں عاد کی طرح اس کو بھی کمال حاصل تھا۔ پہاڑوں کو کاٹ کر مکان بنانا پتھروں کی عمارتیں اور مقبرے تیار کرنا اس قوم کا خاص پیشہ تھا یہ یادگاریں اب تک باقی ہیں۔ ان پر ارامی و ثمودی خط میں کتبے منقوش ہیں۔

(۳) حضرت صالح کا مزار مبارک جزیرہ نما سینا کے مشرقی کنارہ پر آج بھی زیارت گاہ خلائق ہے۔

(۴) ...... قوم نے فرمائش کی تھی کہ کوئی خارق عادت ہمیں دکھاؤ تو ہم تمہیں سچا سمجھیں۔ ایک خاص قسم کی اونٹنی کا ظہور اسی فرمائش کا نتیجہ تھا۔

(۵) اللہ نے قوم کی درخواست معجزہ قبول کر کے ایک اونٹنی کسی عجیب طریقے سے پیدا کر دی تھی اور پیمبر کے ذریعہ سے حکم دے دیا تھا کہ کوئی اسے چھیڑے نہیں۔ یہ اپنے آزاد گھومتی پھرے گی اور جس وقت کوئی اسے نقصان پہنچائے گا بس وہی گھڑی عذاب الٰہی کی ہوگی۔

(۶) انگریز مترجم قرآن سیل نے فرنگی سیاحوں کے مشاہدات کے حوالہ سے لکھا ہے کہ جس پہاڑ سے وہ اونٹنی بہ طور خرق عادت برآمد ہوئی تھی اس میں اب تک ایک شگاف ساٹھ فٹ کا موجود ہے۔ اور جزیرہ نمائے سینا میں جبل موسیٰ کے قریب "ناقۃ النبی" کا نقش قدم آج بھی زیارت گاہ خلائق ہے۔

نوٹ: آیات ۷۳، ۷۵-۷۶ میں حضرت صالح کا وعظ۔ نصیحت اور سرداران قوم کے جواب کا ذکر ہے۔

آیت ۷۷:- فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ

وَقَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ (۷۷)

ترجمہ:۔ غرض اونٹنی کو بھی مار ڈالا اور اپنے پروردگار کے حکم سے سرتابی کی اور کہنے لگے اے صالح اگر پیمبر ہو تو اس عذاب کو لے آؤ جس کی ہمیں دھمکی دیتے ہو۔

تفسیر۔ اعقر کے معنی کونچیں کاٹ ڈالنے کے ہیں۔ مراد اس سے اونٹ کو ہلاک کر ڈالنا ہے۔

آیت ۷۸۔ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ (۷۸)

ترجمہ:۔ پس انھیں زلزلہ نے آپکڑا سو وہ اپنے گھر میں اوندھے پڑے رہ گئے۔

تفسیر۔ قوم ثمود کی زلزلہ سے ہلاکت تو زمانہ قبل تاریخ کی ہے یعنی اس زمانہ میں ہوئی جس کی تاریخ اس وقت محفوظ نہیں لیکن اٹلی کے مشہور گل و گلزار شہر پامپئی کی زلزلہ سے بربادی عہد تاریخ کی بات ہے ۶۳ء تھا جب ایک زلزلہ سے یہاں کے فسق پیشہ باشندے تباہ و ہلاک ہو کر رہ گئے۔ اور جو کچھ بچ رہے تھے انھیں ۶۹ء میں ایک قدرتی آتشباری نے بھون ڈالا۔ (ماجد)

(۲) پ ۳۰ س ۸۹۔ ۶ تا ۹۔

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ (۶) اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ (۷) الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ (۸) وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ (۹)

ترجمہ:۔ کیا آپ کو خبر نہیں کہ آپ کے پروردگار نے کیا معاملہ قوم عاد کے ساتھ کیا یعنی قوم ارم ستون جیسے قد والی جس کا مثل شہروں میں پیدا نہیں کیا گیا۔ اور قوم ثمود کے ساتھ (کیا کیا) جو وادیوں میں پتھروں کو تراشتے تھے۔

نوٹ آیات ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲ میں فرعون کے ذکر کے بعد۔

آیت ۱۳۔ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ (۱۳)

ترجمہ:۔ سو آپ کے پروردگار نے ان پر عذاب کا کوڑا برسایا۔

آیت ۱۴- اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ (۱۴)

ترجمہ:- آپ کا پروردگار تاک میں ہے۔

تفسیر- چنانچہ اگلے سرکشوں کو تو وہ ہلاک کر ہی چکا ہے اور موجودین کی طرف سے بھی غافل نہیں ہے۔ (ماجد)

فصل ۴

حضرت لوط علیہ السلام اور ان کی قوم

(۱) پ ۱۴ س ۱۵- الحجر- آیت ۶۱:-

فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوْطِ ِۨ الْمُرْسَلُوْنَ (۶۱)

ترجمہ:- پھر جب وہ فرستادے لوط کے گھرانے میں آئے (یعنی فرشتے)

آیت ۶۲- قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ (۶۲)

ترجمہ- تو (لوطؑ نے) کہا کہ تم تو اجنبی قوم کے لوگ (معلوم ہوتے) ہو-

آیت ۶۳- قَالُوْا بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا كَانُوْا فِيْهِ يَمْتَرُوْنَ (۶۳)

ترجمہ:- وہ بولے نہیں بلکہ ہم تو آپ کے پاس وہ لے کر آئے ہیں جس کے باب میں یہ شک کیا کرتے تھے۔

(یعنی عذاب و ہلاکت...... بل میں یہ سارا مضمون آگیا کہ ہم انسان ہیں ہی نہیں بلکہ فرشتے ہیں)

آیت ۶۷- وَجَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَسْتَبْشِرُوْنَ (۶۷)

ترجمہ:- اور شہر کے لوگ خوشیاں کرتے ہوئے آئے۔

آیت ۶۸ ۔ قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيۡفِىۡ فَلَا تَفۡضَحُوۡنِ (۶۸)

ترجمہ:۔ (لوط نے) کہا یہ لوگ میرے مہمان ہیں سو مجھے (عام لوگوں میں) فضیحت تو مت کرو۔

آیت ۷۲:۔ لَعَمۡرُكَ اِنَّهُمۡ لَفِىۡ سَكۡرَتِهِمۡ يَعۡمَهُوۡنَ (۷۲)

ترجمہ:۔ آپ کی جان کی قسم وہ اپنی مستی میں (بالکل) بہکے ہوئے تھے۔

آیت ۷۳:۔ فَاَخَذَتۡهُمُ الصَّيۡحَةُ مُشۡرِقِيۡنَ (۷۳)

ترجمہ:۔ پس سورج نکلتے نکلتے انہیں ایک سخت آواز نے پکڑ لیا

آیت ۷۴:۔ فَجَعَلۡنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمۡطَرۡنَا عَلَيۡهِمۡ حِجَارَةً مِّنۡ سِجِّيۡلٍ (۷۴)

ترجمہ:۔ چنانچہ ہم نے اس (بستی) کا اوپر کا تختہ نیچے کر دیا اور ان لوگوں پر کھنگر کے پتھر برسا دیئے۔

آیت ۷۵:۔ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلۡمُتَوَسِّمِيۡنَ (۷۵)

ترجمہ:۔ بیشک اس (واقعہ) میں اہل بصیرت کے لئے نشانیاں ہیں۔

آیت ۷۶:۔ وَاِنَّهَا لَبِسَبِيۡلٍ مُّقِيۡمٍ (۷۶)

ترجمہ:۔ اور وہ بستی تو ایک آباد راستہ پر (ملتی) ہے۔

(یعنی عرب و شام کے درمیان خوب چلتے ہوئے راستہ پر)

آیت ۷۷:۔ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلۡمُؤۡمِنِيۡنَ (۷۷)

ترجمہ:۔ بیشک اس (واقعہ) کے اندر ایمان والوں کیلئے نشانی ہے۔

تفسیر:۔ (۱) ....تاریخ آج تک (اس قوم کی) ہلاکت و بربادی پر گواہ ہے۔

(۲) توریت میں ہے کہ "تب خداوند نے سدوم اور عمورہ پر گندھک اور آگ خداوند کی طرف سے آسمان پر سے برسائی اور اس نے ان شہروں کو اور اس کے سارے میدان

کو اور ان شہروں کے سب بسنے والوں کو اور سب کچھ جو زمین سے اُگا تھا نیست و نابود کر دیا۔

(پیدائش ۱۹ : ۲۴ - ۲۵)

(۳) سدوم و عمورہ کے برباد شدہ شہر بحر لوط یا بحر مردہ کے کنارے عین اسی راستہ پر واقع تھے جس پر حجاز و شام کے درمیان قافلے برابر آتے جاتے رہتے تھے اور جس سے قرآن مجید کے مخاطبین اول۔ اہل عرب خوب واقف و مانوس تھے۔ (ماجد)

(۴) پ ۲۹ س ۶۹ - آیت ۹ - ۱۰ :-

...... وَالْمُؤْتَفِكٰتُ بِالْخَاطِئَةِ (۹)

فَعَصَوْا رَسُوْلَ رَبِّهِمْ فَاَخَذَهُمْ اَخْذَةً رَّابِيَةً (۱۰)

ترجمہ :- اور الٹی ہوئی بستیوں والوں نے (بڑے بڑے) قصور کئے تھے انہوں نے اپنے پروردگار کے رسول کی نافرمانی کی سو (اللہ نے) ان کو بہت سخت پکڑا۔

تفسیر :- اَلْمُؤْتَفِكٰتُ - سے مراد قوم لوط کی الٹی ہوئی بستیاں۔ (ماجد)

نوٹ :- حضرت لوط کی قوم اور عذاب کا ذکر اور بھی متعدد سورتوں میں ہے۔ بالخصوص سورۃ الاعراف ک آیات ۸۰ تا ۸۴ پارہ نمبر ۸ -

---

فصل ۵

اہل مدین

پ ۲۰ س ۲۹ - آیت ۳۶ :-

وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۙ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَارْجُوا الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَلَا تَعْثَوْا فِى الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ (۳۶)

ترجمہ :- اور مدین (والوں) کی طرف (ہم نے) ان کے بھائی شعیب کو پیغمبر

بنا کر بھیجا) انہوں نے کہا کہ اے میری قوم والو اللہ کی عبادت کرو اور روز قیامت سے ڈرو اور ملک میں فساد مت پھیلاؤ۔

آیت ۳۷۔ فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جٰثِمِينَ (۳۷)

ترجمہ:۔ سو ان لوگوں نے شعیب کو جھٹلایا پس انہیں زلزلہ نے آپکڑا وہ اپنے گھروں میں اوندھے گر کر رہ گئے۔

تفسیر۔ (تحت آیت ۸۵۔ س ۷۔ پ ۸)

۱۔ نسب نامہ:۔ شعیب بن میکیل بن یشجر بن مدین بن ابراہیم۔

۲۔ مدین شہر کا محل وقوع بحر احمر کا ساحل عرب تھا۔ کوہ طور کے جنوب و شرق میں۔

۳۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایک زوجہ محترمہ قطورہ تھیں انہی کے بطن سے ایک صاحبزادہ مدین نامی تھے۔ شہر جب آباد ہوا تو قدیم دستور کے مطابق انہی کے نام سے موسوم ہوا۔

(۴) اہل مدین ایک تجارت پیشہ قوم تھی۔ ان کا اصلی فسق معاملات تجارت میں بدمعاملگی اور بد دیانتی تھی۔

(۵) ہلاکت اور تباہی ہمیشہ مادی ہی اسباب سے نہیں آتی بلکہ کثرت معاصی بھی باعث ہو جاتی ہے۔ (ماجد)

فصل ۶

اصحٰب الایکۃ

پ ۱۴۔ س ۱۵۔ آیت ۷۸۔ ۷۹۔

وَإِنْ كَانَ أَصْحٰبُ الْأَيْكَةِ لَظٰلِمِينَ (۷۸)

فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ م وَاِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ (۷۹)

ترجمہ :- اور بیشک بن والے بھی (بڑے) ظالم تھے سو ہم نے انھیں بھی ٹھیک کر دیا۔

اور دونوں بستیاں شاہراہ پر (واقع) ہیں۔

تفسیر :- ۱- یہ لوگ مدین سے متصل رہتے تھے اور حضرت شعیب ہی کی امت میں تھے۔

۲- اِنَّهُمَا۔ دونوں بستیاں یعنی قوم لوط اور اصحٰب الایکتہ کی بستیاں۔ (ماجد)

فصل ۷

قارون۔ فرعون۔ ھامٰن

پ ۲۰ س ۲۹- آیت ۳۹-

وَقَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ قف وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ فَاسْتَكْبَرُوْا فِى الْاَرْضِ وَمَا كَانُوْا سٰبِقِيْنَ (۳۹)

ترجمہ :- اور قارون اور فرعون اور ہامان کو (بھی ہم نے ہلاک کیا) اور موسیٰ یقیناً ان لوگوں کے پاس کھلے نشان لے کر آچکے تھے لیکن انھوں نے زمین پر سرکشی کی اور بھاگ نہ سکے۔

آیت ۴۰- فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ ج فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ج وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ج وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا ج وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ (۴۰)

ترجمہ :- سو ہم نے (ان میں سے) ہر ایک کو اس کے گناہ کی پاداش میں پکڑ لیا۔ سو ان میں

سے کسی پر تو ہم نے تند ہوا بھیجی اور ان میں سے کسی کو ہولناک آواز نے آدبایا اور ان میں سے کسی کو ہم نے زمین میں دھنسا دیا اور ان میں سے کسی کو ہم نے غرق کر دیا اور اللہ ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرتا البتہ یہ خود اپنے اوپر ظلم کرتے تھے۔

تفسیر۔ مراد ہیں۔ قوم عاد۔ قوم ثمود۔ قارون۔ اور فرعون۔ (ماجد)

فصل ۸

قوم تُبَّعٌ

(۱) پ ۲۵ س ۴۴ - آیت ۳۷ -

اَهُمۡ خَيۡرٌ اَمۡ قَوۡمُ تُبَّعٍ ۙ وَّالَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ ؕ اَهۡلَكۡنٰهُمۡ اِنَّهُمۡ كَانُوۡا مُجۡرِمِيۡنَ (۳۷)

ترجمہ۔ تو کیا یہ لوگ بڑھ چڑھ کر ہیں یا قوم تبع والے اور جو لوگ ان سے بھی پیشتر ہوئے ہیں۔ ہم نے ان تک کو ہلاک کر ڈالا اس لئے کہ وہ نافرمان تھے۔

تفسیر۔ ۱.......جنوب عرب کی سلطنت یمن کے بادشاہوں کے ایک خاندان کا لقب تبع تھا۔

۲۔ یہ اپنے وقت کے بڑے عظیم الشان وجلیل القدر فرمانروا تھے اور ان کے حدود سلطنت علاوہ حمیر، حضر موت اور سارے علاقہ سبا کے شمال میں شمالی عرب تک اور مغرب میں افریقہ تک وسیع تھے اور یہ خاندان ڈھائی سو سال تک فرماں روا رہا۔ اور ان کے زمانہ کا تخمینہ ظہور اسلام سے سات آٹھ صدیوں قبل کا کیا گیا ہے۔

۳۔ مدینہ سے یمن تک سڑک بنوا دی تھی۔

۴۔ تبع کی عظمت وجلالت بطور ضرب المثل کے مشہور و زبان زد تھی۔

(۵) ھُم کی ضمیر عرب معاصرین کی جانب ہے جن کا ذکر آیات ماقبل میں آیاہے۔ (ماجد)

(۲) پ ۲۶ س ۵۰ آیت ۱۲-۱۳-۱۴-

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَأَصْحَابُ الرَّسِّ وَثَمُودُ (۱۲)
وَعَادٌ وَفِرْعَوْنُ وَإِخْوَانُ لُوطٍ (۱۳) وَأَصْحَابُ الْأَيْكَةِ
وَقَوْمُ تُبَّعٍ ۚ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيدِ (۱۴)

ترجمہ:- ان لوگوں کے قبل قوم نوحؑ اور اہل رس اور ثمود اور عاد اور فرعون اور لوط والے اور اہل ایکہ اور قوم تبع سب ہی تکذیب پیمبروں کی کر چکے ہیں، سو میری وعید پوری تری۔

فصل ۹

اصحٰب الرس

(۱) پ ۱۹- س ۲۵- آیت ۳۸:-

وَعَادًا وَثَمُودَا۟ وَأَصْحَابَ الرَّسِّ وَقُرُونًا
بَيْنَ ذَٰلِكَ كَثِيرًا (۳۸)

ترجمہ:- اور ہم نے (اسی طرح ہلاک کیا) عاد اور ثمود اور اصحٰب رس کو اور ان کے درمیان میں بہت سی امتوں کو۔

تفسیر- (۱) محققین کے قول کے مطابق ایک شہر علاقہ یمامہ میں تھا۔ یہاں قوم ثمود کا کوئی قبیلہ رہتا تھا۔ موجودہ نقشوں میں یہ مقام وادی رُمّہ کے علاقہ میں ملتا ہے طول البلاد مشرقی ۴۳- عرض البلد ۲۶-

آیت ۳۹- وَكُلًّا ضَرَبْنَا لَهُ الْأَمْثَالَ ۖ وَكُلًّا تَبَّرْنَا تَتْبِيرًا (۳۹)

ترجمہ:- اور ہم نے ہر ایک کے لئے عجیب عجیب مضامین بیان کئے اور ہر ایک کو ہم

نے بالکل ہی برباد کر دیا ۔

تفسیر۔ یعنی ان میں سے ہر ایک امت کو تبلیغ ہر اعتبار سے موثر اور بلیغ ہوتی رہی اس کے بعد بھی جب یہ لوگ ایمان نہ لائے تو عذاب سے ہلاک کر دیئے گئے ۔

آیت ۴۰۔ وَلَقَدْ اَتَوْا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِيْٓ اُمْطِرَتْ مَطَرَ السَّوْءِ ؕ اَفَلَمْ يَكُوْنُوْا يَرَوْنَهَا ۚ بَلْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ نُشُوْرًا ﴿۴۰﴾

ترجمہ:۔ اور یہ لوگ) اس بستی پر سے گذر رہے ہیں جس پر پتھر بری طرح برسائے گئے تھے سو کیا یہ لوگ اس کو دیکھتے نہیں رہتے بات یہ ہے کہ یہ لوگ مر کر جی اٹھنے کا خیال ہی نہیں رکھتے ۔

تفسیر (۱) بستی سے مراد ہیں سدوم وغیرہ قوم لوط کے علاقے۔ جہاں ہو کر یہ منکرین اپنی آمد و رفت شام میں گذرتے رہتے ہیں ۔

(۲) دیکھتے نہیں رہتے یعنی عبرت نہیں پکڑتے ۔ مطلب یہ ہے کہ خدائی قانون سے بغاوت و سرکشی کرنے والی قوموں کی عبرت ناک سزائیں اور بربادیاں خوب ان کے علم میں ہیں ۔ ان کے کھنڈر اور مٹے ہوئے آثار ان کے مشاہدہ میں آچکے ہیں ۔

(۳) "مر کر جی اُٹھنے کا خیال ہی نہیں رکھتے" یعنی اس کا یقین ہی نہیں رکھتے کہ عمل کی جزا و سزا کا ایک ضابطہ اور دستور و نظام ہے اور ہر عمل پہ ایک ثمرہ دنیا و آخرت میں مرتب ہوتا ہے ...... ماجد

(۲) پ ۲۶ س ۵۰ ۔ آیت ۱۲ ۔

فصل ۱۰

اہل سبا

(۱) پ ۲۲ س ۳۴ - آیت ۱۵-۱۶-۱۷-

لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكَنِهِمْ آيَةٌ ج جَنَّتَانِ عَن يَمِينٍ
وَشِمَالٍ ۵ كُلُوا مِن رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهُ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ
وَرَبٌّ غَفُورٌ (۱۵)

ترجمہ:۔ (سبا والوں) کے لئے ان کے وطن (ہی) میں نشان موجود تھا۔ دو قطاریں (تھیں) باغ (کی) داہنے اور بائیں کھاؤ اپنے پروردگار کا (دیا ہوا) رزق اور اس کا شکر کرو عمدہ شہر اور مغفرت والا پروردگار۔

تفسیر:۔ (۱) یہ ملک سبا ہی ہے جو عرب کے جنوب میں اب علاقہ یمن کہلاتا ہے۔

(۲) یعنی علاقہ میں دو طرفہ باغات کا سلسلہ متصل چلا گیا تھا۔ بعض مورخین نے لکھا ہے کہ ان باغوں کی وسعت ۳۰۰ میل مربع کی تھی اور یہ سارا رقبہ خوشبودار درختوں اور طرح طرح کے لذیذ میووں اور پھلوں سے بھرا ہوا تھا۔

(۳) گویا الٰہی دنیوی نعمتوں کا اجتماع تھا اور مطالبہ صرف ادائے حقوق کا تھا۔

(۲) آیت ۱۶:۔ فَأَعْرَضُوا فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنَاهُم
بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ أُكُلٍ خَمْطٍ وَأَثْلٍ وَشَيْءٍ
مِّن سِدْرٍ قَلِيلٍ (۱۶)

ترجمہ:۔ سو انھوں نے سرتابی کی سو ہم نے ان پر بند کا سیلاب چھوڑ دیا اور ہم نے ان کے دو رویہ باغوں کے عوض دو باغ اور دیئے جو بدمزہ پھل جھاؤ اور قدرے قلیل بیری والے تھے۔

تفسیر:- (۱) یعنی کفر و شرک اور کثرت معاصی میں پڑ گئے اور ناصحین کی کچھ نہ سُنی۔

(۲) سد مارب - ایک مشہور تاریخی بند ہے جو پہاڑوں کے پانی کے ذخیرہ کے لئے بنایا گیا تھا۔ مارب ملک سبا کا دارالسلطنت تھا۔ موجودہ شہر صنعاء سے کوئی ۶۰ میل مشرق میں ہے..... قوم سبا ایک بڑی متمدن قوم تھی۔ اس کا ایک میل کا لانبا چوڑا بند سبا کے انجینئروں کی فنکاری کا اعلیٰ نمونہ تھا۔ یہ عظیم الشان بند ظہور اسلام سے کچھ قبل ٹوٹا ہے تخمیناً ۵۴۲ء میں......

(۳) یعنی وہ پُر فضا باغات مٹ مٹا کر اب جنگلی خودرو جھاڑ جھنکار باقی رہ گئے۔

آیت ۱۷:- ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ؕ وَهَلْ نُجٰزِيْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ ‎(۱۷)

ترجمہ:- انھیں ہم نے یہ سزا ان کی ناسپاسی کے سبب دی اور ہم ایسی سزا بڑے ناسپاس ہی کو دیا کرتے ہیں۔

تفسیر:- ظاہر ہوتا ہے کہ طاعت کو دنیوی نعمت کے حصول اور معصیت کو اس کے زوال میں دخل ہے۔ (تھانوی)

نوٹ ۱:- آیات مندرجہ بالا کے بعد مزید دو آیات میں بھی اسی مضمون کا سلسلہ جاری ہے لیکن ان آیات کو شامل نہیں کیا گیا ہے۔ البتہ ان کی تفسیر کے بعض اہم امور کو ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

بہ سلسلہ تفسیر آیت ۱۸- ۱۹:-

(۱) اہل سبا ایک بڑی تاجر قوم تھی، بحری تجارت ہمیشہ بے شمار دولت کا سبب بن جاتی ہے۔ یہ لوگ بحری راستہ سے ہندوستان اور درمیانی ملکوں سے تجارتی سامان لاتے تھے اور پھر یمن سے سمندر کے کنارے کنارے ملک شام کو جاتے تھے......

(۲) معلوم ہوتا ہے کہ آج کل کی ریلوں اور جہازوں کی طرح ان لوگوں کے تجارتی قافلے بھی دن رات مسلسل چلا کرتے تھے اور کہ راستے بالکل محفوظ اور بے خطر ہو گئے تھے۔

(۳) طرح طرح کی نافرمانیاں کیں..... کچھ ہلاک ہو گئے، اور جو بچے رہے ان کے بھی سامان

تنعم چھن گئے۔ بحیثیت مجموعی سب کی حالت قابل عبرت رہ گئی۔

(۴) روایتوں میں آتا ہے کہ انصار مدینہ یعنی قبائل اوس وخزرج انھیں اہل سبا کی اولاد میں سے تھے۔ (ماجد)

فصل ۱۱

"فرعون"

نوٹ:۔ قرآن حکیم کی کم وبیش ۲۳-۲۴ سورتوں میں فرعون کا ذکر ہے۔ کسی سورۃ میں اجمالاً یا اشارۃً۔ ظاہر ہے کہ یہ اذکار قصہ کے طور پر نہیں ہیں بلکہ موقع ومحل کے اعتبار سے جس قدر واقعات کا ذکر مناسب یا ضروری ہو سکتا تھا اُسیقدر واقعات یا حالات، بنابر عبرت پذیری یا سبق آموزی ارشاد ہوئے ہیں چنانچہ تقدم وتاخر کی ترتیب نہیں ہے۔ قارئین کی آسانی کے لئے میں نے اس فصل کی ابتدا پارہ ۳۰ سورۃ نمبر ۷۹ سے کی ہے تاکہ سب سے پہلے فرعون کی "فرعونیت" سامنے آجائے۔ اس کے بعد پارہ یا سورۃ کی ترتیب کو پیش نظر رکھ کر متعلقہ آیات قرآن حکیم نقل کی ہیں۔ چونکہ ان سطور کا مقصد صرف فرعون کی سرکشی وسزا یابی ظاہر کرنا ہے اس لئے بنی اسرائیل اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق حالات اور واقعات کو شامل نہیں کیا گیا ہے۔

وضاحت کی غرض سے پ ۱ س ۲۔ آیت ۴۹-۵۰ کی تفسیر مختلف کتب تفاسیر سے اخذ کر کے سطور ذیل میں تحریر کی جاتی ہے۔

تفسیر:۔ پ ۱ س ۲۔ آیات ۴۹-۵۰۔

(۱) فرعون نے خواب دیکھا تھا۔ نجومیوں نے اس کی تعبیر دی کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص پیدا ہوگا جو تیرے دین اور سلطنت کو غارت کر دے گا۔ فرعون نے حکم دیا کہ بنی اسرائیل میں

جو بیٹا پیدا ہو اس کو مار ڈالو اور جو بیٹی ہو اس کو خدمت کے لئے زندہ رہنے دو خدائے تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو پیدا کیا اور زندہ رکھا (عثمانی)

(۲) الف۔ قوم قبط دعمالیق سے جو مصر کا بادشاہ ہوا اس کو فرعون کہتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کے فرعون کا نام ولید بن مصعب بن ریان ہے۔ یہاں اسی کا ذکر ہے۔ اس کی عمر چار سو برس سے زیادہ ہوئی آل فرعون سے اس کے متبعین مراد ہیں۔

ب۔ فرعون نے بنی اسرائیل پر نہایت بے دردی سے محنت و مشقت کے دشوار کام لازم کئے تھے۔ پتھروں کی چٹانیں کاٹ کر ڈھوتے ڈھوتے ان کی کمریں گردنیں زخمی ہو گئی تھیں.....اور طرح طرح کی بے رحمانہ سختیاں تھیں (خازن وغیرہ)

ج۔ فرعون نے خواب دیکھا کہ بیت المقدس کی طرف سے آگ آئی اس نے مصر کو گھیر لیا۔ تمام قبطیوں کو جلا ڈالا بنی اسرائیل کو کچھ ضرر نہ پہونچایا اس سے اس کو وحشت ہوئی کاہنوں نے تعبیر دی کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہوگا جو تیرے ہلاکت اور زوال سلطنت کا باعث ہوگا۔ یہ سن کر فرعون نے حکم دیا کہ بنی اسرائیل میں جو لڑکا پیدا ہو قتل کر دیا جائے دائیاں تفتیش کے لئے مقرر ہوئیں بارہ ہزار اور بہ روایتے ستر ہزار لڑکے قتل کر ڈالے گئے اور نوے ہزار حمل گرا دیئے گئے اور مشیت الٰہی سے اس قوم کے بوڑھے جلد جلد مرنے لگے قوم قبط کے رؤسا نے گھبرا کر فرعون سے شکایت کی کہ بنی اسرائیل میں موت کی گرم بازاری ہے اس پر ان کے بچے بھی قتل کئے جاتے ہیں تو ہمیں خدمتگار کہاں سے میسر آئیں گے۔ فرعون نے حکم دیا کہ ایک سال بچے قتل کئے جائیں اور ایک سال چھوڑے جائیں تو جو سال چھوڑنے کا تھا اس میں حضرت ہارون پیدا ہوئے۔ اور قتل کے سال حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔ (د) فرعون اور اس کے لشکر کی غرقابی محرم کی دسویں تاریخ کو ہوئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس دن شکر کا روزہ رکھا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک بھی یہود اس دن کا روزہ رکھتے تھے۔ حضور نے بھی اس دن کا روزہ رکھا اور فرمایا کہ حضرت موسیٰ

علیہ السلام کی فتح کی خوشی منانے اور اس کی شکر گزاری کرنے کے ہم یہود سے زیادہ حقدار ہیں
اس سے معلوم ہوا کہ عاشورہ کا روزہ سنت ہے۔ (دلغیم)

۳۔ منقول از تفسیر ماجدی منزل ۱ صفحہ ۱۲۱۔

فرعون اور مصری گورنمنٹ کے مظالم سالہا سال برداشت کرنے کے بعد بالآخر حضرت موسیٰ کی قیادت میں ساری قوم اسرائیل نے مصر کی سکونت ترک کر کے اپنے آبائی وطن شام و فلسطین کو چلا جانا طے کیا۔۔۔۔۔ شب کی تاریکی میں راستہ بھول گئے۔۔۔۔۔ فرعون کو خبر ہو گئی اور وہ اپنے لشکر کی کمان خود کرتا ہوا تیزی سے تعاقب میں آپہنچا۔ اب اسرائیلیوں کے سامنے مشرق کی جانب سمندر تھا (بحر قلزم یا بحر احمر) اور دائیں بائیں پہاڑیاں تھیں اور پشت پر مغرب کی جانب مصری لشکر۔ زمانہ پندرھویں صدی قبل مسیح ۱۴۴۷ سنہ ق م۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے وحی الہٰی کے اشارے سے فرمایا کہ بلا توقف سمندر میں چل پڑو۔ سمندر کا پانی سمٹ کر دونوں طرف پہاڑ جیسی دیواروں کی طرح کھڑا ہو گیا درمیان میں خشک راستہ پیدا ہو گیا۔ اسرائیلیوں کا قافلہ عبور کر گیا۔ اتنے میں فرعونی بھی لب ساحل پہونچ گئے یہ منظر دیکھ کر وہ بھی پیدل اور سوار خشک سمندر میں در آئے ۔۔۔۔۔ پانی کی وہ کھڑی ہوئی دیواریں آناً فاناً آپس میں مل گئیں۔۔۔۔ فرعون مع اپنے لشکر کے غرق ہو گیا۔

سمندر کا پھٹ جانا اور درمیان میں خشکی کی راہ بن جانا کچھ ایسا زیادہ خارق عادت بھی نہیں۔ مگر اس کی نظیر کہیں ملتی ہی نہ ہو۔ بحری زلزلہ کے وقت ایسی صورتیں پیش آتی رہتی ہی ہیں چنانچہ سنہ ۱۹۳۴ء میں جو عظیم الشان زلزلہ بہار اور اطراف بہار میں آیا۔ اس کی تحقیق پر صوبہ کے صدر مقام شہر پٹنہ میں دن دہاڑے کوئی ڈھائی بجے کے وقت ایک مجمع کثیر نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ گنگا جیسے وسیع و عریض دریا کا پانی چشم زدن میں غائب ہو گیا۔ اور اتنے چوڑے پاٹ میں بجائے دریا کے دھارے کے خشک زمین نکل آئی اور یہ حیرت انگیز اور دہشت ناک منظر چند سکنڈ نہیں چار یا پانچ منٹ تک قائم رہا یہاں

تک کہ دریا اسی بوق رفتاری کے ساتھ یک بیک زمین سے اُبل کر پھر جاری ہو گیا یہ واقعہ کی مفصل روئداد ایک وقائع نگار کے قلم سے انگریزی روزنامہ پانیر لکھنؤ کی ۲۰ ر جنوری سنہ ۱۹۱۲ء کی اشاعت میں درج ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا زمانہ مورخین اور اثریین کا تخمینہ ہے کہ پندرھویں اور سولھویں صدی قبل مسیح کا تھا۔

سال ولادت غالباً سنہ ۱۵۲۰ ق.م۔ سال وفات غالباً سنہ ۱۴۰۰ ق.م

توریت میں ہے کہ عمر ۱۲۰ سال کی پائی۔

---

(۱) پ ۳۰ س ۷۹ - ۱۵۰ -

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى (۱۵)

آپ کو موسیٰ کا قصہ پہونچا ملے۔

اِذْ نَادٰىهُ رَبُّهٗ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى (۱۶)

(یاد کرو وہ وقت) جب انھیں ان کے پروردگار نے ایک پاک میدان (یعنی) طویٰ میں پکارا۔

اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى (۱۷)

کہ آپ فرعون کے پاس جائیں اس نے سرکشی اختیار کی ہے۔

فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰٓى اَنْ تَزَكّٰى (۱۸)

سو اس سے کہئے کیا تو چاہتا ہے کہ تو درست ہو جائے۔

وَاَهْدِيَكَ اِلٰى رَبِّكَ فَتَخْشٰى (۱۹)

اور میں تیری رہنمائی تیرے پروردگار کی طرف کر دوں جس سے تو خشیت اختیار کرے۔

فَاَرٰىهُ الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى (۲۰)

پھر ہم نے اسے بڑی نشانی دکھائی۔ (ترجمہ از احمد رضا خاںؒ) "پھر موسیٰ نے اسے بہت بڑی نشانی دکھائی"

فَكَذَّبَ وَعَصٰى (۲۱)

لیکن اس نے جھٹلایا اور کہنا نہ مانا۔

ثُمَّ اَدْبَرَ يَسْعٰى (۲۲)

پھر وہ جدا ہو کر کوشش کرنے لگا۔

فَحَشَرَ فَنَادٰى (۲۳)

اور (لوگوں کو) جمع کیا پھر بلند آواز سے تقریر کی

فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى (۲۴)

اور کہا کہ میں ہوں تمہارا رب اعلیٰ

فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى (۲۵)

اس پر اللہ نے اسے پکڑ لیا آخرت اور دنیا کے عذاب میں۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى (۲۶)

بیشک اس (واقعہ) میں بڑی عبرت ہے اس کے لئے جو خشیت رکھتا ہو۔

تفسیر:- ۱۔ شہنشاہ مصر فرعون قاہر و جابر کی اسرائیلی رعایا کے ایک فرد موسیٰ عمران کو حکم ملتا ہے کہ جا کر اپنے فرمانروا پر توحید کی تبلیغ کرو...... آپ اس سے جا کر کہتے ہیں...... آپ ہی کی خیر خواہی میں صلاح و فلاح کی تدبیریں آپ کو بتانا چاہتا ہوں۔

۲۔ مصریوں کے عقیدے میں سب سے بڑا دیوتا سورج تھا۔ اور جو بادشاہ وقت ہوتا وہ اسی معبود اعظم کا اوتار ہوتا۔ اور اسی طرح خود بھی معبود اعظم کا درجہ رکھتا تھا۔ یہی بادشاہ وقت فرعون کہلاتا تھا۔

۳۔ شاہ پرستی کا یہ مذہب بابل (کلدانیہ) میں بھی رہ چکا ہے۔ اور آج بھی

(دسمبر ۱۹۴۴ء میں) اس کا نمونہ جاپان میں مل سکتا ہے۔ میکاڈو گویا ترجمہ ہے فرعون کا۔

۴۔ لِمَنْ یَخْشٰی۔ یعنی جن کے دل میں خشیت ہے وہی اس واقعہ سے عبرت و نصیحت کا پورا سبق حاصل کریں گے۔

(۵) نَكَالَ الْاٰخِرَةِ یعنی آگ میں حرق۔

وَالْاُوْلٰی۔ یعنی پانی میں غرق۔ (ماجد)

(۲) پ ۱۹ س ۲۶۔ آیت ۵۲:۔

وَاَوْحَیْنَآ اِلٰی مُوْسٰٓی اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِیْٓ اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ (۵۲)

اور ہم نے موسیٰ کو وحی بھیجی کہ شبا شب میرے (ان) بندوں کو لے کر نکل جاؤ تم لوگوں کا پیچھا (بھی) کیا جائے گا۔

آیت ۶۰:۔ فَاَتْبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِیْنَ (۶۰)

غرض سورج نکلتے پر انہوں نے ان کو پیچھے سے جا لیا۔

آیت ۶۱:۔ فَلَمَّا تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰٓی اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ (۶۱)

پھر جب دونوں جماعتوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تو موسیٰ کے ہمراہی (گھبراکر) بول اٹھے کہ ہم تو بس پکڑے گئے۔

آیت ۶۲:۔ قَالَ كَلَّا ۚ اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ (۶۲)

(موسیٰ نے) فرمایا ہرگز نہیں کیونکہ میرے ہمراہ میرا پروردگار ہے وہ مجھے ابھی راہ بتادے گا۔

آیت ۶۳:۔ فَاَوْحَیْنَآ اِلٰی مُوْسٰٓی اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ؕ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِیْمِ (۶۳)

پھر ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ اپنے عصا کو دریا پر مارو چنانچہ وہ دریا پھٹ

گیا اور ہر حصہ اتنا بڑا تھا جیسے بڑی پہاڑی۔

آیت ۶۴۔ وَاَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِیْنَ (۶۴)

اور ہم نے دوسرے فریق کو بھی اس مقام پر پہنچا دیا۔

آیت ۶۵۔ وَاَنْجَیْنَا مُوْسٰی وَمَنْ مَّعَہٗٓ اَجْمَعِیْنَ (۶۵)

اور ہم نے موسٰی اور ان کے ساتھ والوں کو بچا لیا۔

آیت ۶۶۔ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِیْنَ (۶۶)

پھر دوسرے فریق کو غرق کر دیا۔

(۳) پ ۱۱ س ۱۰ ۔ آیت ۹۰۔

وَجٰوَزْنَا بِبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ
وَجُنُوْدُهٗ بَغْیًا وَّعَدْوًا ؕ حَتّٰٓی اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ
قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ
بَنُوْٓا اِسْرَآءِیْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ (۹۰)

اور ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر کے پار کر دیا پھر فرعون اور اس کے لشکر نے ظلم و زیادتی (کے ارادہ) سے ان کا پیچھا کیا یہاں تک کہ جب وہ ڈوبنے لگا تو بولا میں ایمان لاتا ہوں کہ کوئی خدا نہیں بجز اس کے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور میں مسلموں میں (داخل ہوتا) ہوں۔

آیت ۹۱۔ آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ (۹۱)

(یہ) اب! حالانکہ تو تو سرکشی ہی کرتا رہا قبل تک اور تو مفسدوں (ہی) میں شامل رہا۔

آیت ۹۲۔ فَالْیَوْمَ نُنَجِّیْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ
اٰیَةً ؕ وَاِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰیٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ (۹۲)

سو آج ہم تیرے جسم کو نجات دے دیں گے تاکہ تو ایک نشان (عبرت) پیچھے آنے والوں

کے لئے رہے اور بے شبہ بہت سے لوگ ہماری (ایسی) نشانیوں سے غافل ہیں۔

تفسیر۔ ۱۔ قَالَ اٰمَنْتُ۔ بدحواس و سراسیمہ ہوکر اور ملائکہ عذاب کو معائنہ کرنے کے بعد جیسا کہ ہر کافر و منکر کو موت کے وقت فرشتگان عذاب کا معائنہ ہوتا رہتا ہے۔

۲۔ جب ڈوبنے لگا۔ یعنی اب عالم برزخ کا مشاہدہ ہو رہا تھا۔

۳۔ آلْئٰنَ۔ جبکہ انکشاف آخرت شروع ہو چکا اور قبول ایمان کا وقت نہیں رہا۔

۴۔ ایک غرق شدہ فرعون مصر کی نعش ماہرین اثریات کو مدت ہوئی قدیم مصری شہر تھیبس (THEBES) میں مل گئی تھی اور آج قاہرہ کے عجائب خانہ میں محفوظ ہے۔ (ماجد)

(۴) پ ۱۹ س ۲۶۔ آیت ۵۷:۔

فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ (۵۷) وَّكُنُوْزٍ وَّمَقَامٍ كَرِیْمٍ (۵۸)

پھر ہم نے انہیں نکال باہر کیا باغوں اور چشموں اور خزانوں اور عمدہ مکانات سے

آیت ۵۹۔ وَاَوْرَثْنٰهَا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ (۵۹)

اور ہم نے ان کے بعد ان کا مالک بنی اسرائیل کو بنا دیا۔

تفسیر۔ ...... خاص مصر ہی کے باغ اور چشمے مراد نہیں چنانچہ اسرائیلیوں کو ایک عرصہ بعد فلسطین میں حکومت مل گئی۔ اور داؤدؑ و سلیمانؑ کی زبردست بادشاہتیں قائم ہوگئیں ...... حضرت سلیمان کے زمانہ میں مصر کے علاقہ دارالسلطنت میں شامل ہوگئے تھے۔ اور یرمیاہ نبی کے زمانہ میں تو مصر یہود کا وطن از سر نو بن گیا تھا۔

(۵) پ ۱ س ۲۔ آیت ۴۹۔ ۵۰۔ مدنی:۔

مخاطب بنی اسرائیل:۔

وَاِذْ نَجَّیْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ یَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ

الْعَذَابِ يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ط
وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ (۴۹)

ترجمہ:۔ اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے تمہیں فرعون والوں سے نجات دی تھی جو تمہارے اوپر بڑا عذاب توڑ رہے تھے۔ تمہارے لڑکوں کو قتل کر ڈالتے تھے اور تمہاری عورتوں کو زندہ رہنے دیتے تھے اور اس میں تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہاری بڑی آزمائش تھی۔

آیت ۵۰۔ وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ
وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ (۵۰)

ترجمہ:۔ اور (وہ وقت یاد کرو) جب ہم نے تمہارے لئے سمندر کو پھاڑ دیا تھا پھر ہم نے تمہیں نجات دے دی اور فرعون والوں کو غرق کر دیا درآنحالیکہ تم دیکھ رہے تھے۔

فصل ۱۲

عذاب بالعموم

(۱) پ ۷ س ۶۔ آیت ۶۵:-

قُلۡ هُوَ الۡقَادِرُ عَلٰٓى اَنۡ يَّبۡعَثَ عَلَيۡكُمۡ عَذَابًا مِّنۡ فَوۡقِكُمۡ اَوۡ مِنۡ تَحۡتِ اَرۡجُلِكُمۡ اَوۡ يَلۡبِسَكُمۡ شِيَعًا وَّ يُذِيۡقَ بَعۡضَكُمۡ بَاۡسَ بَعۡضٍ‌ ؕ اُنۡظُرۡ كَيۡفَ نُصَرِّفُ الۡاٰيٰتِ لَعَلَّهُمۡ يَفۡقَهُوۡنَ (۶۵)

ترجمہ:- آپ کہہ دیجئے کہ وہ (اس پر بھی) قادر ہے کہ تمہارے اوپر کوئی عذاب مسلط کردے تمہارے اوپر سے یا تمہارے پیروں کے نیچے سے یا تمہیں گروہ گروہ کرکے بھڑادے اور تمہیں ایک دوسرے کو لڑائی (کا مزہ) چکھادے۔ آپ دیکھئے ہم کس کس طرح دلائل کو الٹ پھیر کر بیان کرتے ہیں شاید کہ وہ لوگ سمجھ جائیں۔

تفسیر۔ (۱) یہاں دنیوی مصائب کی تین عام و متعارف صورتوں کی طرف توجہ دلائی ہے۔

(الف) مِن فوقکم۔ یعنی اوپر سے آنیوالا عذاب جیسے پتھر۔ آندھی۔ طوفان وغیرہ ایک تفسیر ظالم حاکموں سے بھی آئی ہے۔

(ب) من تحت ارجلکم۔ یعنی نیچے سے آنے والا عذاب زلزلہ۔ سیلاب وغیرہ ...... سرکش رعایا۔ نافرمان غلام۔

(ج) یذیق بعضکم ـــ باس بعض۔ تیسری قسم عذاب الٰہی کی یہ بیان ہوئی ہے کہ گروہ کو گروہ سے بھڑا دیا جائے اور انسان کا ملک الموت انسان کو بنادیا جائے یہ عذاب آسمانی اور زمینی عذابوں سے گھٹ کر نہیں کچھ بڑھ کر ہی ہے۔ اس کا تجربہ دنیا کو

خوب ہو چکا ہے۔ اور آج بھی جنگ ختم ہو جانے کے سال بھر بعد (۱۹۴۶) میں بھی ہو رہا ہے۔

(۲) امام قرطبیؒ اندلسی ساتویں صدی ہجری کے آدمی ہیں۔ فرماتے ہیں .... مشاہدہ میں آچکا ہے۔ ہمارے ہی بھائی بند دشمن بن کر ہم پر مستولی ہوئے۔ آپس میں تلوار چلی جانیں گئیں مال لٹا اور ایک نے دوسرے کی جان و مال کو حلال سمجھا۔ انا للہ۔

(۳) لعلھم یفقھون۔ یعنی ہم دلائل و شواہد کو اسی لئے واضح کر رہے ہیں کہ اب بھی یہ نادان شرک و معصیت کی قباحتوں کو سمجھ جائیں۔ ماجد

(۴) .... اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کے نزدیک یہ بھی ایک عذاب ہے کہ کوئی امت ایک طریقہ پر جمع رہنے کی جگہ مختلف گروہ بندیوں میں بٹ جائے اور ہر گروہ دوسرے گروہ کو اپنی شدت کا مزہ چکھانے لگے۔ افسوس کہ مسلمان بھی اسی عذاب میں مبتلا ہیں (آزاد)

(۵) الف۔ یعنی خدا کے امہال و درگزر کو دیکھ کر مامون اور بے فکر نہ ہونا چاہیئے۔ جس طرح وہ شدائد اور مصائب سے نجات دے سکتا ہے اُسے یہ بھی قدرت ہے کہ کسی قسم کا عذاب تم پر مسلط کر دے۔

(ب) عذاب کی تین قسمیں بیان فرمائی ہیں۔ (۱) جو اوپر سے آئے جیسے پتھر برسنا یا طوفانی ہوا اور بارش (۲) جو پاؤں کے نیچے سے آئے جیسے زلزلہ یا سیلاب یہ دونوں خارجی اور بیرونی عذاب ہیں جو اگلی قوموں پر مسلط کئے گئے۔ حضور صلعم کی دعا سے اس امت کو اس قسم کے عام عذاب سے محفوظ کر دیا گیا ہے یعنی اس قسم کا عذاب جو گذشتہ اقوام کی طرح اس امت کا استیصال کر دے نازل نہ ہوگا ... تیسری قسم عذاب کی ..... اس امت کے حق میں باقی رہی ہے اور وہ پارٹی بندی، باہمی جنگ و جدل اور آپس میں خونریزی کا عذاب ہے۔ (عثمانی)

(۲) پ ۸ س ۷ - آیت ۴ :-

وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْهُمْ قَآئِلُوْنَ (۴)

ترجمہ :- اور کتنی ہی بستیاں ہیں کہ ہم نے انھیں تباہ کر دیا اور ان پر ہمارا عذاب رات کو پہنچا یا وہ دوپہر کو آرام میں تھے -

(۳) پ ۹ س ۷ - آیت ۹۷ :-

اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا بَيَاتًا وَّهُمْ نَآئِمُوْنَ (۹۷)

ترجمہ :- تو کیا بستی والے اس سے بیخوف ہو گئے ہیں کہ ان پر ہمارا عذاب شب کے وقت آپڑے درآنحالیکہ وہ سو رہے ہوں -

(۴) آیت ۹۸ :- اَوَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰٓى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًى وَّهُمْ يَلْعَبُوْنَ (۹۸)

ترجمہ :- یا کیا بستی والے اس سے بے خوف ہو گئے ہیں کہ ان پر ہمارا عذاب دن چڑھے آپڑے درآنحالیکہ وہ کھیل میں لگے ہوں -

تفسیر :- یعنی خدا اور آخرت کو بھولے دنیا کی غفلتوں اور بدمستیوں میں پڑے ہوں -

باب ۱۸

فرشتوں کی رفاقت

(۱) پ ۲۴ س ۴۱ - آیت ۳۰۔

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ (۳۰)

ترجمہ:- بیشک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر (اس پر) قائم رہے ان پر فرشتے اُتریں گے کہ تم نہ اندیشہ کرو اور نہ رنج کرو اور خوش ہو جنت (کے ملنے) پر جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا رہا ہے۔

تفسیر:- (۱) توحید پر استقامت کا مفہوم کیا ہے ..... حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "اللہ کے عائد کردہ فرائض فرمانبرداری کے ساتھ ادا کرتے رہے"

(تفہیم جلد ۴)

(۲) ..... استقامت کے معنیٰ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے امر کو بجا لائے اور معاصی سے بچے۔ (نعیم)

(۳) تَتَنَزَّلُ ..... یہ فرشتے رحمت اور بشارت کے ہوں گے اور ان کا نزول پہلے موت کے وقت ہوگا پھر قبر میں اور پھر بعثت کے وقت ..... محققین عارفین نے ..... کہا ہے کہ ملائکہ رحمت کا نزول تو مومنین صادقین پر ہر وقت اور ہر آن ہوتا رہتا ہے ..... امام رازیؒ نے کہا ہے کہ یہ آیت مومن کے حق میں بہت بڑی بشارت ہے اور ایک وعدہ اس امر کا ہے کہ اسے کوئی غم و حزن نہ موت کے وقت ہوگا نہ قبر میں نہ حشر میں۔ بلکہ ان سارے موقعوں پر وہ مطمئن و پرسکون رہے گا۔ (ماجد)

(۴) مومن ناظر کو چاہیے کہ جب اس آیت پُر بشارت پر پہونچے تو آگے بڑھنے سے قبل ذرا اپنی موت کے وقت کا اس وعدہ الٰہی کے ساتھ مراقبہ کرے۔ نزع میں کہ انتہائی بے بسی کا وقت ہوتا ہے یہ مژدہ رحمت کس درجہ باعث بشارت وشادمانی ہوگا..... زبان کا کوئی لفظ مسرت وانبساط کی اس انتہائی کیفیت کو ادا کر ہی نہیں سکتا..... جلال الدین سیوطیؒ نے ..... ایک بڑی طویل حدیث اس مضمون کی نقل کی ہے کہ مومن صالح کی روح کے قبض کے وقت فرشتہ موت اس کے پاس اس کی دلچسپیوں کا بہتر سے بہتر سامان لے کر آتا ہے اور جس طرح بچہ کے نشتر لگنے کے وقت اسے بہلا پھسلا لیا جاتا ہے..... مومن کو..... بہلا کر چپکے سے بلا شائبہ تکلیف اس کی روح جسم سے باہر لے آتا ہے..... فرشتے اس کے حق میں دعائیں اور طلب مغفرت کرتے ہیں۔ ماجد

(۲) آیت ۳۱:۔ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ (۳۱)

ترجمہ:۔ ہم تمہارے رفیق تھے دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی رہیں گے اور تمہارے واسطے اس (جنت) میں وہ سب کچھ موجود ہے جس کو تمہارا جی چاہے اور تمہارے واسطے موجود ہے جو کچھ بھی تم مانگو

تفسیر۔ نیکی کے فرشتے مومن صالح کے رفیق اس دنیا میں برابر رہا کرتے ہیں اور ہر وقت اسے صالحیت کی ترغیب بطریق الہام دیتے رہتے ہیں اور آخرت میں ان کی ملاقات ورفاقت کا ذکر تو قرآن مجید میں بار بار آیا ہے۔ (ماجد)

(۳) آیت ۳۲:۔ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ (۳۲)

ترجمہ:۔ (یہ) بطور مہمانی کے (خدائے) غفور و رحیم کی طرف سے۔

(۴) پ ۷ س ۶ - آیت ۶۱ -

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً حَتّٰٓى
اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ (۶۱)

ترجمہ:- اور وہ غالب ہے اپنے بندوں کے اوپر اور وہ تمہارے اوپر نگراں (فرشتے) بھیجتا ہے یہاں تک کہ جب تم میں کسی کو موت آجاتی ہے تو اس کی روح ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) قبض کر لیتے ہیں اور وہ ذرا کوتاہی نہیں کرتے۔

تفسیر:- (۱) یہ فرشتے اعمال کی کتابت کیلئے بھی ہوتے ہیں اور جان کی حفاظت کیلئے بھی (ماجد)

باب ۱۹

دعوت الی اللہ

پ ۲۴ س ۴۱ - آیت ۳۳ -

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّ
قَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۔

ترجمہ:- اور اس سے بہتر بات کس کی ہے جو (دوسروں کو) اللہ کی طرف بلائے اور (خود) نیک عمل کرے اور کہے کہ میں تو فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

تفسیر:- (۱) ہر داعی الی اللہ اس کے تحت میں آجاتا ہے خواہ وہ حاکم عادل ہو یا فوجی مجاہد۔ مدرس ہو یا واعظ شیخ طریقت ہو یا دینی کتابوں کا مصنف۔

(۲) فقہا نے اس کے تحت میں لکھا ہے کہ خلوت و اعتزال و سکوت زاہدانہ سے امر بالمعروف اولیٰ و اشرف ہے۔

(۳) بہترین قولی عبادت دعوت الی اللہ ہی ہے۔

٧٨٦

وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ تُوَفَّىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۲:۲۸۱

ترجمہ:- اور اس دن سے ڈرتے رہو جس میں تم (سب) اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے پھر ہر شخص کو اس کا معاوضہ پورا پورا ملیگا اور ان پر ظلم ذرا بھی نہ ہوگا۔

توشۂ آخرت

(حصہ اوّل)

مشتمل بہ معلومات (چند) مضامین قرآن حکیم

مُرتّبہ

محمد عبدالمجید صدیقی (اڈوکیٹ)

۱۵۰-او-۲/ پی۔ ای۔ سی۔ ایچ۔ ایس

خالد بن ولید روڈ

کراچی ۲۹